صلاۃ وسلام علیٰ سید الانام ﷺ

مولانا محمود الرشید حدوٹی

مصنف۔ صحافی۔ دینی سکالر۔ داعی الی اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (56) الاحزاب

صلاۃ وسلام

علی

سید الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ضابطہ

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔صلاۃ وسلام علی سید الانام

مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا محمود الرشید حدوٹی حفظہ اللہ

طابع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبداللہ پریس ریٹی گن روڈ لاہور

کمپوزنگ وسرورق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد نواز اللہ عباسی

اشاعت اول۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جنوری 2015ء

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔1000

ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مکتبہ آب حیات لاہور

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔300روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ آب حیات، مدینہ ٹاور، مسلم ٹاؤن لاہور

جامعہ رشیدیہ، غوث گارڈن، جی ٹی روڈ، مناواں لاہور

جامعہ دار القرآن، علیوٹ، مری ضلع راولپنڈی

انتساب

آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، مراد المشتاقین

راحۃ للعاشقین، گنبد خضریٰ کے مکین، شہ لولاک

حضرت نبی کریم، حضرت محمد رؤف ورحیم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ اصحابہ واھل بیتہ اجمعین

کے ایک دیوانے

پروانے

مستانے

اپنے بہت ہی مخلص بھائی، دوست، محسن

جناب الحاج

خواجہ محمد عارف قاسم حفظہ اللہ

کے نام

فہرست مضامین

اپنی بات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَلحَمدُ لله رَافِعُ دَرجَاتِ المُخبِتِينَ، وَمُجِيبُ دُعَاءِ المُضطَرِّينَ، وَمُفَرِّجُ الكُرَبِ عَنِ المَهمُومِينَ، وَجَاعِلُ الصَّلَاةَ عَلَى الشَّفِيعِ سَبَباً لِلغُفرَانِ، وَبَاباً لِتَفرِيجِ الأَحزَانِ، وَحِرزاً مِّن وَّسَاوِسِ الشَّيطَانِ،فَصَلَوَاتُ اللهِ تَترَى، وَسَلَامُهُ يَتَوَالَى عَلَى مَن خَصَّهُ اللهُ تَعَالَى بِالرُّتَبِ العُلِيَّةِ، وَالمَقَامَاتِ السَّنِيَّةِ، وَشَرَّفَهُ بِالمَقَامِ المَحمُودِ وَالحَوضِ المَورُودِ، وَحَلَّاهُ مِنَ الأَخلَاقِ بِأَجمَلِ البُرُودِ، وَعَلَى آلِهِ الأَطهَارِ الأَبرَارِ، وَصَحَابَتِهِ الغُرِّ المَيَامِينِ الأَخيَارِ، وَالتَّابِعِينَ لَهُم بِإِحسَانٍ، فَإِنَّ الصَّلَاةَ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ تِريَاقٌ لِّلقُلُوبِ، وَمَاحِيَةٌ لِّلذُّنُوبِ، وَمِرقَاةٌ إِلَى كُلِّ أَمرٍ مَحبُوبٍ، بِهَا يُحَلِّقُ المُوَفَّقُ فِي أَجوَاءِ العُليَاءِ، وَيَتَدَرَّجُ فِي سُلَّمِ الاِرتِقَاءِ، حَتَّى يَبلُغَ مَرَاتِبَ الأَولِيَاءِ، كَيفَ لَا؟! وَقَد صَلَّى عَلَيهِ خَالِقُهُ وَالمَلَائِكَةُ الكِرَامِ، وَأَمَرَنَا بِذٰلِكَ تَنوِيهاً بِعِظَمِ المَقَامِ، ثُمَّ فَصَّلَتِ السُّنَّةُ الغَرَّاءِ مَزَايَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، عَلَى مَن بَعَثَهُ اللهُ تَعَالٰى رَحمَةً لِلأَنَامِ، فَاغتَرَفَ المُوَفَّقُونَ مِن هَذَا المَنهَلِ الرَّوِيِّ، وبلغ بها المقرّبون الشّأو القصيّ، وهرولت بالمحبين نجب الأشواق، إلى تلك الآفاق، فتذوقوا من أسرار الصّلاة والسّلام، المشفوعة بالمحبة والإعظام، فأنار الله تعالى بواطنهم، وصفّى قلوبهم، وحلّقت أرواحهم في رياض الذّكر فرتعوا، واعتصموا بالله ففازوا وربحوا، فتلك تجارة لن تبور

اللہ رب العزت کا بندہ ناچیز پر خصوصی احسان وکرم ہے کہ ہر سال ربیع الاول کی مناسبت سے کوئی نہ کوئی ایسی تحریر پیش کرنے کی سعادت عطاء کرتا ہے جس سے دل وروح خوش ہو جاتے ہیں ،جب سے بندہ ناچیز کی زیرادارت ماہ نامہ آب حیات لاہور شائع ہونا شروع ہوا تب سے اب تک مسلسل ہر سال ربیع الاول پر ایسی تحریر پیش کی جارہی ہے جس کا تعلق نبی کریم ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ ہوتا ہے،ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اس سال اللہ نے کرم نوازی اور دستگیری فرمائی تو ایک خوبصورت موضوع ہاتھ آگیا، جس سے نہ صرف مشام جان معطر ہو رہے ہیں بلکہ اگر بارگاہ ایزدی کے بعد بارگاہ نبوی میں یہ ہدیہ عاجزانہ قبول ہو جائے تو باعث اعزاز و صد افتخار ہے۔

الحمدللہ: اس ذخیرہ میں ایسے ایسے دلائل موجود ہیں جنہیں جھٹلانا آسان نہیں ہے، ان کے انکار کی گنجائش نہیں ہے، یہ پڑھنے والوں کے اطمینان قلب کا ذریعہ اور سامان ہے، اس کتاب کے مطالعہ سے ان دوستوں کو شفاء کاملہ مل جائے گی جو صلاۃ وسلام کے عنوان پر ہی مسلمانوں کے مختلف طبقات میں انتشار وافتراق کے بیج بو رہے ہیں، مجھے اللہ کی بارگاہ میں امید ہے کہ صدق دل سے مطالعہ کرنے والوں کا شفاء کاملہ مل جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھے راستے اور سچے راستے پر گامزن ہونے کی توفیق بخشے ۔آمین

خادم اسلام

محمود الرشید حدوٹی

خادم جامعہ رشیدیہ لاہور، مدیر اعلیٰ ماہنامہ آب حیات لاہور

11 فروری 2015ء بروز بدھ، مدینہ ہاؤس لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن اور صلاۃ وسلام

اللہ تعالٰی نے اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں اہل ایمان کو حکم دیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ پر صلٰوۃ وسلام پیش کیا کریں، ارشاد ربانی ہے

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (56)الاحزاب

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اس پر دورد اور سلام بھیجو۔

آیت کریمہ کے سیاق وسباق سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالٰی اپنے پیارے نبی ﷺ کی عظمت شان کو ظاہر فرما رہے ہیں اور آپ ﷺ کی اتباع اور فرمان برداری کی تلقین فرما رہے ہیں۔

فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجا کرو، یہ کام صرف تمھی نے اکیلے نہیں کرنا بلکہ میں بھی اپنے نبی پر صلاۃ بھیجتا ہوں، میرے فرشتے بھی صلاۃ بھیجتے ہیں، تم صلاۃ بھی بھیجو اور سلام بھی بھیجو، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صلاۃ بھیجنا کس قدر عظمت والا کام ہے کہ اللہ بھی یہ کام کرتے ہیں اور اس کے فرشتے بھی، پھر عام اہل ایمان کو ارشاد فرمایا کہ تم بھی ایسا کرو، یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے، یہ بڑی عظمت اور مرتبے والا عمل ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ذات ایسی ہے جن کے اس امت پر بہت زیادہ احسانات ہیں ان احسانات کا تقاضا ہے کہ امتی نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پیش کریں، اس میں

جہاں آپ ﷺ کے درجات کو بلند سے بلند ترین مقام تک پہنچایا جاتا ہے وہاں امتی بیش بہا سعادتیں بھی سمیٹتے ہیں ،اپنے درجات کو بلند کرواتے اوراپنے گناہوں کو معاف کرواتے ہیں ،جب یہ پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ والہانہ عشق و محبت کا اظہار صلاۃ وسلام کی شکل میں کریں گے تو اللہ انہیں اس کا نعم البدل عطاء فرمائے گا

یہ کس قدر سعادت کی بات ہے کہ اللہ نے اس کام میں اپنے بندوں کو بھی شریک کرلیا ہے ورنہ اکیلے اللہ کی طرف سے صلاۃ بھیجنے میں کتنا کمال تھا، پھر نورانی اور معصوم مخلوق فرشتوں کی طرف سے بھیجا جانے والا درود کس قدر عظیم تھا، جن کی کثرت تعداد کے باعث آسمان چرچراتے ہیں،آسمانوں پر ایک بالشت جگہ ایسی خالی نہیں جہاں پر یہ فرشتے موجود نہ ہوں، مصروف عبادت نہ ہوں، پھر معصوم ہیں، کوئی گناہ نہیں کرتے ،اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے وہ اس عظیم عمل میں شریک ہیں، جسے کرنے کا اللہ کی طرف سے اپنے ایمان والے بندوں کو حکم دیا جارہا ہے۔

تفسیر کبیر: اس آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے حرم محترم کی حرمت کا پاس اور لحاظ رکھنے کا حکم دیا کہ نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر ان کے گھر میں داخل نہ ہوا جائے اور یہاں آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام پیش کرنے کا حکم دے کر عظمت کو مزید بڑھایا گیا ہے، علامہ فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں

لَمَّا أَمَرَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ بِالِاسْتِئْذَانِ وَعَدَمِ النَّظَرِ إِلَى وُجُوهِ نِسَائِهِ احْتِرَامًا كَمَّلَ بَيَانَ حُرْمَتِهِ، وَذَلِكَ لِأَنَّ حَالَتَهُ مُنْحَصِرَةٌ فِي اثْنَتَيْنِ حَالَةَ خَلْوَتِهِ، وَذَكَرَ مَا يَدُلُّ عَلَى احْتِرَامِهِ فِي تِلْكَ الْحَالَةِ بِقَوْلِهِ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ وَحَالَةَ يَكُونُ فِي مَلَأٍ وَالْمَلَأُ إِمَّا الْمَلَأُ الْأَعْلَى، وَإِمَّا الْمَلَأُ الْأَدْنَى، أَمَّا فِي الْمَلَأِ الْأَعْلَى فَهُوَ مُحْتَرَمٌ، فَإِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ. وَأَمَّا فِي الْمَلَأِ الْأَدْنَى فذلك واجب الاحترام بقوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً (تفسیر کبیر ج ۲۵ ص ۱۸۱)

اللہ نے ایمان والوں کو اجازت لے کر گھر میں داخل ہونے اور آپ ﷺ کی عورتوں کے چہرے کی طرف احترام کی وجہ سے نہ دیکھنے کا حکم دے کر آپ ﷺ کی عظمت و حرمت کو مکمل فرمایا ہے، اس لیے کہ آپ ﷺ کی حالت دو چیزوں میں منحصر تھی، ایک آپ ﷺ کی خلوت اور دوسری حالت ملأ اعلیٰ کی، آپ ﷺ کی خلوت کی حالت کی حرمت کو یہ فرما کر بیان کیا کہ آپ ﷺ کے گھر میں بدون اجازت داخل نہ ہوا جائے اور ملأ کی حالت اس طرح ہے کہ ملأ اعلیٰ ہے یا ادنیٰ، آپ کی ملأ اعلیٰ کی حالت بھی محترم ہے اس لیے اللہ اور اس کے فرشتے آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجتے ہیں اور ملأ ادنیٰ کی حالت بھی واجب الاحترام ہے، اس لیے اے اہل ایمان! تم آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجا کرو۔

<u>تفسیر علامہ ابن کثیرؒ:</u> مفسر قرآن علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ

وَالْمَقْصُودُ مِنْ هَذِهِ الْآيَةِ: أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ أَخْبَرَ عِبَادَهُ بِمَنْزِلَةِ عَبْدِهِ وَنَبِيِّهِ عِنْدَهُ فِي الْمَلَأِ الْأَعْلَى، بِأَنَّهُ يُثْنِي عَلَيْهِ عِنْدَ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ، وَأَنَّ الْمَلَائِكَةَ تُصَلِّي عَلَيْهِ. ثُمَّ أَمَرَ تَعَالَى أَهْلَ الْعَالَمِ السُّفْلِيِّ بِالصَّلَاةِ وَالتَّسْلِيمِ عَلَيْهِ، لِيَجْتَمِعَ الثَّنَاءُ عَلَيْهِ مِنْ أَهْلِ الْعَالَمِينَ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ جَمِيعًا (تفسیر ابن کثیر ج٦ ص٤٥٧)

اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے خاص بندے (نبی کریم ﷺ) اور اپنے نبی ﷺ کے اس مرتبے اور مقام کی اطلاع دے رہے ہیں جو اللہ کے پاس ملأ اعلیٰ میں ہے، اس لیے کہ اللہ آپ ﷺ کی اپنے مقرب فرشتوں کے ہاں تعریف وثناء کرتے ہیں اور فرشتے آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجتے ہیں، پھر اللہ نے عالم سُفلی کو آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام کا حکم دیا، تاکہ عالم سفلی اور عالم علوی دونوں کی صلاۃ وسلام آپ ﷺ پر جمع ہو جائے۔

تفسیر الجامع لاحکام القرآن: ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح الانصاری الخزرجی شمس الدین قرطبیؒ رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن المعروف تفسیر قرطبی میں فرماتے ہیں کہ

أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالَى عِبَادَهُ بِالصَّلَاةِ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دُونَ أَنْبِيَائِهِ تَشْرِيفًا لَهُ، (تفسیرقرطبی ج۱۴ص ۲۳۲)

اللہ تعالیٰ نے باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی بجائے اپنے بندوں کو جو صرف نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا ہے یہ آپ ﷺ کی بزرگی اور عظمت کی وجہ سے ہے

تفسیر روح المعانی: شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی میں لکھتے ہیں

مَلَائِكَتَهُ وَلَم يَقُل اَلْمَلَائِكَةَ إِشَارَةٌ إِلَى عَظِيمِ قَدَرِهِم وَمَزِيدِ شَرَفِهِم بِإِضَافَتِهِم إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَذٰلِكَ مُستَلزَمٌ لِتَعظِيمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَصِلُ إِلَيهِ مِنهُم مِن حَيثُ إِنَّ العَظِيمَ لَا يَصدُرُ مِنهُ إِلَّا عَظِيمٌ، ثُمَّ فِيهِ التَّنبِيهُ عَلَى كَثرَتِهِم وَأَنَّ الصَّلَاةَ مِن هٰذَا الجَمعِ الكَثِيرِ الَّذِي لَا يُحِيطُ بِمُنتَهَاهُ غَيرَ خَالِقِهِ وَاصِلَةٌ إِلَيهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَمَرِّ الأَيَّامِ وَالدُّهُورِ مَعَ تَجَدُّدِهَا كُل وَقتٍ وَّحِينٍ، وَهٰذَا أَبلَغُ تَعظِيمٍ وَأَنهَاهُ وَأَشمَلُهُ وَأَكمَلُهُ وَأَزكَاهُ (تفسیرروح المعانی ج۱۱ص ۲۵۲)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مبارکہ میں ملائکتہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے، الف لام کے ساتھ الملائکہ استعمال نہیں فرمایا، اس میں ملائکہ کی اضافت اللہ کی طرف ہونے کی وجہ سے ان کے بڑے مرتبے اور شرافت کی طرف اشارہ ہے، اور یہ بات آپ ﷺ کی عظمت کو مستلزم ہے بوجہ اس کے ان کی طرف سے آپ ﷺ کی طرف پہنچنے کے، اس لیے کہ بڑی ہستی سے صادر ہونے والی چیز بھی بڑی ہوتی ہے، پھر اس میں ان (فرشتوں) کی کثرت پر خبردار کرنا ہے، اور اس عظیم جماعت کی صلاۃ کا احاطہ ان کے

پیدا کرنے والے کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا، جو آپ ﷺ تک گزرتے دنوں اور زمانوں تک وقت اور زمانے کی تجدید کے ساتھ پہنچتا رہے گا، یہ تعظیم کا اعلیٰ ،اونچا اور سب سے پاکیزہ طریقہ ہے۔

تفسیر الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن: ابو زید عبد الرحمن بن محمد بن مخلوف الثعالبی اس آیت مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں یہ آیت مبارکہ

تَضَمَّنَت شَرفَ النّبي صَلى الله عَلَيهِ وَسَلَّم وَعَظِيمَ مَنزِلَتِه عِندَ اللهِ تَعالٰى

اس بات پر مشتمل ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا مرتبہ و مقام ہے۔

(الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن ج۴ ص۳۵۷)

تفسیر الفواتح الالھیہ والمفاتح الغیبیہ :الشیخ نعمت اللہ بن محمود المعروف شیخ علوان رحمۃ اللہ علیہ آیت مبارکہ کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ

وَالآيَةُ تَدُلُّ عَلَى وُجُوبِ الصَّلاةِ عَلَيهِ صَلّى الله عَلَيهِ وَسَلّم لِعُمُومِ المُؤمِنِينَ كُلَّمَا جَرَى ذِكرُهُ فِي أَيِّ حَالٍ مِّنَ الأَحوَالِ وَأَيِّ حِينٍ مِّنَ الأَحيَانِ اللَّائِقَةُ لِلدُّعَاءِ. ثُمَّ لَمَّا أَشَارَ سُبحَانَه اِلَى عُلُوِّ شَأنِ نَبِيِّه صَلّى الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَسُمُوِّ بُرهَانِهِ وَأَوجَبَ عَلَى المُؤمِنِينَ تَعظِيمَهُ وَتَوقِيرَهُ وَالاِنقِيَادَ لَهُ فِي عُمُومِ أَوَامِرِهِ وَنَوَاهِيهِ(الفواتح الإلهية والمفاتح الغيبية الموضحة للكلم القرآنية والحكم الفرقانية ج۲ص ۱۶۳)

آیت مبارکہ راہنمائی کرتی ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا تذکرہ شروع ہو، کسی حال میں، کسی وقت میں جو دعا کے لیے مناسب ہو، اس میں نبی کریم ﷺ کی ذات پر صلاۃ بھیجنا عام اہل ایمان پر واجب ہے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے بلند مرتبے کی طرف اشارہ کیا ہے، ان کے دلائل کی بلندی کی طرف اشارہ کیا ہے تو اہل ایمان پر ان کی تعظیم ،توقیر اور تمام اوامر اور نواہی میں ان کی اطاعت لازم قرار دی ہے۔

تفسیر روح البیان : شیخ اسماعیل حقی بن مصطفے استانبولی حنفی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں

وَقَالَ بَعضُهُم اَلصَّلَاةُ مِنَ اللهِ تَعَالٰى بِمَعنٰى الرَّحمَةُ لِغَيرِ النَّبِي عَلَيهِ السَّلامُ وَبِمَعنٰى اَلتَّشرِيفُ بِمَزِيدِ الكَرَامَةِ لِلنَّبِي وَالرَّحمَةُ عَامَّةٌ وَالصَّلَاةُ خَاصَّةٌ كَمَا دَلَّ العَطفُ عَلَى التَّغَايُرِ فِي قَولِهِ تَعَالٰى (أُولئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ) وَقَالَ بَعضُهُم صَلَوَاتُ اللهِ عَلَى غَيرِ النَّبِي رَحمَةٌ وَعَلَى النَّبِي ثَنَاءٌ وَمِدحَةٌ قَولًا وَتَوفِيقٌ وَتَأْيِيدٌ فِعلاً وَصَلَاةُ المَلَائِكَةِ عَلى غَيرِ النَّبِي اِستِغفَارٌ وَعَلَى النَّبِي اِظهَارٌ لِّلفَضِيلَةِ وَالمَدحُ قَولًا وَالنُّصرَةُ وَالمُعَاوَنَةُ فِعلاً وَصَلَاةُ المُؤمِنِينَ عَلى غَيرِ النَّبِي دُعَاءٌ وَعَلَى النَّبِي طَلبُ الشَّفَاعَةِ قَولًا وَاِتِّبَاعُ السُّنَّةِ فِعلاً(روح البیان ج۷ص ۲۲۰)

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب غیر نبی کے لیے رحمت ہے اور نبی کے لیے اللہ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب نبی کی بزرگی اور شرافت کو مزید بڑھا دینا ہے ،رحمت عام ہے اور صلاۃ خاص ہے ،جیسا کہ عطف تغایر پر دلالت کرتا ہے ،قرآن میں اللہ تعالیٰ نے رحمت کو صلاۃ کے بعد عطف کے ساتھ ذکر کیا ہے ،بعض حضرات کہتے ہیں کہ صلاۃ کا معنی غیر نبی کے لیے رحمت ہے اور نبی کے لیے قول کے لحاظ سے ثناء و تعریف ہے اور تائید و توفیق مراد ہے فعل کے اعتبار سے صلاۃ الملائکہ غیر نبی کے لیے استغفار کرنا ہے اور نبی کے لیے فرشتوں کی صلاۃ کا مطلب قول کے لحاظ سے ان کی فضیلت کو ظاہر کرنا اور ان کی مدح کرنا ہے اور فعل کے اعتبار سے مدد اور معاونت کرنا ہے ،اور ایمان والوں کی صلاۃ غیر نبی پر ہو تو اس سے مراد دعا ہے اور ایمان والوں کی صلاۃ نبی پر ہو کا مطلب شفاعت طلب کرنا ہے قول کے لحاظ سے اور سنت کی پیروی کرنا ہے فعل کے لحاظ سے۔

تفسیر الوسیط :ڈاکٹر وھبہ مصطفےٰ الزحیلی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ

هٰذِه الآيَةُ أَظهَرت مَكَانَةَ النبي صلّى الله عليه وسلّم عِندَ الله وَالمَلائِكَةِ، فَإنَّ الله يُصلِّي عَلَى نَبِيِّه بِالرَّحمَةِ وَالرِّضوَانِ، وَالمَلائِكَةُ تَدعُو لَه بِالمَغفِرَةِ وَعُلُوِّ الشَّأنِ، لِذَا فَأَنتُم أَيُّهَا المُؤمِنُونَ مَأمُورُونَ بِالصَّلاةِ وَالسَّلامِ عَلَيهِ تَسلِيماً كَثِيراً مُبَارَكاً فِيهِ. وَالصَّلاةُ مِنَ الله تَعَالٰى: رَحمَةٌ مِّنهُ وَبَرَكَةٌ، وَصَلَاةُ المَلائِكَةِ: دُعَاءٌ وَّتَعظِيمٌ، وَصَلَاةُ النَّاسِ: دُعَاءٌ وَّاستِغفَارٌ (التفسير الوسيط ج٣)

یہ آیت مبارکہ اللہ اور فرشتوں کے ہاں نبی کریم ﷺ کے مرتبے اور مقام کو ظاہر کرتی ہے ،اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ پر صلاۃ بھیجتے ہیں رحمت اور رضا کے ساتھ ، فرشتے آپ ﷺ کے لیے مغفرت اور بلندیٔ شان کی دعا کرتے ہیں،اس لیے اے اہل ایمان تمھیں نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے، جس میں برکت رکھی گئی ہے ،اوراللہ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب اس کی رحمت اور برکت ہے اور فرشتوں کی طرف سے صلاۃ کا معنٰی دعااور تعظیم ہے اور لوگوں کی طرف سے صلاۃ کا معنی دعااور استغفار ہے۔

تفسیر مراغی: شیخ احمد بن مصطفےٰ مراغی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مراغی میں لکھتے ہیں

بَعدَ أَن ذُكِرَ وُجُوبُ اِحتِرامِ النَّبِي حَالَ خَلوَتِهِ بِقَولِه: «لا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ» أَردَفَ ذٰلِك بَيَانَ مَالَه مِن اِحتِرامٍ فِي المَلَإِ الأَعلىٰ بِقولِه: «إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ» وفي الملإِ الأدنى بقوله: «يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً»(تفسیرمراغی ج٢٢ص ٣٣)

نبی کریم ﷺ کا احترام خلوت میں واجب ہونے کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے اس احترام کو بیان فرمارہے ہیں جو ملأ اعلیٰ میں ہے کہ اللہ اوراس کے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور ملأ ادنیٰ میں آپ ﷺ کا احترام یہ ہے کہ اہل ایمان آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام پیش کیا کریں۔

تفسیر مکی: تفسیر مکی کے حاشیے میں مولانا یوسف صلاح الدین لکھتے ہیں

اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مرتبہ و منزلت کا بیان ہے جو (آسمانوں) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے اور یہ کہ اللہ تبارک و تعالٰی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناو تعریف کرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمتیں بھیجتا ہے اور فرشتے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلندی درجات کی دعا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالٰی نے عالم سفلی (اہل زمین) کو حکم دیا کہ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ اور سلام بھیجیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں علوی اور سفلی دونوں عالم متحد ہو جائیں۔ (تفسیر مکی)

تفسیر عثمانی: شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں

صلاۃ النبی کا مطلب ہے "نبی کی ثناء و تعظیم رحمت و عطوفت کے ساتھ" پھر جس کی طرف "صلاۃ" منسوب ہوگی اسی کی شان و مرتبہ کے لائق ثناء و تعظیم اور رحمت و عطوفت مراد لیں گے، جیسے کہتے ہیں کہ باپ بیٹے پر، بیٹا باپ پر اور بھائی بھائی پر مہربان ہے یا ہر ایک دوسرے سے محبت کرتا ہے تو ظاہر ہے جس طرح کی محبت اور مہربانی باپ کی بیٹے پر ہے اس نوعیت کی بیٹے کی باپ پر نہیں اور بھائی کی بھائی پر ان دونوں سے جداگانہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہاں سمجھ لو۔ اللہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیجتا ہے یعنی رحمت و شفقت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء اور اعزاز و اکرام کرتا ہے اور فرشتے بھی بھیجتے ہیں، مگر ہر ایک کی صلاۃ اور رحمت و تکریم اپنی شان و مرتبہ کے موافق ہوگی۔ آگے مومنین کو حکم ہے کہ تم بھی صلاۃ و رحمت بھیجو۔ اس کی حیثیت ان دونوں سے علیحدہ ہونی چاہیے۔ علماء نے کہا کہ اللہ کی صلاۃ رحمت بھیجنا اور فرشتوں کی صلاۃ استغفار کرنا اور مومنین کی صلاۃ دعا کرنا ہے (تفسیر عثمانی)

تفسیر بیان القرآن: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اللہ تعالی کا رحمت بھیجنا تو رحمت فرمانا ہے، اور مراد اس سے رحمت خاصہ ہے جو آپ کی شان عالی کے مناسب ہے اور فرشتوں کا رحمت بھیجنا اور اسی طرح جس رحمت کے بھیجنے کا ہم کو حکم ہے اس سے مراد اس رحمت خاصہ کی دعا کرنا ہے، اور اسی کو ہمارے محاورے میں درود کہتے ہیں، اور اس دعا کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب عالیہ میں بھی ترقی ہوسکتی ہے اور خود دعا کرنے والے کو بھی نفع ہوتا ہے۔

تفسیر معارف القرآن: مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اصل مقصود آیت کا مسلمانوں کو یہ حکم دینا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام بھیجا کریں، مگر اس کی تعبیر وبیان میں اس طرح فرمایا کہ پہلے حق تعالیٰ نے خود اپنا اور اپنے فرشتوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عمل صلاۃ کا ذکر فرمایا، اس کے بعد عام مومنین کو اس کا حکم دیا، جس میں آپ کے شرف اور عظمت کو اتنا بلند فرمادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جس کام کا حکم مسلمانوں کو دیا جاتا ہے وہ کام ایسا ہے کہ خود حق تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی وہ کام کرتے ہیں تو عام مومنین جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار احسانات ہیں ان کو تو اس عمل کا بڑا اہتمام کرنا چاہیے۔ اور ایک فائدہ اس تعبیر میں یہ بھی ہے کہ اس سے درود وسلام بھیجنے والے مسلمانوں کی ایک بہت بڑی فضیلت یہ ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کام میں شریک فرمالیا جو کام حق تعالیٰ خود بھی کرتے ہیں اور اس کے فرشتے بھی۔ (معارف القرآن)

تفسیر تیسیر القرآن: مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر تیسیر القرآن میں لکھتے ہیں

اس زمانہ میں کفار اور منافقین آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کرکے آپ کو بدنام کرنے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ خود اپنے نبی پر رحمتوں کی بارش کررہا ہے۔ فرشتے بھی اس کے حق

میں دعائے رحمت و برکت کرتے ہیں۔ تو پھر ان لوگوں کے بے ہودہ بکواس سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ساتھ ہی مومنوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس نبی پر بکثرت درود یا دعائے رحمت و مغفرت اور سلامتی کی دعا کیا کرو۔ وہ الزام تراشیاں تو وقتی اور عارضی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایسا طریقہ بتادیا کہ تاقیامت آپ پر سلامتی اور رحمت و مغفرت کی دعائیں مانگی جایا کریں۔ اور ہمیشہ آپ کا ذکر بلند رہا کرے۔(تفسیر تیسیر القرآن)

تفسیر تفہیم القرآن: سید ابوالاعلی مودودی اپنی تفسیر تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں

اللہ کی طرف سے اپنے نبی پر صلاۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ پر بے حد مہربان ہے، آپ ﷺ کی تعریف فرماتا ہے، آپ ﷺ کے کام میں برکت دیتا ہے، آپ ﷺ کا نام بلند کرتا ہے اور آپ ﷺ پر اپنی رحمتوں کی بارش فرماتا ہے۔ ملائکہ کی طرف سے آپ ﷺ پر صلاۃ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ سے غایت درجے کی محبت رکھتے ہیں اور آپ ﷺ کے حق میں اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کو زیادہ سے زیادہ بلند مرتبے عطا فرمائے، آپ ﷺ کے دین کو سربلند کرے، آپ ﷺ کی شریعت کو فروغ بخشے اور آپ کو مقام محمود پر پہنچائے۔ سیاق و سباق پر نگاہ ڈالنے سے صاف محسوس ہو جاتا ہے کہ اس سلسلۂ بیان میں یہ بات کس لیے ارشاد فرمائی گئی ہے

وقت وہ تھا جب دشمنان اسلام اس دین مبین کے فروغ پر اپنے دل کی جلن نکالنے کے لیے حضور ﷺ کے خلاف الزامات کی بوچھاڑ کر رہے تھے اور اپنے نزدیک یہ سمجھ رہے تھے کہ اس طرح کیچڑ اچھال کر وہ آپ ﷺ کے اس اخلاقی اثر کو ختم کر دیں گے جس کی بدولت اسلام اور مسلمانوں کے قدم روز بروز بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ ان حالات میں یہ آیت نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو یہ بتایا کہ کفار و مشرکین اور منافقین میرے نبی کو بدنام کرنے اور نیچا دکھانے کی جتنی چاہیں کوشش

کر دیکھیں، آخر کار وہ منہ کی کھائیں گے ،اس لیے کہ میں اس پر مہربان ہوں اور ساری کائنات کا نظم ونسق جن فرشتوں کے ذریعہ سے چل رہا ہے وہ سب اس کے حامی اور ثناخواں ہیں۔ وہ اس کی مذمت کر کے کیا پا سکتے ہیں جبکہ میں اس کا نام بلند کر رہا ہوں اور میرے فرشتے اس کی تعریفوں کے چرچے کر رہے ہیں۔ وہ اپنے اوچھے ہتھیاروں سے اس کا کیا بگاڑ سکتے ہیں جبکہ میری رحمتیں اور برکتیں اس کے ساتھ ہیں اور میرے فرشتے شب وروز دعا کر رہے ہیں کہ رب العالمین، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ اور زیادہ اونچا کر اور اس کے دین کو اور زیادہ فروغ دے۔(تفہیم القرآن)

حضرت شیخ الحدیثؒ کا ارشاد: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ لکھتے ہیں

حق تعالیٰ شانہ نے قرآن پاک میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے ، نماز، روزہ، حج وغیرہ اور بہت سے انبیاء کرام کی توصیفیں اور تعریفیں بھی فرمائیں، ان کے بہت سے اعزاز واکرام بھی فرمائے، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم فرمایا کہ ان کو سجدہ کیا جائے ، لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز واکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو، یہ اعزاز صرف سید الکونین فخر عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کے لیے ہے کہ اللہ جل شانہ نے صلاۃ کی نسبت اوّلاً اپنی طرف اس کے بعد اپنے پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں ،اے مومنو! تم بھی درود بھیجو،اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو گی کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مؤمنین کی شرکت ہے۔(فضائل درود شریف ص۸)

شیخ الحدیثؒ مزید لکھتے ہیں کہ

علماء نے لکھا ہے کہ آیت شریفہ میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نبی کے لفظ کے ساتھ تعبیر

کیا، محمد کے لفظ سے تعبیر نہیں کیا جیسا کہ اور انبیاء کو ان کے اسماء کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، یہ حضور اقدس ﷺ کی غایت، عظمت اور غایت شرافت کی وجہ سے ہے اور ایک جگہ جب حضور ﷺ کا ذکر حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ آیا تو ان کو تو نام کے ساتھ ذکر کیا اور آپ ﷺ کو نبی کے لفظ سے جیسا کہ

اِنَّ اَولَی النَّاسِ بِابرَاھِیمَ لَلَّذِین اتَّبَعُوہُ وَھذَاالنَّبی

میں ہے اور جہاں کہیں نام لیا گیا ہے وہ خصوصی مصلحت کی وجہ سے لیا گیا ہے۔ (فضائل درود شریف ص۹)

تفسیر کنز الایمان: تفسیر کنز الایمان میں علامہ نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں

درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تکریم ہے علماء نے اللھم صل علیٰ محمد کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب! محمد مصطفٰے ﷺ کو عظمت عطا فرما، دنیا میں ان کا دین بلند ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کر کے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اوّلین و آخِرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء، مرسلین و ملائکہ اور تمام خَلق پر ان کی شان بلند کر کے۔ (تفسیر کنز الایمان)

آیت صلاۃ وسلام کا شان نزول: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قِيلَ لِلنَّبِيِّ(صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَدْ عَرَفْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ہم نے آپ ﷺ پر سلام تو جان لیا آپ پر صلاۃ (درود) کیسے بھیجیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (56)الاحزاب

(أسباب نزول القرآن، مؤلف أبو الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي، النيسابوري، الشافعي ص ٣٦١)

آیت صلاۃ وسلام کا زمانۂ نزول: ایک قول کے مطابق ۲ ہجری میں یہ حکم آیا کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجتے ہیں لہٰذا تم بھی نبی ﷺ پر درود وسلام بھیجو، ایک قول کے مطابق صلاۃ وسلام کا حکم اس رات کو آیا جس رات آپ ﷺ کو معراج ہوئی، ابن ابی الصیف نے کہا کہ شعبان کا مہینہ نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنے کا مہینہ ہے اس لیے کہ صلاۃ وسلام والی آیت اسی مہینے میں اتری تھی۔(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

سبب نزول: اس آیت کے نزول کے سبب کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

أَنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ، قَالُوا: يَا مُوسَى هَلْ يُصَلِّي رَبُّكَ؟، قَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ، قَالُوا: فَهَلْ يَنَامُ رَبُّكَ؟ قَالَ: اتَّقُوا اللَّهَ، قَالُوا: فَهَلْ يَصْبُغُ رَبُّكَ؟ قَالَ: «اتَّقُوا اللَّهَ» ، فَنَادَاهُ رَبُّهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا مُوسَى، سَأَلُوكَ: هَلْ يُصَلِّي رَبُّكَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، أَنَا أُصَلِّي وَمَلَائِكَتِي عَلَى أَنْبِيَائِي وَ رُسُلِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ {إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ} [الأحزاب: ٥٦] إِلَى آخِرِهَا، وَسَأَلُوكَ: هَلْ يَنَامُ رَبُّكَ؟ فَخُذْ زُجَاجَتَيْنِ بِيَدَيْكَ فَقُمِ اللَّيْلَ، فَفَعَلَ مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ ثُلُثٌ نَعَسَ، فَوَقَعَ لِرُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ انْتَعَشَ فَضَبَطَهُمَا، حَتَّى إِذَا كَانَ آخِرُ اللَّيْلِ نَعَسَ، فَسَقَطَتِ الزُّجَاجَتَانِ فَانْكَسَرَتَا، فَقَالَ: يَا مُوسَى، لَوْ كُنْتُ أَنَامُ لَسَقَطَتِ السَّمَاوَاتُ عَلَى الْأَرَضِينَ فَهَلَكَتْ كَمَا هَلَكَتِ الزُّجَاجَتَانِ بِيَدَيْكَ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَ جَلَّ عَلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةَ

الْكُرْسِيِّ، وَسَأَلُوكَ: هَلْ يَصْبُغُ رَبُّكَ؟ فَقُلْ: نَعَمْ، أَنَا أَصْبَغُ الْأَلْوَانَ: الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ وَالْأَسْوَدَ، وَالْأَلْوَانُ كُلُّهَا فِي صَبْغِي، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ {صِبْغَةَ اللَّهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ صِبْغَةً} [البقرة: ۱۳۸]

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیاآپ کارب نماز پڑھتاہے؟ جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، انہوں نے پوچھا، کیاآپ کا رب سوتاہے؟ موسیٰ ؑ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو، انہوں نے پوچھا کیاآپ کارب رنگتا ہے؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو، اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی کہ اے موسیٰ! یہ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا تیرا رب نماز پڑھتاہے؟ فرمایا: ہاں! میں اور میرے فرشتے میرے انبیاء اور میرے رسولوں پر صلاۃ بھیجتے ہیں، اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت

{إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ} [الأحزاب: ۵۶]

نازل فرمائی۔

اور تجھ سے یہ پوچھتے ہیں کہ کیا تیرا رب سوتاہے؟ پس آپ دو شیشے کی بوتلیں اپنے ہاتھ میں لیں، پھر رات بھر کھڑے رہیں، حضرت موسیٰ نے ایسا ہی کیا، جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا تو موسیٰ کو اونگھ آگئی، آپ گھٹنوں کے بل گر پڑے، پھر چستی سے اٹھ کھڑے ہوئے، اور ان دو بوتلوں کو پھر سے سنبھال لیا، جب رات کا آخری حصہ گزر گیا تو پھر اونگھ آگئی، تو یہ دونوں بوتلیں گر کر ٹوٹ گئیں، اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر میں سوجاؤں تو زمین وآسمان گر جائیں، یہ اس طرح ہلاک ہو جائیں جس طرح تیرے ہاتھ سے بوتلیں گر کر ٹوٹ گئی ہیں، اس پر اللہ نے اپنے نبی ﷺ پر آیۃ الکرسی نازل فرمائی۔

صلاۃ کا معنیٰ اور مفہوم

مفردات امام راغب

ابوالقاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الاصفہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مفردات القرآن میں لکھتے ہیں کہ الصلاۃ کے بارے میں بہت سے اہل لغت کا کہنا ہے کہ یہ دعا، تبریک اور تمجید کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے، جیسے عربی محاورے میں کہا جاتا ہے

صَلَّيْتُ عليه، أي: دَعوتُ لَهُ

میں نے اس پر صلاۃ بھیجی کا مطلب ہے کہ میں نے اس کے لیے دعا کی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی ہے، جس میں صلاۃ بمعنیٰ دعا کے آیا ہے، جیسے فرمان ہے

إِذَا دُعِيَ أَحدُكُم إِلٰى طَعَامٍ فَلیُجِب، وَإِن کَانَ صَائِماً فَلْيُصَلِّ

جب تم میں کوئی کھانے کی طرف بلایا جائے تو اس دعوت کو قبول کرے اور اگر وہ روزہ دار ہے تو اسے چاہیے کہ صاحب دعوت کے لیے دعا کر دے۔

اسی طرح قرآن کریم میں صلاۃ دعا کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے جیسے آیت مبارکہ میں ہے

وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ[التوبة/ ۱۰۳] ،

اور ان کے لیے دعا کریں بے شک آپ کی دعا ان کے لیے تسلی کا ذریعہ ہے۔

اسی طرح قرآن میں فرشتوں کا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے لیے دعا کا ذکر ہے، جس میں یصلون کا لفظ استعمال ہوا ہے، ارشاد ہے

يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ[الأحزاب/ ٥٦]
فرشتے نبی کریم ﷺ درود بھیجتے ہیں یعنی دعا کرتے ہیں، اے اہل ایمان تم بھی آپ ﷺ کے لیے دعا کرو۔

اسی طرح قرآن کریم میں صلوات الرسول کاذکر ہے، جس کا معنی ہے نبی کریم ﷺ کی دعائیں، ارشاد ہے وَصَلَوَاتِ الرَّسُولِ [التوبة/ ٩٩]

اور مسلمانوں کے لیے اللہ کی طرف سے صلاۃ، یعنی صلاۃ اللہ کا معنی ہے پاک کرنا، جیسے ارشاد ہے أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ [البقرة/ 157]
یہی لوگ ہیں کہ ان پر ان کے رب کی طرف سے صلاتیں ہیں یعنی پاکیزگیاں ہیں اور رحمت۔

فرشتوں اور انسانوں کی طرف سے صلاۃ کا معنی ہے استغفار کرنا اور دعا کرنا، جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِ[الأحزاب/ ٥٦]
بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجتے ہیں۔المفردات في غريب القرآن ج ۱ ص ۴۹۱)

لسان العرب: محمد بن مکرم جمال الدین بن منظور الافریقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ الصلاۃ دعا اور استغفار کے معنی کے لیے آتا ہے اور جب الصلاۃ من اللہ ہو تو اس کا معنی رحمت ہوتا ہے، اور صلاۃ اللہ علی رسولہ ہو تو اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی آپ ﷺ کے لیے رحمت اور نبی کریم ﷺ کی عمدہ تعریف وثناء۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
أَعطاني أَبي صَدَقة مالِهِ فأَتيتُ بِهَا رسولَ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبي أَوْفى

مجھے میرے والد نے صدقے کا مال دیا جسے میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گیا تو آپ ﷺ نے آل ابی اوفٰی کے لیے دعا کی کہ اے اللہ آل ابی اوفٰی پر رحمت نازل فرما۔

علامہ افریقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر دعا کرنے والا صلاۃ بھیجنے والا ہوتا ہے، نیز فرماتے ہیں کہ

والصلاةُ:وَقِيلَ: أَصلُها فِي اللُّغَةِ التَّعْظِيمُ، وسُمِّيتُ الصلاةُ الْمَخْصُوصَةُ صَلَاةً لِمَا فِيهَا مِنِ تَعظِيمِ الرَّبِّ تَعَالَى وَتَقَدُّسِ. وَقَوْلُهُ فِي التَّشَهُّدِ: اَلصَّلَوَاتُ لِلَّهِ أَي الأَدْعِيَةَ الَّتِي يُرادُ بِهَا تَعظِيمُ اللهِ هُوَ مُستَحِقُّها لَا تَلِيقُ بأَحدٍ سِوَاهُ. وأَمَّا قَوْلُنَا: اللَّهُمَّ صلِّ عَلَى محمدٍ، فَمَعْنَاهُ عَظِّمْهُ فِي الدُّنيا بِإِعلاءِ ذِكرِهِ وإِظْهارِ دعْوَتِه وإِبقاءِ شَرِيعَتِه، وَفِي الْآخِرَةِ بتَشْفِيعِهِ فِي أُمَّتِهِ وَتَضعِيفِ أَجْرِهِ ومَثُوبَتِهِ؛ وَقِيلَ: الْمَعْنَى لَمَّا أَمَرنا اللهُ سُبْحَانَهُ بِالصَّلَاةِ عَلَيهِ وَلَم نَبْلُغ قَدْرَ الوَاجِبِ مِنْ ذَلِكَ أَحلْنَاهُ عَلَى اللهِ وَقُلْنَا: اللَّهُمَّ صلِّ أَنتَ عَلَى محمدٍ، لأَنَّكَ أَعْلَمُ بِمَا يَلِيقُ بِهِ،(لسان العرب ۱۴/ ۴۶۴)

صلاۃ لغت میں تعظیم کرنے کو کہتے ہیں، نماز کو بھی عربی میں صلاۃ اسی لیے کہا گیا ہے کہ اس میں رب تعالیٰ کی تعظیم اور تقدیس کی جاتی ہے اور تشہد میں الصلوات للہ کا مطلب ہے وہ دعائیں جن سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم مراد ہوتی ہے، جس کا وہ مستحق ہے، اس کے علاوہ کسی کے لیے وہ مناسب نہیں، اور ہم جو اللھم صل علی محمد کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا میں تعظیم کروا ان کا ذکر بلند کر کے، ان کی دعوت کا اظہار کر کے، ان کی شریعت کو باقی رکھ کر اور آخرت میں ان کی امت کے لیے سفارش کروا کر، ان کے اجر و ثواب کو دگنا کروا کر، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجنے کا حکم دیا ہے لیکن ہم اس

طرح صلاۃ بھیج نہیں سکتے تو ہم نے اسے اللہ پر ڈال دیا ہے کہ آپ محمد ﷺ پر صلاۃ بھیجیں،اس لیے کہ اللہ آپ ہی جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے شایان شان کیا ہے

ابوالعباس: ابوالعباس اللہ تعالیٰ کے ارشاد یصلی علیکم وملائکتہ میں یصلی سے مراد یرحم لیتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ رحم کرتے ہیں،اوراس کے فرشتے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور صلاۃ کا معنی استغفار بھی آتا ہے جیسے حدیث شریف میں ہے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بارے میں الفاظ استعمال کیے کہ صلّی لناعثمان بن مظعون اس کا مطلب یہ لیا گیا ہے کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے استغفار کیا۔اور اللہ تعالیٰ کے فرمان میں صلوات کا معنی ثناء ہے۔(لسان العرب)

ابن الاعرابی: ابن الاعرابی فرماتے ہیں کہ

الصَّلاةُ مِنَ اللهِ رحمةٌ، وَمِنَ الْمَخْلُوقِينَ الملائكةِ والإِنْسِ والجِنِّ: القيامُ والركوعُ والسجودُ والدعاءُ والتسبيحُ؛ والصلاةُ مِنَ الطَّيرِ والهَوَامِّ التَّسْبِيحُ

صلاۃ من اللہ کا معنی ہے اللہ کی طرف سے رحمت ،اور فرشتوں اور جن وانس مخلوقات کی طرف سے صلاۃ کا مطلب قیام،رکوع، سجود،دعا اور تسبیح ہے اور پرندوں ،حشرات الارض کی طرف سے صلاۃ کا مطلب تسبیح ہے۔(لسان العرب)

زجاج: زجاج نے کہا کہ صلاۃ میں اصل لزوم کا معنی پایا جاتا ہے، جیسے عرب میں جب کوئی چیز لازم ہو تو اس کے لیے کہا جاتا ہے قَدْ صَلِيَ واصْطَلَى اسی معنی کا لحاظ رکھ کر يُصْلَى فِي النَّارِ کہا جاتا ہے یعنی آگ کو لازم کیا گیا۔(لسان العرب)

شیخ جرجانی: شیخ علی بن محمد بن علی الزین الشریف الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

والصلاة أيضًا: طَلبُ التَّعظِيمِ لِجَانِبِ الرَّسولِ صَلى الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي الدُّنيَا وَالآخِرَةِ(كتاب التعريفات)

صلاۃ کا معنی بھی ہے تعظیم طلب کرنا نبی کریم ﷺ کی طرف دنیا اور آخرت میں۔

معجم دیوان الادب: معجم دیوان الادب میں ابو ابراہیم اسحاق بن ابراہیم بن الحسین الفارابی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

الصَّلاةُ. والصَّلاةُ من الله: الرَّحْمةُ. ومن الْمَلائكةِ: الاسْتغْفارُ. ومِنَ النّاسِ: [الدُّعاءُ]

صلاۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس کا معنی ہے اللہ کی رحمت، اس کی نسبت فرشتوں کی طرف ہو تو اس کا معنی ہے استغفار کرنا اور اگر اس کی نسبت انسانوں کی طرف ہو تو اس کا معنی ہے دعا کرنا۔ (معجم دیوان الادب ج۴ ص۲۷)

مجمل اللغہ لابن الفارس: احمد بن فارس بن زکریا القزوینی الرازی ابو الحسین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

والصلاة: الدعاء والرحمة. (مجمل اللغه ج١ ص٥٣٨)

صلاۃ کا معنی ہے دعا اور رحمت۔

مختار الصحاح: زین الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن عبد القادر الحنفی الرازی رحمۃ اللہ علیہ مختار الصحاح میں لکھتے ہیں

(الصَّلَاةُ) الدُّعَاءُ. وَالصَّلَاةُ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى الرَّحْمَةُ. (مختارالصحاح ١/ ١٧٨)

صلاۃ کا معنی ہے دعا، صلاۃ من اللہ تعالیٰ کا مطلب ہے اللہ کی طرف سے رحمت۔

اِکمال الاِعلام بتثلیث الکلام: محمد بن عبد اللہ بن مالک الطائی الجیانی ابو عبد اللہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

الصَّلَاةالدُّعَاء، وَالثنَاء، وَالرَّحْمَة، وَالْعِبَادَة الْمَعْلُومَة.

صلاۃ کا معنی ہے دعا کرنا، ثناء، رحمت اور عبادت معلومہ (اکمال الاعلام ٢/ ٣٦٨)

المصباح المنیر :احمد بن محمد بن علی الفیومی الحموی ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر میں لکھتے ہیں

وَالصَّلَاةُ قِيلَ أَصْلُهَا فِي اللُّغَةِ الدُّعَاءُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى {وَصَلِّ عَلَيْهِمْ} [التوبة: ١٠٣] أَيْ أُدْعُ لَهُمْ {وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى} [البقرة: 125] أَيْ دُعَاءً ثُمَّ سُمِّيَ بِهَا هَذِهِ الْأَفْعَالُ الْمَشْهُورَةُ لِاشْتِمَالِهَا عَلَى الدُّعَاءِ وَقِيلَ الصَّلَاةُ فِي اللُّغَةِ مُشْتَرَكَةٌ بَيْنَ الدُّعَاءِ وَالتَّعْظِيمِ وَالرَّحْمَةِ وَالْبَرَكَةِ وَمِنْهُ «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى» أَيْ بَارِكْ عَلَيْهِمْ أَوْ ارْحَمْهُمْ وَعَلَى هَذَا فَلَا يَكُونُ قَوْلُهُ {يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ} [الأحزاب: 56] مُشْتَرَكًا بَيْنَ مَعْنَيَيْنِ بَلْ مُفْرَدٌ فِي مَعْنًى وَاحِدٍ وَهُوَ التَّعْظِيمُ وَالصَّلَاةُ تُجْمَعُ عَلَى صَلَوَاتٍ وَالصَّلَاةُ أَيْضًا بَيْتٌ يُصَلِّي فِيهِ الْيَهُودُ وَهُوَ كَنِيسَتُهُمْ (المصباح المنیرج۱ص ۳۴۶)

صلاۃ کا معنی دراصل لغت میں دعا ہے، جیسے اللہ کا فرمان ہے کہ ان کے لیے دعا کیجیے، اسی طرح سورۃ البقرہ میں جو فرمایا کہ مقام ابراہیم کو نماز گاہ بنالو کا معنی ہے مقام دعا بنالو، پھر ان مشہور افعال کے دعا پر مشتمل ہونے کی وجہ سے صلاۃ نام رکھ دیا گیا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لغت میں صلاۃ کا لفظ دعا اور تعظیم ،رحمت اور برکت کے معنی کے درمیان مشترک ہے،اسی سے وہ دعا ہے جو آپ ﷺ نے آل اوفی کے لیے کی تھی کہ اے اللہ آل اوفی پر برکت نازل فرما، اور ان پر رحم فرما،اسی بناء پر یصلون علی النبی میں صلاۃ دو معنوں کے درمیان مشترک نہیں ہے بلکہ وہاں اس کا ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے تعظیم،اور صلاۃ کی جمع صلوات آتی ہے اور صلاۃ یہود کے کنیسہ کو بھی کہا جاتا ہے جس میں وہ نماز پڑھتے ہیں۔

تاج العروس من جواہر القاموس :تاج العروس من جواہر القاموس میں علامہ مرتضی الزبیدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

صلاۃ کے وزن اور معنی میں اختلاف ہے، وزن صلاۃ کا فَعَلَۃٌ ہے، بعض کہتے ہیں متحرک نہیں بلکہ سکون کے ساتھ ہے۔ ہمارے شیخ کہتے ہیں کہ صلاۃ کا معنی دعا ہے، قرآن کریم میں صل علیهم میں یہی معنی ہے کہ ان کے لیے دعا کیجیے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صلی علی فلان اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی کسی کے لیے دعا کرے یا اس کا تزکیہ کرے، حدیث شریف میں فلیصل کا معنی ہے برکت اور خیر کی دعا کرے اور اس معنی کے لحاظ سے ہر دعا کرنے والا مصلی ہے، ابن الاعرابی کہتے ہیں صلاۃ من اللہ کا مطلب ہے رحمت، صلاۃ الملائکہ کا معنی ہے استغفار اور دعا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صلاۃ کا معنی ہے اللہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے لیے اچھی اور عمدہ تعریف۔ (تاج العروس ج ۳۸ ص ۴۳۸)

ابو العالیہ: ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صلاۃ کا معنی اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی ﷺ کی ثناء اور تعظیم ہے اور صلاۃ الملائکہ کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ سے یہ چیزیں طلب کرنا، مراد طلب زیادت ہے نہ کہ طلب اصل صلاۃ، بعض یہ کہتے ہیں کہ صلاۃ اللہ اپنی مخلوق پر عام ہے، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے اللہ کی صلاۃ کا مطلب ہے اس کی طرف سے ان کی تعریف و ثناء اور تعظیم و اکرام، اور باقی مخلوق کے لیے صلاۃ اللہ سے مراد اللہ کی رحمت ہے۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

علامہ تفتازانی: علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

وُرُود الصَّلَاة فِي كَلَام الْعَرَب بِمَعْنى الدُّعَاء قبل شَرْعِيَّة الصَّلَاة الْمُشْتَمِلَة على الرُّكُوع وَالسُّجُود المشتملين على التخشع

(الكليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية ج ا ص ۵۵۴ مؤلفه أيوب بن موسى الحسيني القريمي الكفوي، أبو البقاء الحنفي)

کلام عرب میں خشوع وخضوع پر مشتمل رکوع اور سجدوں والی نماز سے پہلے صلاۃ کالفظ دعا کے لیے استعمال ہوتا تھا۔

ابن حجر عسقلانی: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

الصَّلَاة من الله للنَّبِي زِيَادَة الرَّحْمَة، وَلغيره الرَّحْمَة وَهَذَا يشكل بقوله تَعَالَى: {عَلَيْهِم صلوَات من رَبهم وَرَحْمَة} حَيْثُ غاير بَينهمَا، وَلِأَن سُؤال الرَّحْمَة يشرع لكل مُسلم، وَالصَّلَاة تخص النَّبِي عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام، وَكَذَا يشكل القَوْل) وَمن الْعباد بِمَعْنى الدُّعَاء بِأَن الدُّعَاء يكون بِالْخَيرِ وَالشَّر وَالصَّلَاة لَا تكون إِلَّا فِي الْخَيْر وَبِأَن (دَعَوْت) يتَعَدَّى بِاللَّامِ وَالَّذِي يتَعَدَّى بعلى لَيْسَ بِمَعْنى صلى، وَيُقَال: صليت صَلَاة، وَلَا يُقَال: صليت تصلية (وَالْجُمْهُور على أَنَّهَا فِي الأَصْل بِمَعْنى الدُّعَاء اسْتعْمل مجَازًا فِي غَيره)(الكليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية ج١ص ٥٥٣مؤلفه أيوب بن موسى الحسيني القريمي الكفوي، أبو البقاء الحنفي)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ کی طرف سے صلاۃ کا مطلب ہے زیادہ رحمت، اور نبی کے علاوہ کے لیے اس کا مطلب ہے صرف رحمت اور یہ بات قرآنی آیت سے بھی سمجھ میں آتی ہے، جس میں صلوات اور رحمت کا لفظ عطف کے ساتھ استعمال ہوا ہے جس سے معلوم ہوا کہ دونوں کے درمیان تغایر ہے، دوسری بات یہ ہے کہ رحمت ہر مسلمان کے لیے مشروع ہے اور صلاۃ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے، اسی طرح صلاۃ من العباد کا مطلب ہے دعا، اس لیے کہ دعائے خیر اور دعائے شر دونوں ہوسکتی ہیں، جب کہ صلاۃ کا استعمال صرف خیر ہی خیر میں ہوتا ہے، دعا کا لفظ لام اور علی کے ساتھ متعدی ہوتا ہے جو دعا علی کے ساتھ متعدی ہو اس کا معنی صلاۃ والا نہیں ہوتا ہے، جمہور کہتے ہیں کہ صلاۃ کا لفظ دعا کے معنی میں حقیقت ہے جب کہ دعا کے علاوہ کسی اور معنی کے لیے مجاز ہے۔

حضرت مجاہدؒ: حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

الصَّلَاة من الله التَّوْفِيق والعصمة، وَمن الْمَلَائِكَة العون والنصرة، وَمن الْأمة الِاتِّبَاع (الكليات معجم في المصطلحات والفروق اللغوية ج١ص ٥٥٣مؤلفه أيوب بن موسى الحسيني القريمي الكفوي، أبو البقاء الحنفي)

صلاۃ من اللہ کا مطلب ہے توفیق اور عصمت ،اور صلاۃ من الملائکہ کا مطلب ہے نصرت اور مدد اور صلاۃ من الامت کا مطلب ہے اتباع اور پیروی کرنا۔

المحیط فی اللغہ : المحیط فی اللغہ میں علامہ اسماعیل بن عباد بن العباس ابوالقاسم طالقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

الصلَاةُ: ألِفُها واو، وجَمْعُها صَلَوَاتٌ. وصَلَواتُ اليَهُوْدِ: كَنَائسُهم، واحِدُها صَلُوْتا. وصَلَواتُ الرَّسُوْلِ: دُعَاؤه للمُسْلِمِين.وصَلَواتُ اللّهِ: رَحْمَتُه وحُسْنُ ثَنَائه على المُؤمِنين(المحيط فی اللغه ج٢ص ٢٣٢)

الصلاۃ کاالف واؤ ہے،اس کی جمع صلواتٌ آتی ہے،صلوات الیہود کا معنی ان کے کنیسے ہیں ،اس کی واحد صلوتاآتی ہے اور صلوات الرسول کا معنی ہے مسلمانوں کے لیے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دعااور صلوات اللہ کا مطلب ہے ایمان والوں پر اللہ کی رحمت اور عمدہ تعریف۔

علامہ ابن جوزی : محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین المعروف علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ علی محمد خیر الانام میں لکھتے ہیں کہ

صلاۃ کے دو معنیٰ ہیں ،ایک دعااور تبریک اور دوسرا معنی ہے عبادت،پہلا معنیٰ جیساکہ قرآن کریم میں ہے

{خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ} التَّوْبَة ١٠٣)

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان منافقین کے حق میں جیسا کہ قرآن میں ہے

{وَلا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَداً وَلا تَقُمْ عَلَى قبره} التَّوْبَة ۸۴

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان گرامی کہ

إذا دُعِي أَحدُكُم إِلَى الطَّعَام فَليُجِب فَإِن كَانَ صَائِماً فَليُصَلِّ

جب تم میں سے کسی کو کھانے کی طرف بلایا جائے تو چاہیے کہ وہ دعوت قبول کرے ،اگر وہ روزہ دار ہے تو دعا کرے اور ان کے لیے برکت کی دعا کرے یہ بھی کہا گیا ہے کہ لغت میں صلاۃ کا معنی دعا ہے ۔(جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ علی محمد خیر الانام ص ۱۵۵)

علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ مزید لکھتے ہیں

دعا دو قسم پر ہے ،ایک دعاء عبادت اور دوسری دعاء سوال عابد دعا کرنے والا ہوتا ہے جس طرح سوالی دعا کرنے والا ہوتا ہے ،اسی کی تفسیر اللہ نے قرآن کی فرمائی ہے کہ

{وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ} غَافِر ۶۰

تمہارے رب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

یہ بھی اس کا معنی کیا گیا ہے کہ میری اطاعت کرو میں تمہیں بدلہ دوں گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا ،اس کی تفسیر قرآن میں یوں کی گئی ہے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ الْبَقَرَة ۱۸۶

جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں ،دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ دعا کرتا ہے۔

درست بات تو یہ ہے کہ دعا ان دو قسموں سے عام ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں صلاۃ کو رحمت کے معنی میں لینے سے انکار کیا ہے ،ان کا کہنا ہے کہ صلاۃ کا معنی رحمت صحیح نہیں ہے ،اس لیے

کہ اللہ نے قرآن کریم میں جہاں صلاۃ اور رحمت کا ذکر کیا ہے تو دونوں کو الگ الگ ذکر کیا ہے،دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ کی صلاۃ حضرات انبیاء کرام،ورسل اور اہل ایمان بندوں کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ کی جو رحمت ہے وہ تو ہر چیز کو شامل ہے،اس لیے صلاۃ کا معنی رحمت نہیں ہو سکتا البتہ رحمت صلاۃ کے ثمرات اور لوازمات میں سے ہے، تیسرا یہ کہ ایمان والوں کے لیے رحمت کی دعا کرنے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے لیکن حضرات انبیاء کرام کے علاوہ کسی اور پر صلاۃ بھیجنے کے بارے میں اختلاف ہے ،اس لیے اگر صلاۃ کا معنی رحمت ہوتا تو یہ اختلاف نہ ہوتا، بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں پر رحمت کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اس جگہ صلاۃ کا استعمال درست نہیں ہے ،مثلاً ارشاد فرمایا: رحمتی وسعت کل شئ (میری رحمت تمام چیزوں کو شامل ہے)ان وجوہات کی بناء پر صلاۃ کی تفسیر رحمت کے لفظ سے کرنا درست نہیں ہے۔(جلاء الافہام)

ہمارے خیال میں یہ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی رائے ہے، مفسرین کرام نے جہاں صلاۃ کے کئی معانی بیان کیے ہیں وہاں صلاۃ کا معنی رحمت بھی کیا ہے،اسی طرح اہل لغت بھی صلاۃ کا معنی رحمت کرتے ہیں۔

☆☆☆

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کونسا صلوٰۃ وسلام سکھایا؟

حضرت سیدنا نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے پیارے جانثاروں اور فداکاروں کو کون سا درود شریف سکھایا اسے جاننے کے لیے ہمیں احادیث رسول کی طرف رجوع کرنا پڑے گا،اس سلسلہ میں ایک قابل اعتبار ذخیرہ کتبِ احادیث میں موجود ہے، جس میں سے کچھ روایات ہم یہاں پیش کریں گے۔

پہلی روایت: حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ

أَتَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ: أَمَرَنَا اللهُ تَعَالَى أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ (مسند أحمد مسلم، نسائي، ترمذي،

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے درانحالیکہ ہم لوگ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے،بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اللہ نے ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیجنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر صلاۃ کیسے بھیجیں؟ یہ سن کر نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم خاموش ہوگئے تو ہم نے آرزو کی کہ وہ یہ سوال نہ ہی کرتا تو بہتر تھا، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: کہو

اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ،

اور سلام کا طریقہ تو تم جانتے ہی ہو۔

ابن خزیمہ کی روایت میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں

فَكَيفَ نُصَلِّي عَلَيكَ إِذَا نحنُ صَلَّينا فِي صَلَاتِنَا

جب ہم اپنی نماز میں پڑھ رہے ہوں تو کیسے صلاۃ بھیجیں؟

دوسری روایت: حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَقْبَلَ رَجُلٌ حَتَّى جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عِنْدَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ، فَقَدْ عَرَفْنَاهُ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا فِي صَلَاتِنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: فَصَمَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَحْبَبْنَا أَنَّ الرَّجُلَ لَمْ يَسْأَلْهُ. فَقَالَ: إِذَا أَنْتُمْ صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُولُوا: اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (مسنداحمد)

ایک آدمی آتے ہی نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا اور ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے،،اس آدمی نے کہا: یارسول اللہ ! بہر حال ہم آپ کو السلام علیک کہنا تو جانتے ہیں، مگر ہم آپ ﷺ پر صلاۃ کیسے بھیجیں؟ کیونکہ ہم اپنی نماز میں صلی اللہ علیک کہتے ہیں ،آپ ﷺ یہ سوال سن کر خاموش ہو گئے ،تو ہم اس بات کو بہتر خیال کر رہے تھے کہ وہ اس چیز کا سوال ہی نہ کرتا،پس آپ ﷺ نے فرمایا:

جب تم مجھ پر صلاۃ بھیجو تو یوں کہا کرو

اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

تیسری روایت: عبدالرحمن بن ابی لیلٰی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور وہ مجھے فرمانے لگے

أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: «قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ(بخاری ،مسلم)

کیامیں تجھے ایک خاص قسم کا تحفہ پیش نہ کروں ؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا، ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنے کا طریقہ تو جانتے ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ کیسے بھیجیں ؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں کہا کرو

اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»

چوتھی روایت: حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا

يَا رَسُولَ اللَّهِ، كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (بخاری ،مسلم ،)

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے صلاۃ بھیجیں ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں کہا کرو

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

اے اللہ ! حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر رحمت نازل فرما، جیسا کہ تونے ابراہیم علیہ السلام کی آل پر رحمت نازل فرمائی تھی اور حضرت محمد ﷺ پر اور ان کی بیویوں پر اور ان کی اولاد پر برکت نازل فرما جیسا کہ تونے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر برکت نازل فرمائی تھی ،بے شک تو حمد وں والا اور بزرگی والا ہے۔

پانچویں روایت : حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ !

هَذَا السَّلاَمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي؟ قَالَ: قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ آلِ إِبْرَاهِيمَ (بخاری ،نسائی ،ابن ماجہ)

یہ تو آپ ﷺ کو سلام کرنا ہوا، مگر ہم آپ ﷺ پر صلاۃ کیسے بھیجیں ؟آپ ﷺ نے فرمایا: تم یوں کہو،

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ

اے اللہ ! رحمت نازل فرما اپنے بندے محمد ﷺ اور اپنے رسول ﷺ پر، جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر اور برکت نازل فرما محمد ﷺ اور اولاد محمد ﷺ پر جیسا کہ تونے برکت دی ابراہیم اور آل ابراہیم کو۔

چھٹی روایت: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، كَيْفَ الصَّلاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: قُلْ: اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَابَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (مسنداحمد،نسائی)

میں نے عرض یارسول اللہ آپ ﷺ پر صلاۃ کیسے بھیجیں؟آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہو

اللهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَابَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

نسائی شریف کی روایت میں یوں آتاہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیااور آکر عرض کیا، یانبی اللہ ! ہم آپ پر صلاۃ کیسے بھیجیں؟اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:یوں کہو

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

ساتویں روایت: حضرت زید بن خارجہ انصاری خزرجی بدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَنَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسِي: كَيْفَ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ: صَلُّوا وَاجْتَهِدُوا، ثُمَّ قُولُوا: اللهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ (مسنداحمد،نسائی)

میں نے نبی کریم ﷺ سے خود سوال کیا:آپ ﷺ پر صلاۃ کیسے بھیجیں؟ توآپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صلاۃ بھیجواور کوشش بھی کرو، پھر یوں کہو:

اللهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

آٹھویں روایت: یوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَحْسِنُوا الصَّلَاةَ عَلَيْهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ، لَعَلَّ ذَلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِّمْنَا، قَالَ، قُولُوا: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ، وَرَحْمَتَكَ، وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ،

وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا، يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ» (ابن ماجه)

جب تم نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجو تو آپ ﷺ پر اچھی طرح صلاۃ وسلام بھیجو، تمھیں کیا معلوم کہ شاید آپ ﷺ پر اسے پیش کیا جاتا ہو، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا، ہمیں سکھایئے، آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہو، اے اللہ! اپنی صلاتیں اور اپنی رحمتیں اور برکتیں رسولوں کے سردار، پرہیزگاروں کے پیشوا، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ جو تیرے بندے اور رسول ہیں، امام الخیر اور قائد الخیر اور رسول رحمت ہیں پر نازل فرما، اے اللہ! آپ ﷺ کو مقام محمود پر پہنچا، جس پر پہلے اور بعد والے رشک کریں۔

نویں روایت: حضرت عبدالرحمن بن بشیر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَمَرْتَنَا أَنْ نُسَلِّمَ عَلَيْكَ، وَأَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ، فَقَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: تَقُولُونَ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ (فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وسلم لإسماعيل بن إسحاق القاضي (ص ٤١)

نبی کریم ﷺ سے کہا گیا، یارسول اللہ! آپ نے ہمیں حکم دیا کہ آپ پر سلام کہیں اور آپ پر صلاۃ بھیجیں، ہمیں سلام بھیجنے کا طریقہ تو معلوم ہے مگر آپ ﷺ پر صلاۃ کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یوں کہو

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی آلِ مُحَمَّد، کَمَا صَلَّیتَ عَلَی آلِ إِبرَاھِیمَ، اللّٰھُمَّ بَارِك عَلَی آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا بَارَکتَ عَلَی آلِ إِبرَاھِیمَ

حضرات صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کے شیدائی اور فدائی تھے،وہ آپ ﷺ کی منشاء اور مرضی کے خلاف کوئی کام کرنا چاہتے تھے اور نہ ہی کرتے تھے،اس لیے وہ پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے اور آپ ﷺ سے پوچھ پوچھ کر چلتے تھے،وہ ایک اطاعت شعار اور فرمانبر دار انسان کی طرح زندگی گزارنا چاہتے تھے اور گزار گئے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کو سند جاری کردی کہ تم مجھ سے راضی ہو اور میں تم سے راضی ہوں اور رب العالمین جس سے ایک بار راضی ہو جاتا ہے کبھی اس سے ناراض نہیں ہوتا،اسی طرح نبی کریم ﷺ ان لوگوں پر خوش تھے،اسی خوشی کے عالم میں دنیا سے رحلت فرمائی،آخری حج کے موقع پر جب آپ ﷺ کے دیوانوں،پروانوں اور چاہنے والوں کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر عرفات کے کھلے میدان میں موجود تھا تو اس وقت بھی آپ ﷺ ان لوگوں سے خوش تھے،اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق چلتے تھے،اس لیے ہم مسلمان بھی آپ ﷺ کی تعلیمات کو حرز جان بنائیں تو کامیاب ہو سکتے ہیں،اگر ہم عقل سے کام لیں تو ہمیں اندازہ ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے سامنے جو الفاظ پیارے آقا ﷺ نے اپنی پیاری زبان سے ادا فرمائے ہم انہیں کو پڑھنے کو ترجیح دیں،انہی کی تلقین کریں۔

☆☆☆

اللہ نے صلاۃ کہنے کا حکم ہمیں دیا،

ہم اللہ سے کیوں کہتے ہیں؟

ان روایات میں ہم نے ملاحظہ کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جو صلاۃ وسلام اپنے صحابہ کرامؓ کو سکھایا اور صحابہ کرامؓ اس پر عمل کرتے تھے میں ایک درخواست کی شکل پائی جاتی ہے، مسلمان اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ! تو نبی کریم ﷺ پر رحمت نازل فرما، برکت نازل فرما، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب کی آیت ۵٦ میں اہل ایمان سے فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں ایمان والو! تم بھی آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجو، یہاں سوال یہ ہے کہ ہم براہ راست درود وسلام کیوں نہیں بھیجتے؟ اللہ سے کیوں عرض کرتے ہیں کہ وہ صلاۃ بھیجے؟

جواب اول: اللہ کی طرف سے صلاۃ اونچے اور اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے اور حضرت محمد عربی ﷺ تمام مخلوق میں اعلیٰ، افضل، برتر و بالا ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کے لیے جو صلاۃ ہو وہ بھی اونچے درجے کی، اعلیٰ درجے کی اور مخلوق کے لیے کی جانے والی تمام صلاتوں سے افضل ہو، کوئی دوسرا اس میں آپ ﷺ کے برابر نہیں ہونا چاہیے (جلاء الافہام ص ۱۵۴)

جواب دوم: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر صلاۃ بھیجتے ہیں، پھر اللہ نے آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجنے کا حکم دیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ سے ایسی صلاۃ مطلوب ہے جو اسی اعلیٰ درجے کی ہو جس کے بارے میں اطلاع دی گئی ہے اس سے کم نہ ہو اور وہ زیادہ کامل درجے کی، راجح صلاۃ وسلام ہے نہ کہ مرجوح اور مفضول۔ (جلاء الافہام)

جس طرح اللہ کی صلاۃ کا اجر فضیلت میں انسان کی صلاۃ سے اعلیٰ مرتبے کا ہے تو یہ فضیلت اور شرف بھی صلاۃ اللہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے جو انسان کی طرف لوٹ کر آتی ہے، اس میں فائدہ اور اجر بڑا ملتا ہے۔ اس لیے ہم اللّٰھم صل علی کہتے ہیں، براہ راست صلاۃ نہیں بھیجتے

جواب سوم: ہم اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ آپ نبی کریم ﷺ پر صلاۃ بھیجیں، اس میں حکمت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ہستی پاک ہے، ان میں کوئی عیب نہیں ہے اور ہمارے اندر عیوب ہیں، نقائص ہیں، تو وہ بندہ جس میں عیوب ہوں وہ ایسی کسی ہستی پر کیسے صلاۃ بھیج سکتا ہے جو پاک ہو؟ اس لیے ہم اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ وہ ذات آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجے تا کہ پاک پروردگار کی طرف سے پاک نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجی جائے۔

جواب چہارم: عزبن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارا درود حضور ﷺ کے لیے سفارش نہیں ہے، اس لیے کہ ہم جیسا حضور ﷺ کے لیے سفارش کیا کر سکتا ہے، لیکن بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہمیں محسن کے احسان کا بدلہ دینے کا حکم دیا ہے اور حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی محسن اعظم نہیں، ہم چونکہ حضور ﷺ کے احسانات کے بدلے سے عاجز تھے، اللہ جل شانہ نے ہمارا عجز دیکھ کر ہم کو اس کی مکافات کا طریقہ بتایا کہ درود پڑھا جائے اور چونکہ ہم اس سے بھی عاجز تھے اس لیے ہم نے اللہ جل شانہ سے درخواست کی کہ تو اپنی شان کے موافق مکافات فرما۔ (فضائل درود شریف، مؤلفہ مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ)

جواب پنجم: میرے جلیل القدر استاذ، غزالیٔ وقت، ترمذیٔ دوراں، بیضاویٔ عصر، جامع المعقولات والمنقولات حضرت مولانا شیخ محمد موسی روحانی بازی طیب اللہ ثراہ

وجعل الجنۃ مثواہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ تم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجو تو ہم اللہ سے کہتے ہیں کہ اللہ تو خود ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ وسلام بھیج دے ،یہ تو عجیب تعمیل حکم ہے ،اسے تو عرف میں حکم ماننا نہیں کہا جاتا، حضرت فرماتے ہیں کہ اگر یہ امتثال امر عجیب ہے تو اللہ کی طرف اس حکم کو سپرد کرنا، اللہ کا اس پر ہم سے راضی ہونا، ہمیں ثواب بخشنا، اس پر ہمارے اوپر دس رحمتوں کا نازل کرنا یہ عجیب العجباء ہے ،یہ اس تعجب سے بھی بڑا تعجب ہے ،اس کی وجہ یہ ہے کہ بندہ اعتراف کرتا ہے کہ میں صلاۃ کے مفہوم سے ناآشنا ہوں ،میں اس کی حقیقت جاننے سے عاجز ہوں، میں صلاۃ بھیجنے کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں۔

جب صلاۃ بھیجنے والا کہتا ہے کہ **اللھم صل علی محمد**، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اے ہمارے رب! تو نے ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیجنے کا حکم دیا ہے ہم تیرے حکم کی تابعداری کرتے ہیں لیکن ہم اس کی حقیقت نہیں جانتے، اس لیے ہم اس کام کو تیرے سپرد کرتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیج جیسے تو پسند کرتا ہے ،جیسے تو راضی ہو، جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شایان شان ہے، صلاۃ بھیجنے والے کا صلاۃ کی حقیقت سے ناواقفی کا اقرار، اس کے حق کی عدم ادائیگی کا اقرار ایسی چیز ہے جو اللہ کو اس سے راضی کرا دیتی ہے، اس پر اللہ اسے اجر دیتا ہے ،اس لیے کہ اللہ جانتا ہے کہ بندہ اس کی کنہ اور حقیقت سے عاجز ہے۔

ارشادات رسالت مآب ،اقوال علماء میں یہ بات ثابت ہے کہ جہالت کا اقرار اور بعض ایسی باتوں کو اللہ کے سپرد کرنا جس کا اس نے حکم دیا ہے، ان ماموارت میں سے بعض پر عجز وانکساری کا اظہار کرنا یہ رب تعالیٰ کی رضا اور خیر اور بھلائی کو کھینچنے کا ذریعہ ہے، اسی باب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ارشاد بھی ہے کہ اے اللہ! جیسے

تو نے اپنی تعریف وثناء کی ہے میں تو ایسی ثناء نہیں کر سکتا، یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثناء کو اللہ کے سپرد کیا، اپنی عاجزی اور انکساری کا اظہار کیا۔ (فتح العلیم ص ۳۳۸)

امام شعرانی نے لطائف المنن میں ایک آدمی کا واقعہ ذکر کیا ہے جس نے کہا تھا کہ

اَللّٰھمَّ لَک الحَمدُ کَمَا یَنبَغِی لِجَلَالِ وَجھک وَلِعَظِیمِ سُلطَانِک

اس پر اللہ کے دو فرشتے بھی حیران ہو گئے تھے کہ اس کا ثواب کس قدر ہے ؟ اللہ نے ان دونوں کو فرمایا کہ جیسے میرا بندہ کہتا ہے میرے ذمہ اس کی اسی قدر جزا ہے ، یہاں اس نے جو کہا ینبغی یعنی جو مناسب ہے تو اللہ کے سپرد ہی کرنا ہوا، اپنے عدم علم کا اظہار کیا ہے ،اس لیے تم اس کے بہت زیادہ ثواب کی طرف نظر کرو، اس پر فرشتے حیران ہو گئے۔ (ایضاً)

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو شخص یوں کہے

جَزَی اللہ سَیِّدَنَامُحَمَّداًعَنَّاخَیرًابِمَاھواَھلُہُ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً

تو ایک ہزار صبح تک ستر کاتبوں کو اس نے تھکا دیا۔

یہاں بماھواھلہ میں اپنی عاجزی کا اظہار ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شایان شان کون سی جزا ہے اس لیے اسے اللہ کے سپرد کر دیا۔ (فتح العلیم ص ۳۳۹)

فضائل صلاۃ وسلام

ایک صلاۃ پر کئی صلاۃ کا اجر وثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللہ عَلَيْهِ عَشْرًا(مسلم)

جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا(عمل الیوم واللیلہ نسائی ، بخاری ادب المفرد)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے پس اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر صلاۃ بھیجے اور جو مجھ پر ایک بار صلاۃ بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

جب تک درود پڑھتا رہے گا فرشتے دعا کرتے رہیں گے: حضرت عامر بن ربیعہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصَلِّي عَلَيَّ، إِلَّا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ مَا صَلَّى عَلَيَّ، فَلْيُقِلَّ الْعَبْدُ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ (ابن ماجہ، فضل الصلاہ علی النبی ﷺ)

جو مسلمان بندہ مجھ پر صلاۃ بھیجے گا جب تک وہ مجھ پر صلاۃ بھیجتا رہے گا فرشتے اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے، اس لیے بندہ تھوڑا صلاۃ بھیجے یا زیادہ یہ اس کی مرضی۔

ایک صلاۃ کے بدلے ستر دعائیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

مَنْ صَلَّى عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةً صَلَّى اللہ عَلَيْهِ،

وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِينَ صَلَاةً فَلْيُقِلَّ عَبْدٌ مِنْ ذَلِكَ أَوْ لِيُكْثِرْ (مسنداحمد)

جو رسول اللہ ﷺ پر صلاۃ بھیجے گا فرشتے اس کے لیے ستر دعائیں کرتے ہیں، اس لیے جو چاہے تھوڑا بھیجے یا زیادہ بھیجے۔

درجات کی بلندی اور گناہوں کا مٹنا: حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا طَيِّبَ النَّفْسِ يُرَى فِي وَجْهِهِ الْبِشْرُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، أَصْبَحْتَ الْيَوْمَ طَيِّبَ النَّفْسِ، يُرَى فِي وَجْهِكَ الْبِشْرُ، قَالَ: أَجَلْ، أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ مِنْ أُمَّتِكَ صَلَاةً كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ، وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ، وَرَفَعَ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَهَا(احمد)

نبی کریم ﷺ نے ایک دن بڑی خوشی سے صبح کی کہ اس خوشی کے آثار آپ ﷺ کے چہرے سے دکھائی دے رہے تھے، صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! آج صبح صبح آپ ﷺ بہت خوش دکھائی دے رہے ہیں کہ خوشی کی لہر آپ ﷺ کے چہرے سے دکھائی دے رہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میرے پاس ایک آنے والا میرے رب کے پاس سے آیا ہے، اس نے کہا: جو آپ ﷺ پر آپ ﷺ کی امت میں سے ایک بار صلاۃ بھیجے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کی دس نیکیاں لکھ دے گا اور اس سے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند کردے گا اور اس کو اسی طرح کا جواب دے گا۔

دس درجات کی بلندی، دس خطاؤں کا مٹنا: انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ، وَحَطَّ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ(مسنداحمد،نسائی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار صلاۃ بھیجی، اللہ تعالیٰ اس پر دس

رحمتیں نازل فرمائیں گے اور اس سے دس خطائیں معاف فرمائیں گے اور اس کے دس درجات بلند کیے جائیں گے۔

غموں کی کفایت اور گناہوں کی مغفرت: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ ثُلُثَا اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ: «يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا اللَّهَ اذْكُرُوا اللَّهَ جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيهِ» ، قَالَ أُبَيٌّ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي؟ فَقَالَ: «مَا شِئْتَ» . قَالَ: قُلْتُ: الرُّبُعَ، قَالَ: «مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ» ، قُلْتُ: النِّصْفَ، قَالَ: «مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ» ، قَالَ: قُلْتُ: فَالثُّلُثَيْنِ، قَالَ: «مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ» ، قُلْتُ: أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا قَالَ: «إِذًا تُكْفَى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ (ترمذی،مسنداحمد،مستدرک حاکم)

جب رات کا دو تہائی حصہ گزر جاتا تو نبی کریم ﷺ اٹھ کھڑے ہوتے اور آواز دیتے

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو، راجفہ آگئی ہے اور رادفہ آرہی ہے (راجفہ پہلا صور اور رادفہ دوسرا صور) موت ان سب چیزوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ لاحق ہیں آرہی ہے ، حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ! میں آپ ﷺ پر زیادہ درود شریف پڑھنا چاہتا ہوں، کتنا پڑھوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا تو چاہے اتنا پڑھ ، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ! چوتھائی؟ فرمایا: جو تو چاہے، اگر تو زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے ، فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: دو ثلث ؟ فرمایا: جو تو چاہے، اگر تو اس سے زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے، میں نے عرض کیا کہ میں اپنے سارے وقت کو آپ ﷺ کے درود کے لیے مقرر کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس صورت میں تیرے سارے فکروں کی کفایت کی جائے گی اور تیرے گناہ بھی معاف کر دیے

جائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے حصول کا ذریعہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کہ

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ (مسلم)

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے جب تم موذن کو سنو تو اسی طرح کہو جس طرح وہ کہتا ہے ، پھر مجھ پر درود وسلام بھیجو، کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود وسلام بھیجے گا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو۔

وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کے لیے مناسب ہے، میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اللہ کا بندہ میں ہی ہوں گا، جو شخص میرے لیے وسیلے کا سوال کرے اس کے لیے میری شفاعت ہو گی۔

صبح وشام صلاۃ پڑھنے والے کے لیے شفاعت: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَن صَلّى عَلَيَّ حِينَ يُصبِحُ عَشراً وَحِينَ يُمسِي عَشراً، أَدرَكَتهُ شَفَاعَتِي يومَ القِيَامَةِ

جو شخص صبح کے وقت دس بار اور شام کے وقت دس بار صلاۃ بھیجے تو قیامت کے دن اسے میری شفاعت حاصل ہو گی۔

شفاعت واجب ہو گئی : حضرت رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں

کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ، وَقَالَ: اللهُمَّ أَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي (مسنداحمد،معجم طبرانی کبیرواوسط،مجمع الزوائد)

جس نے محمد ﷺ پر درود بھیجا اور کہا: اے میرے اللہ! آپ ﷺ کو قیامت کے دن ایسے مبارک ٹھکانے پر پہنچایئے جو آپ کے نزدیک مقرب ہو۔ تو اس شخص کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

اس حدیث شریف میں مقعد مقرب کا لفظ آیا ہے، اس کا ایک مطلب تو علماء کرام نے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وسیلہ ہے یا مقام محمود یا آپ ﷺ کا عرش پر تشریف رکھنا ہے یا آپ ﷺ کا وہ مقام بلند ہے جو سب سے اونچا اور اعلیٰ ہے۔ یا مقعد مقرب کا مطلب ہے کرسی پر تشریف فرما ہونا۔

ملا علی قاریؒ رحمۃ اللہ علیہ مشکوۃ کی شرح مرقات میں لکھتے ہیں کہ مقعد مقرب سے مراد هُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ مقام محمود ہے۔

بعض روایات میں مقعد مقرب سے مراد وہ مقام ہے جو

الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ فِي الْجَنَّةِ فَيُحْتَمَلُ أَنْ يُرَادَ بِهِ الْوَسِيلَةُ الَّتِي هِيَ أَعْلَى دَرَجَةٍ فِي الْجَنَّةِ لَا تَكُونُ إِلَّا لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

آپ ﷺ کو اللہ کے نزدیک جنت میں حاصل ہو گا، اس لیے اس سے مراد وسیلہ ہے، کیونکہ وسیلہ جنت کے درجات میں سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔

بعض علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک

لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامَانِ: أَحَدُهُمَا مَقَامُ حُلُولِ الشَّفَاعَةِ عَنْ يَمِينِ عَرْشِ الرَّحْمَنِ يَغْبِطُهُ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، وَالثَّانِي: مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَنْزِلُهُ الَّذِي لَا مَنْزِلَةَ بَعْدَهُ،(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۲/ ۷۵۰)

نبی کریم ﷺ کے لیے الگ الگ دو مقام ہیں، ایک وہ جب آپ ﷺ شفاعت کے میدان میں عرش معلّی کی دائیں طرف ہوں گے جس پر اولین اور آخرین سب کو رشک ہوگا، اور دوسرا آپ ﷺ کا مقام جنت میں جس کے اوپر کوئی درجہ نہیں

درود پڑھنے والے کا نام اور اس کے والد کا نام پیش کیا جاتا ہے: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَكْثِرُوا الصَّلاةَ عَلَيَّ فإنّ اللّهَ وَكَّلَ بِي مَلَكاً عندَ قَبْرِي فَإِذا صَلَّى عَلَيَّ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي قالَ لي ذَلِكَ المَلَكَ يَا محمَّدُ إنّ فُلانَ بنَ فُلانٍ صَلَّى عليكَ السَّاعَةَ

مجھ پر زیادہ صلاۃ بھیجا کرو، پس بے شک اللہ نے میرے ساتھ میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے، جب میری امت میں سے کوئی آدمی مجھ پر صلاۃ بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ اے محمد! بے شک فلاں بن فلاں نے اس گھڑی میں آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجی ہے۔ (الفتح الکبیر علی جامع الصغیر، کنز العمال ج۱ ص ۴۹۴)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِن اللّٰه وَكَّلَ بِقَبرِي مَلَكاً أَعطاهُ اللّٰه أَسمَاءَ الْخَلَائِقِ فَلَا يُصَلِّي عَلِيّ أَحَدٌ إِلَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا أَبلَغنِي بِاسمِهِ وَاسمَ أَبِيهِ هَذَا فُلَانُ بنُ فُلَانٍ قد صَلَّى عَلَيْكَ (بزار، ابوالشیخ)

بے شک اللہ نے میری قبر پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جسے مخلوقات کے نام عطاء کیے ہوئے ہیں، قیامت تک جو بھی مجھ پر صلاۃ بھیجے گا وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے والد کا نام پہنچاتا ہے کہ فلاں آدمی جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجی ہے۔

دوسری روایت میں قدرے تھوڑے اختلاف کے ساتھ یہی روایت یوں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِن لله تبارَكَ وَتعَالَى مَلَكاً أَعطاهُ أَسماءَ الْخَلَائِقِ فَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِي إِذَا

مِتُّ فَلَيْسَ أَحَدٌ يُّصَلِّي عَلَيِّ صَلَاةً إِلَّا قَالَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى عَلَيْكَ فُلَانُ بنُ فُلَانٍ قَالَ فَيُصَلِّي الرَّبُّ تبارَكَ وَتعَالَى عَلَى ذَلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشراً(معجم طبرانی کبیر بحوالہ الترغیب والترھیب علامہ منذری)

بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس فرشتے کو مخلوقات کے نام عطا کیے ہیں اور وہ میری قبر پر کھڑا ہے جب سے میں فوت ہوا، جب بھی کوئی مجھ پر صلاۃ بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ اے محمد! فلاں بندہ جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیجی ہے، تو اس بندے پر اللہ تعالیٰ ہر صلاۃ کے بدلے میں دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

ایک صلاۃ کے بدلے دس گنا رحمتیں: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لله تعَالٰى مَلَكاً أَعطَاهُ سَمعَ العِبَادِ، فَلَيسَ مِن أَحدٍ يُصَلِّي عليَّ إلّا أُبلِغَنيهَا، وَإِنِّي سَأَلتُ رَبِّي أَن لَّا يُصَلِّي عَلَيَّ عَبدٌ صَلَاةً إلّا صُلَّى عَلَيهِ عَشرُ أَمثَالِهَا(طبرانی ،بزار، الجامع الصغیر،الاحادیث الصحیحہ للالبانی)

بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے، جسے اس نے بندوں کی بات سننے کی توفیق دی ہے ،جو بندہ بھی مجھ پر صلاۃ بھیجتا ہے تو وہ مجھ تک پہنچا دیتا ہے ،اور میں اپنے رب سے سفارش کرتا ہوں کہ جو شخص مجھ پر ایک بار صلاۃ بھیجے تو اس پر اس کی طرح دس رحمتیں نازل فرما۔

گناہوں کی معافی اور شفاعت :ابن عساکر میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

أَكْثِرُوا الصَّلاةَ عَلَيَّ فَإِنَّ صَلاتَكُمْ عَلَيَّ مَغْفِرَةٌ لِّذُنُوبِكُمْ وَاطْلُبُوا لِي الدَّرَجَةَ والوَسِيلَةَ فَإِنّ وَسِيلَتِي عِندَ رَبِّي شَفَاعَتِي لَكُمْ)) ((الفتح الکبیرعلی الجامع الصغیر)

مجھ پر صلاۃ زیادہ بھیجا کرو، بے شک تمہارا مجھ پر صلاۃ بھیجنا تمہارے گناہوں کی بخشش

کا ذریعہ ہے ،اور میرے لیے وسیلے کا درجہ مانگو، بے شک میرے رب کے پاس میرا وسیلہ میری تمہارے لیے شفاعت ہے۔

صلاۃ پیش کی جاتی ہے : حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے ایک مرسل روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ فِي اللَّيْلَةِ الغَرَّاءِ وَاليَوْمِ الأَزْهَرِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ

مجھ پر روشن رات اور روشن دن میں بہت زیادہ صلاۃ بھیجا کرو، پس بے شک تمہاری صلاۃ مجھ پر پیش کی جاتی ہے۔ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں روشن رات ، روشن دن کے ساتھ جمعہ کی رات اور جمعے کے دن کا بھی ذکر ہے (الفتح الکبیر علی الجامع الصغیر ج ا ص ۲۱۱)

سیّاح فرشتے صلاۃ وسلام پہنچاتے ہیں: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ، يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ

اللہ تعالی کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں گھومتے پھرتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔(مسند احمد، نسائی ، سنن الدارمی ، مستدرک حاکم)

اس روایت کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ،امام نسائی رحمہ اللہ نے ، امام دارمی رحمہ اللہ نے اور امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی مستدرک میں نقل کیا ہے ،اور ساتھ ہی یہ حکم لگایا ہے کہ یہ روایت صحیح الاسناد ہے امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے اور اس روایت کو قاضی اسماعیل بن اسحاق رحمہ اللہ نے اپنی کتاب فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نقل کیا ہے عرب عالم شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اسے درست قرار دیا ہے۔

القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع میں شمس الدین علامہ سخاوی رحمۃ اللہ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہی فرمان ہے کہ روئے زمین پر فرشتے گھومتے رہتے ہیں جو میری امت کی صلاۃ مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ تم جہاں کہیں بھی ہواور مجھ پر صلاۃ بھیجو تو تمہارے صلاۃ مجھ تک پہنچتی رہے گی۔(الترغیب والترھیب)

دعا کی قبولیت کا سبب: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ

كُلُّ دُعَاءٍ مَحْجُوبٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(معجم الاوسط طبرانی ج۱ص ۲۲۰،شعب الایمان ۳/ ۱۳۵)

حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر صلاۃ بھیجے بغیر دعار کی رہتی ہے۔

صلاۃ بھیجنے والا جبریل کے سلام کا حقدار: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا،آپ ﷺ سجدے کی حالت میں تھے،آپ ﷺ نے لمبا سجدہ کیا پھر فرمایا:

أَتَانِي جِبْرِيلُ قَالَ: مَنْ صَلَّى عَلَيْكَ صَلَّيْتُ عَلَيْهِ، وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَسَجَدْتُ لِلَّهِ شُكْرًا (فضل الصلاۃ النبی ﷺ مولفہ قاضی اسحاق بصری بغدادی)

میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے،انہوں نے فرمایا: جو شخص آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجے گا میں اس کے لیے دعا کروں گا اور جو آپ ﷺ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا،اس لیے میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں طویل سجدہ شکر ادا کیا۔

جہاں کہیں ہو صلاۃ وسلام بھیجو: حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَلَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَ صَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا

حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَسَيَبْلُغُنِي سَلَامُكُمْ وَصَلَاتُكُمْ(فضل الصلاۃ علی النبی)

میری قبر کو میلہ گاہ نہ بنانا اور نہ ہی اپنے گھروں کو قبرستان بنانا، مجھ پر صلاۃ وسلام بھیجو تم جہاں کہیں بھی ہو، پس تمہارا اسلام اور تمہاری صلاۃ مجھ تک پہنچے گی۔

جمعہ کے دن صلاۃ وسلام : حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ» قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكَ صَلَاتُنَا وَقَدْ أَرِمْتَ؟ يَقُولُونَ: قَدْ بَلِيتَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

بے شک تمہارے دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے، اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، اسی میں پہلی بار صور پھونکا جائے گا، اسی میں دوسری بار صور پھونکا جائے گا، پس تم مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھو، تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ ﷺ پر ہماری صلاۃ کیسے پیش کی جائے گی؟ جب کہ آپ ﷺ بوسیدہ (یعنی ریزہ ریزہ) ہو چکے ہوں گے، فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ انبیاء کے جسموں کو کھائے۔ (فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ)

نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام
پیش کرنے کے مواقع اور مقامات

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر ہدیہ درود وسلام پیش کرنے کے لیے علماء کرام نے بڑی وقیع اور اہم کتب تصنیف فرمائی ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پیش کرنے کے فضائل سے لے کر آپ ﷺ پر کس کس مقام اور موقع پر صلاۃ

وسلام پیش کرنا چاہیے اس کا ذکر بڑی شرح وبسط کے ساتھ موجود ہے،ان کتب میں شیخ اسماعیل بن اسحاق القاضی الازدی الجہضمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم "ابو بکر بن ابی عاصم المعروف احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم "علامہ شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن محمد السخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع "محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین بن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب" جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ علی محمد خیر الانام "شامل ہیں۔

اسی طرح شیخ صالح بن عبداللہ بن حمید خطیب الحرم المکی کی نگرانی میں تیاری کی جانے والی معرکۃ الآراء کتاب "نضرۃ النعیم فی مکام اخلاق الرسول الکریم صلی اللہ علیہ وسلم" مدینہ یونیورسٹی کے استاذ شیخ عبدالمحسن بن حمد بن عبد المحسن بن عبداللہ بن حمد العباد البدر کی کتاب" فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبیان معناھا وکیفیتھا وشیئ ممالف فیھا"احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی سعدی،انصاری،شہاب الدین شیخ الاسلام ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الدر المنضود فی الصلاۃ والسلام علی صاحب المقام المحمود" شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبیدالرحمن بن علی بن عبدالرحمن النمیری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الاعلام بفضل الصلاۃ علی النبی علیہ الصلاۃ والسلام "ہے۔

اسی طرح عرب کے مشہور عالم علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب " تحقیق الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم "میں ان حضرات نے ان مواقع اور مقامات کا کہیں اجمال سے اور کہیں تفصیل سے ذکر کیا ہے جہاں جہاں درود شریف پڑھا جاتا ہے یا جہاں جہاں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، ان میں ترتیب میں تقدیم اور تاخیر موجود ہے مگر ذکر ضرور کیا ہے،ان میں نضرۃ النعیم میں اگرچہ جزوی طور پر صلاۃ وسلام کا ذکر ہے مگر

خوب اور بہت ہی خوب ہے ، مگر علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی اسماعیل بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ،ابن القیم جوزی نے حق ادا کر دیا ہے ،اسی طرح ہمارے استاذ حضرت مولانا شیخ محمد موسی روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فتح العلیم بحل اشکال التشبیہ العظیم فی حدیث کما صلیت علی ابراہیم "میں اس موضوع پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا ہے۔

ان کتابوں میں سے چند ایک کتب میری نظر سے نہیں گزریں ،البتہ زیادہ تر اس موضوع کی کتب میری نظر سے گزری ہیں ،میں نے ان کا کہیں بالاستیعاب اور کہیں جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے،اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

① تشہد کے آخر میں : حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمروالانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سعد بن عباد رضی اللہ عنہ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے،

حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا

قَد أَمَرَنَا اللهُ أَن نُّصَلِّيَ عَلَيكَ، فَكَيفَ نُصَلِّي عَلَيكَ

ہمیں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے تو ہم آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں ؟آپ ﷺ نے فرمایا: تم یوں کہو

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيتَ عَلَى آلِ إِبرَاهِيمَ، وَبَارِك عَلَى مُحَمَّدٍ، وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكتَ عَلَى آلِ إِبرَاهِيمَ، وَالسّلَامُ كَمَا عَلِمتُم

اور سلام جیسے تم جانتے ہی ہو۔(مسند احمد، مسلم،نسائی،ترمذی،ابوداؤد،مؤطا)

ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ان الفاظ کا اضافہ بھی کیا ہے کہ

فَكَيفَ نُصَلِّي عَلَيكَ إِذَا نَحنُ صَلَّينَا فِي صَلَاتِنَا (ابن خزیمہ)

جب ہم نماز پڑھ رہے ہوں تو اس وقت ہم آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام کیسے بھیجیں؟

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

سَمِعَ رَجُلاً یَّدعُو فِي صَلَاتِه فَلَم یُصَلِّ عَلی النَّبِيّ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم، فَقَالَ النّبِيّ صلّی اللہ علیه وسلّم: «عَجَّلَ هٰذا»

ایک آدمی کو اپنی نماز میں دعا مانگتے ہوئے سنا کہ اس نے اپنی دعا میں درود شریف نہیں پڑھا، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اس شخص نے جلدی کر دی ہے، پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا، اسے کہا یا کسی اور کو کہا کہ

إِذَا صَلَّی أَحدُکُم فَلیَبدَأ بِتَحمِیدِ اللہ وَالثَّنَاءِ عَلَیهِ، ثُمَّ لِیُصَلِّ عَلَی النَّبِيِّ صَلَّی اللہ عَلَیهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ لِیَدعُ بَعدُ بِمَا شَاءَ

جب تم میں کوئی شخص نماز پڑھے تو پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء سے ابتدا کرے، پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی،)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَکُونُ صَلَاۃً إِلَّا بِقِرَاءَۃٍ وَّتَشَھُّدٍ وَّصَلَاۃٍ عَلَيَّ (عمل الیوم واللیله)

کوئی نماز قرأت، تشہد اور مجھ پر درود پڑھنے کے بغیر نہیں ہوتی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے التحیات للہ کی تفسیر میں فرمایا کہ ملک کا مالک تو اللہ ہی ہے اور الصلواتُ سے مراد وہ درود ہے جو نبی کریم ﷺ پر پڑھا جائے اور الطیبات سے مراد وہ اعمال ہیں جو اللہ ہی کے لیے کیے جائیں،

السلام علیک ایھاالنبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ ہمارے لیے اللہ کی طرف سے ہے کہ ہم نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجیں، آپ نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ۱۸۰)

حضرت مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے قرآنی آیت ویقیمون الصلوۃ کی تفسیر میں مروی ہے کہ اقامت صلاۃ سے مراد نماز کی حفاظت کرنا ہے، اس کا اہتمام کرنا ہے،

اسے اس کے وقت پر ادا کرنا ہے ،رکوع ،سجدوں کا خیال رکھنا ہے ،اس میں تشہد کا اہتمام کرنا ہے اور تشہد اخیر میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا ہے ،اس کے بعد دعا مانگی جائے ،دعا کے بعد جلدی نہ کرے ،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز تو قرأت، تشہد اور درود ہی سے ہوتی ہے اگر تم اس میں سے کچھ بھول جاؤ تو سلام کے بعد سجدہ سہو کرو۔(القول البدیع)

۲ **نماز جنازہ میں دوسری تکبیر کے بعد:** نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھی جاتی ہے ،دوسری تکبیر کے بعد درود شریف ،تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کی جاتی ہے اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرا جاتا ہے ،اس میں کسی امام کا اختلاف نہیں ہے ،حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو درود شریف کا پڑھنا امام اور مقتدی دونوں پر واجب ہے ،حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب نہیں ہے ،البتہ جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے اس میں ائمہ کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفی مسلک میں نماز جنازہ کے اندر سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی جاتی ،مگر دوسرے ائمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک سورۃ الفاتحہ آہستہ سے دل میں پڑھنی چاہیے اس کے بعد نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا ذکر آتا ہے پھر اخلاص کے ساتھ دعا کرنا چاہیے۔

حضرات انصار رضی اللہ عنہم میں سے ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ چھوٹے صحابی تھے ،ان کے علماء اور اولاد بدر میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ موجود تھے ،انہیں نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے انہیں نماز جنازہ کا طریقہ بتایا کہ امام تکبیر کہے، پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھے۔(جلاء الافہام ص ۲۹۲)

حضرت ابو سعید مقبری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ہم نماز جنازہ کیسے پڑھیں؟ تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تجھے بتاؤں گا، میں تو جنازے کے پیچھے پیچھے اس کے گھر والوں کے ساتھ جاتا ہوں، جب جنازہ رکھ دیا جاتا ہے تو میں اللہ اکبر کہتا ہوں اور اللہ کی حمد کرتا ہوں اور اللہ کے نبی ﷺ پر درود بھیجتا ہوں پھر میں یہ دعا کرتا ہوں

اللّٰهُمَّ إِنَّه عَبدُكَ وَابنُ عَبدِكَ وَابنُ أَمَتِكَ كَانَ يَشهَدُ أَن لَّا إِلٰه إِلَّا أَنت، وَأَنَّ محمَّداً عَبدُكَ وَرَسُولُكَ، وَأَنتَ أَعلَمُ بِهِ، اَللّٰهُمَّ إِن كَانَ مُحسِناً فَزِد فِي إِحسَانِهِ، وَإِن كَانَ مُسِيئاً، فَتَجَاوَز عَن سَيِّئَاتِهِ، اَللّٰهُمَّ لَا تحرِمنَا أَجرَهُ، وَلَا تَفتِنَّا بَعدَهُ

اے اللہ! بے شک وہ تیرا بندہ ہے، تیرے بندے کا بیٹا ہے، تیری بندی کا بیٹا ہے، وہ گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ بے شک محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور تو اسے خوب جانتا ہے، اے اللہ! اگر وہ نیکوکار تھا تو اس کی نیکی میں اضافہ فرمادے، اگر وہ گناہگار تھا تو اس کی برائیوں سے صرف نظر فرما، اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ فرما، اور ہمیں اس کے بعد کسی آزمائش میں نہ ڈالیے۔ (مصنف عبدالرزاق، فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ اسماعیل قاضی)

(۳) جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں: حضرت عون بن ابو جحیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پولیس میں تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو

فَحَمِدَ اللّٰه، وَأَثنىٰ عَلَيهِ، وَصَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: خَيرُ هٰذِه الأُمَّةِ بَعدَ نَبِيِّها أَبُو بَكرٍ، وَالثَّانِي عُمَرُ، وَقَالَ: يجعَلُ اللّٰه الخَيرَ حَيثُ شَاءَ

انہوں نے اللہ کی تعریف وثناء کی اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجا، اور فرمایا: نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت کے بہترین آدمی ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، ان کے بعد

دوسرے منبر پر عمر رضی اللہ عنہ تھے اور فرمایا کہ اللہ نے بھلائی کو جہاں چاہا وہاں رکھ دیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جب نماز کے خطبہ سے فارغ ہو جاتے تو نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجتے تھے اور یوں دعا کرتے تھے کہ

اللّٰهُمَّ حَبِّب إِلينَا الإِيمَانَ وَزَيِّنهُ فِي قُلُوبِنَا وَكَرِّه إِلَينَا الكُفرَ وَالفُسُوقَ وَالعِصيَانَ أُولٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ، اَللّٰهُمَّ بَارِك لَنَا فِي أَسمَاعِنَا وَأَبصَارِنَا وَأَزوَاجِنَا وَقُلُوبِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا

اے اللہ! ایمان کو ہمارے لیے محبوب بنادے اسے ہمارے دلوں میں خوبصورت بنادے، کفر، گناہ اور نافرمانی کو ہمارے لیے ناپسندیدہ بنادے، یہی لوگ ہدایت یافتہ تھے، اے اللہ ہمارے سننے میں، ہمارے دیکھنے میں، ہمارے جوڑوں میں، ہمارے دلوں میں اور ہماری اولادوں میں برکت عطا فرما۔ (نضرۃ النعیم)

۴ اذان کے بعد: مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے انہوں نے سنا کہ

إِذا سَمِعْتُمْ الْمُؤَذِّنَ فَقولُوا مِثلَ مَا يَقُولُ ثمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَن صَلَّى عَلَيّ صَلَاةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشراً ثمَّ سَلُوا اللهُ لِي الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنزِلَةً فِي الْجَنَّةِ لَا تَنبَغِي إِلَّا لِعَبدٍ مِن عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُو أَن أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَن سَأَلَ اللهُ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّت عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ

جب تم اذان دینے والی کی اذان سنو تو اسی طرح تم بھی کہو جس طرح وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود و سلام بھیجو، کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود و سلام بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو، وسیلہ جنت میں ایک مقام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے کے لیے مناسب ہے اور میں امید

کرتا ہوں کہ وہ بندہ میں ہی ہوں ،جو شخص میرے لیے وسیلہ مانگے گا اس کے لیے شفاعت اتر گئی۔(مسلم)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

قَالَ مِثلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذّنُ فَإِذا قَالَ الْمُؤَذّنُ قد قَامَتِ الصَّلَاةُ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدعْوَةُ الصَّادِقَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَائِمَةُ صَلِّ عَلى مُحَمَّدٍ عَبدِكَ وَرَسُولِكَ وأَبلِغهُ دَرَجَةَ الْوَسِيلَةِ فِي الْجنَّةِ دَخَلَ فِي شَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(جلاء الافہام)

جو شخص مؤذن کی طرح کہے یعنی جس وقت مؤذن قد قامتِ الصلاۃ کہے تو وہ یوں کہے اے اس سچی دعوت اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب! اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ بھیجیے اور انہیں وسیلہ کے مقام تک جنت میں پہنچایئے تو وہ شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کو پہنچ جائے گا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جلاء الا فہام میں لکھتے ہیں کہ

وَقَالَ يُوسُف بن أَسْبَاط بَلغنِي أَنَّ الرَّجلَ إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَم يَقُل اللهُ رب هَذِه الدعْوَةِ المستمعة الْمُستَجَابُ لَهَا صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَزَوِّجنَا مِنَ الْحُورِ الْعِينِ قُلْنَ الْحُورُ الْعِينُ مَا أَزهَدَكَ فِينَا

یوسف بن اسباط کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب نماز کھڑی کی جائے اور کوئی شخص یوں نہ کہے کہ اے اس سنی گئی اور قبول کی گئی دعوت کے رب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ وسلام بھیجے اور موٹی آنکھوں والی حوروں کے ساتھ ہماری شادی کرادیجیے تو موٹی آنکھوں والی حوریں کہتی ہیں کہ تجھے ہم سے کس چیز نے بے نیاز کردیا ہے؟(جلاء الا فہام ابن جوزیؒ ص ۳۷۳)

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤذن کی اذان کا جواب دینے میں پانچ سنتوں پر عمل ہوتا ہے ،ان میں سے تین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں

موجود ہیں اور چوتھی وہ ہے جسے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ

قَالَ حِين يسمع الْمُؤَذّن أشهد أَن لَا إِلَه إِلَّا الله وَحده لَا شريك لَهُ وَأَن مُحَمَّدًا عَبده وَرَسُوله رضيت بِاللَّه رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولا وَبِالْإِسْلَامِ دينا غفر لَهُ ذَنبه(جلاء الافهام ص 373)

جو شخص مؤذن کو سنتے وقت یوں کہے میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور بے شک حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں کہ وہ میرا رب ہے اور میں محمد ﷺ سے راضی ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور اسلام کے بطور دین ہونے کے میں راضی ہوں، تو اللہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

اور پانچویں یہ ہے کہ مؤذن کی اذان کا جواب دینے اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے بعد اللہ سے نبی کریم ﷺ کے لیے وسیلہ کی دعا اور سوال کرے جیسے سنن ابی داؤد اور نسائی شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

أَنَّ رَجُلاً قَالَ يَا رَسُولَ الله إِنَّ الْمُؤَذِّنِينَ يُفَضِّلُونَنَا فَقَالَ رَسُولُ الله صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُل كَمَا يَقُولُونَ فَإِذَا انْتَهَيْتَ فَسَل تُعطَهُ

ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! اذان دینے والے تو ہم سے فضیلت لے گئے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی اسی طرح کہو جیسے وہ کہتے ہیں، جب کلماتِ اذان ختم کر چکو تو اللہ سے سوال کرو تمہیں دیا جائے گا۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَن قَالَ حِينَ يُنَادِي الْمُنَادِي اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الْقَائِمَةُ وَالصَّلَاةُ النَّافِعَةُ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَارْضَ عَنِّي رِضىً لَا سُخطٌ بَعدَهُ اِسْتَجَابَ اللهُ لَهُ دَعوَتَهُ

جو شخص اس وقت جب مؤذن اذان کہہ رہا ہو یوں کہے کہ اے اس کھڑی ہونے والی اور نفع دینے والی نماز کے رب! حضرت محمد ﷺ پر صلاۃ بھیجیے اور مجھ سے راضی ہو جائیے، ایسا راضی ہونا کہ اس کے بعد ناراضگی نہ ہو، اور اللہ اس کی دعا کو قبول فرمالیں گے۔(مسند احمد)

مستدرک حاکم میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مؤذن کو سنتے تو یوں فرماتے تھے

اللَّهُمَّ رَبَّ هَذِه الدَّعْوَةِ المُستَجَابُ لَهَا دَعْوَةُ الْحَقِّ وَكَلِمَةُ التَّقْوَى تَوَفَّنَا عَلَيْهَا وَاَحيِنَا عَلَيْهَا وَاجعَلنَا مِن صَالِحِ أَهلِهَا اَحيَاءً وَّاَمواتاً

اے اس قبول کی گئی دعا کے رب! یہ حق کی دعوت ہے اور تقویٰ کا کلمہ ہے، ہمیں اسی پر موت دینا اور اسی پر زندہ رکھنا اور ہمیں زندگی اور موت میں اس کے نیک لوگوں میں رکھنا۔

دن رات میں جو آدمی ایسے کہے گا گویا کہ وہ پچیس سنتوں کو زندہ کرے گا۔(جلاء الافہام)

⑤ دعا کے وقت: اس کے تین مراتب ہیں

① اللہ تعالیٰ کی تعریف و ثناء کے بعد آپ ﷺ پر درود شریف پڑھے۔

② آپ ﷺ پر دعا کی ابتدا میں، دعا کے درمیان میں اور دعا کے آخر میں درود شریف پڑھے۔

③ آپ ﷺ پر دعا کی ابتدا اور دعا کے آخر میں درود شریف پڑھے اور اپنی ضرورت اور حاجت کو درمیان میں رکھے۔

پہلے مرتبے کی دلیل یہ ہے جیسے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف نہیں پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا کہ اس شخص نے جلد بازی کی ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو طریقہ سکھایا اس میں واضح کر دیا کہ پہلے اللہ کی تعریف وثناء کی جائے پھر مجھ پر درود شریف بھیجا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كُنْتُ أُصَلِّي وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ مَعَهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ، ثُمَّ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ

میں نماز پڑھ رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے، جب میں بیٹھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی ثناء سے ابتدا کی، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درود بھیجا، پھر میں نے اپنے لیے دعا کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مانگو تمہیں دیا جائے گا، مانگو تمہیں دیا جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں کوئی شخص ارادہ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے تو ابتدا اس کی حمد و تعریف سے کرے، ایسی تعریف جو اس کے شایان شان ہے، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے، پھر اس کے بعد دعا کرے، کیونکہ یہ کامیابی کے زیادہ لائق اور مراد کو پانے والا ہے۔ (جلاء الافہام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مَا مِن دُعَاءٍ إِلَّا بَينَه وَبَينَ اللهِ حِجَابٌ حَتَّى يُصَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا صُلِّيَ عَلى النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنخَرَقَ الْحِجَابُ

واستُجِيبَ الدُّعَاءُ وَإِذا لَم يُصَلَّ عَلى النَّبِي صَلَّ الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَم يُستَجَبِ الدُّعَاءُ (الترغيب والترهيب،نضرة، جلاء الافهام ص٣٧٦)

کوئی دعا ایسی نہیں ہے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان حجاب نہ ہو یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجا جائے ،جب نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجا جاتا ہے تو وہ پردہ ہٹ جاتا ہے ،دعا قبول کر لی جاتی ہے اور جب نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ بھیجا جائے تو دعا قبول نہیں کی جاتی۔

ان تمام مقامات پر جہاں ابتدا میں درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے گویا کہ درود شریف ایک چابی کی حیثیت رکھتا ہے۔

طبرانی اوسط میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے کہ

كُلُّ دُعَاءٍ مَّحجُوبٌ حَتَّى يُصَلِّي عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّ اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ (طبرانی)

ہر دعا حجاب میں ہوتی ہے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت ہے کہ

اَلدُّعَاءُ موقُوفٌ بَينَ السَّمَاءِ وَالأَرضِ لَا يَصعَدُ مِنهُ شَيءٌ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِي صَلَّ الله عَلَيهِ وَسَلَّمَ (فتح الباري)

دعا آسمان وزمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے ،اس میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کی ذات پر درود نہ بھیجا جائے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَا تَجْعَلُونِي كَقَدَحِ الرَّاكِبِ، فَإِنَّ الرَّاكِبَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنْطَلِقَ عَلَّقَ مَعَالِقَهُ، وَمَلَأَ قَدَحًا مَاءً، فَإِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَتَوَضَّأَ تَوَضَّأَ، وَأَنْ يَشْرَبَ شَرِبَ، وَإِلَّا أَهْرَاقَ، فَاجْعَلُونِي فِي وَسَطِ الدُّعَاءِ وَفِي أَوَّلِهِ وَفِي آخِرِهِ(مصنِّف عَبدالرزّاق)

مجھے سوار کے پیالے کی طرح نہ بناؤ، جب سوار چلنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے ساز وسامان کو لٹکا لیتا ہے، پانی کا پیالہ بھر لیتا ہے، اگر اس سے وضو کی ضرورت ہو تو وضو کرتا ہے اگر پینے کی ضرورت ہو تو پی لیتا ہے ورنہ اسے انڈیل دیتا ہے، اس لیے تم مجھے دعا کے درمیان میں رکھو، دعا کے شروع میں رکھو اور دعا کے اخیر میں رکھو۔

علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے لکھا ہے کہ دعا کا مطلب ہے نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجنا، جس طرح طہارت نماز کی چابی ہے اسی طرح درود شریف دعا کی چابی ہے، اور نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنا اس طرح ہے جس طرح نماز میں سورۃ الفاتحہ کا مقام ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجو۔ (نضرۃ النعیم)

احمد بن ابی حواری فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے اپنی کسی ضرورت کا سوال کرے تو اسے چاہیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنے سے ابتدا کرے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنی ضرورت کا سوال کرے، اور دعا کے بعد نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف بھیجے، کیونکہ نبی کریم ﷺ پر درود شریف قبول کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس بات کو نا پسند کرتے ہیں کہ ان دونوں جگہوں پر درود شریف کے درمیان والی چیز کو رد کر دیں (نضرۃ النعیم

٦ مسجد میں داخل اور خارج ہونے : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ المَسجِدَ، فَليُسَلِّم عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ،

جب تم میں کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام بھیجے، اور یوں کہے

اَللّٰهُمَّ افتَح لِي أَبوَابَ رَحمَتِكَ،

اے اللہ ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

وَإِذَا خَرَجَ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور جب مسجد سے نکلے تو نبی ﷺ پر سلام بھیجے اور یوں کہے

اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اے اللہ ! مجھے شیطان مردود سے بچا۔(ابن خزیمہ، ابن حبان)

سنن ابن ماجہ میں حضرت فاطمہ بنت حسینؓ رضی اللہ عنہا اپنی دادی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ وہ فرماتی ہیں

نبی کریم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوا کرتے تھے تو یوں فرمایا کرتے تھے

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي، وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ،

اے اللہ ! محمد ﷺ پر صلاۃ اور سلام بھیجیے ،اے اللہ ! میرے گناہوں کو معاف کر دے، اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دیجیے۔

وَإِذَا خَرَجَ قَالَ مِثْلَ ذَالِكَ، إِلَّا أَنَّهُ يَقُولُ: أَبْوَابَ فَضْلِكَ

اور جب مسجد سے نکلا کرتے تھے تو اسی طرح کہا کرتے تھے صرف ابواب رحمتک کی جگہ ابواب فضلک استعمال کرتے تھے۔ ترمذی میں الفاظ یوں ہیں

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ المَسْجِدَ صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ

کہ جب نبی کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوا کرتے تھے تو یوں فرمایا کرتے تھے صلی علی محمد وسلم۔(ترمذی، ابوداود، ابن ماجہ، ابن السنی)

⑦ صفا اور مروہ پر: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ يُكَبِّرُ عَلَى الصَّفَا ثَلَاثًا يَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثمَّ يَدْعُو وَيُطِيلُ الْقِيَامَ وَالدُّعَاءَ ثُمَّ

يَفعَلُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثلَ ذَلِكَ وَهَذَا مِن تَوَابِعِ الدُّعَاءِ أَيْضاً(فضل الصلاة على النبي صلّى الله عليه وسلّم ابن إسحاق القاضي)

نبی کریم ﷺ صفا پہاڑی پر تین مرتبہ اللہ اکبر کہا کرتے تھے، فرماتے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، پھر نبی ﷺ درود شریف پڑھتے تھے، پھر دعا کرتے تھے اور دعا اور قیام لمبا کیا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ مروہ پہاڑی پر بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

حضرت وہب بن الاجدع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ مکہ میں لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے، فرما رہے تھے

إِذَا قَدِمَ الرَّجُلُ مِنْكُم حَاجّاً فَلْيَطُف بِالْبَيْتِ سَبعًا وَلِيُصَلِّ عِنْدَ الْمَقَام رَكْعَتَيْنِ ثمَّ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ الْأَسودَ ثُمَّ يَبْدَأُ بِالصَّفَا فَيَقُومُ عَلَيْهَا وَيسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ فَيُكَبِّر سَبعَ تَكْبِيرَاتٍ بَينَ كُل تَكبِيرَتَينِ حَمْدَ الله تَعَالَى وَثَنَاءَ عَلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلَاةً عَلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَمَسْأَلَة لنَفسِهِ وعَلى الْمَرْوَة مثل ذَلِك (فضل الصلاة على النبي)

جب تم میں کوئی شخص حج کرنے کے لیے آئے تو اسے چاہیے کہ وہ بیت اللہ شریف کے گرد سات چکر لگائے، مقام ابراہیم پر دو رکعت نفل ادا کرے، پھر حجر اسود کا بوسہ لے، پھر صفا سے ابتدا کرے، اس پر کھڑا ہو، منہ قبلے کی طرف کرے، پھر اللہ اکبر سات بار کہے، ہر اللہ اکبر کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجے اور اپنے لیے دعا کرے اور مروہ پر بھی اسی طرح کرے

(۸) لوگوں کے اجتماع اور الگ ہونے کے وقت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو لوگ کہیں اکٹھے ہوئے پھر الگ الگ ہوئے اور مجھ پر درود شریف نہیں بھیجا تو وہ

ایسے اٹھے گویا کہ گندگی کے ڈھیر سے اٹھے ہوں۔

اس روایت کو سامنے رکھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کس قدر ناراضگی کا اظہار کیا ہے ان لوگوں پر جو کہیں اکٹھے ہوتے ہیں، آپس میں گپ شپ کرتے ہیں، دنیا و مافیھا کہ باتیں کرتے ہیں، مگر اس محفل کے آغاز میں اور محفل کے اختتام پر وہ لوگ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف نہیں بھیجتے تو کس قدر خسارے اور نقصان میں چلے جاتے ہیں۔

مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور نہ ہی آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں تو آپ ﷺ نے واضح کر دیا کہ قیامت کے دن ان کا سخت نقصان ہو گا، اگرچہ یہ لوگ جنت میں داخل ہی کیوں نہ ہو جائیں، مگر دنیا میں جو انہوں نے درود شریف نہیں پڑھا تھا اس کی وجہ سے انہیں حسرت اور افسوس ہو گا کہ ہم نے اتنی فضیلت والی یہ عبادت کیوں نہیں کی؟ ہم نے اتنا بڑا عمل کیوں نہیں کیا؟

(۹) جب آپ ﷺ کا ذکر ہو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے ہاں میرا ذکر کیا جائے اسے چاہیے کہ وہ مجھ پر درود شریف بھیجے جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجا اللہ اس پر اپنی دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ (نسائی)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

منبر کے قریب ہو جاؤ، ہم لوگ منبر کے قریب ہوئے، جب آپ ﷺ نے منبر کی

پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا، آمین، جب دوسری پر رکھا تو فرمایا آمین، جب تیسری پر رکھا تو فرمایا آمین، جب اترے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم نے آپ ﷺ سے آج وہ کچھ سنا جو کبھی نہیں سنا تھا، اس پر آپ ﷺ نے بتایا کہ مجھے جبریل نے بتایا کہ جس شخص کے ہاں آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے تو وہ ہلاک ہو جائے، اس پر میں نے آمین کہا، تو اس بات سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ کتنی بد نصیبی کی بات ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر خیر ہونے کے باوجود آدمی آپ ﷺ پر درود شریف نہ بھیجے

ایک روایت میں ایسے شخص کو بخیل کہا گیا ہے جس کے سامنے آپ ﷺ کا نام آئے اور وہ آپ ﷺ پر درود شریف نہ بھیجے۔

⑩ دن کے دونوں کناروں پر

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

مَن صَلَّى عَلَيَّ حِينَ يُصبِحُ عَشراً وَحِينَ يُمْسِي عَشراً أَدْرَكته شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَة (طبرانی، مجمع الزوائد، جامع الصغير)

جو شخص مجھ پر صبح اور شام کے وقت درود شریف بھیجے اسے قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔

⑪ روضہ اقدس کے قریب کھڑے ہو کر: حضرت عبداللہ بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ

رَأَيْتُ عَبدَ الله بنَ عُمَرَ يَقِفُ عَلَى قَبرِ النَّبِي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم فَيُصَلِّي عَلَى النَّبِي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدْعُو لأَبِي بَكرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ الله عَنْهُمَا (مؤطاامام مالک)

میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی قبر پر کھڑے دیکھا کہ وہ نبی

کریم ﷺ پر درود شریف پڑھ رہے تھے اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے لیے دعا کر رہے تھے۔(موطاامام مالک، جلاء الافہام، فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ)

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّهُ كَانَ إِذا أَرادَ سَفَراً أَو قَدِمَ مِن سَفَرٍ جاءَ قَبرَ النَّبِيِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا ثُمَّ انْصَرَفَ (مؤطاامام مالک ، جلاء الافهام ، فضل الصلاة)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کہیں سفر پر جانے کا ارادہ کرتے یا پھر سفر سے واپس تشریف لاتے تو حضرت نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک پر تشریف لے جاتے تھے پھر آپ ﷺ پر وہاں درود شریف پڑھتے اور دعا کے بعد واپس آجاتے تھے۔

حضرت نافع کہتے ہیں کہ

أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِن سَفَرٍ بَدَأَ بِقَبْرِ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَيُصَلِّي عَلَيْهِ وَلَا يَمَسُّ الْقَبْرَ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلَى أَبِي بَكرٍ رَضِيَ اللهُ عَنهُ ثُمَّ يَقُولُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَتِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب سفر سے واپس آتے تو آپ ﷺ کی قبر مبارک پر تشریف لاتے اور آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے ،آپ ﷺ کی قبر اطہر کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔پھر حضرت ابو بکر پر سلام پیش کرتے اور پھر اپنے والد حضرت عمر کے لیے کہتے،اے اباجان۔(جلاء الافہام ص ۳۹۹)

⑫ بازار، یا کسی دعوت وغیرہ کی طرف نکلتے وقت: ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ابو سعید بن یحییٰ بن سعید القطان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں،انہوں نے کہا:

مَا رَأَيْتُ عَبدَ اللهِ جَلَسَ فِي مَأْدُبَةٍ وَلَا جَنَازَةٍ وَلَا غَيرَ ذَلِكَ فَيَقُومُ حَتَّى

يَحمَدَ الله وَيُثني عَلَيْهِ وَيُصلي على النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَيَدْعُو بدعوات وَإِن كَانَ يخرج إِلَى السُّوق فَيَأْتِي أغفلها مَكَانا فيجلس فيحمد الله وَيُصلي على النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَيَدْعُو بِدَعوَاتٍ۔(القول البديع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

میں نے عبداللہ کو جس دستر خوان پر، جس جنازے پر یا کسی اور مجلس میں اٹھتے بیٹھتے اس حال میں دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت وثناء کرتے اور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف بھیجتے تھے ،اوردعائیں بھی مانگتے تھے ،اگرچہ وہ کسی بازار کی طرف ہی کیوں نہ نکلے ہوں، کسی جگہ بھی جاتے وہاں بیٹھ جاتے اللہ کی حمد ثناء کرتے اور نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجتےاوردعائیں کرتے تھے۔

۱۳ نماز عید کے موقع پر: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

خَرجَ عَلَيْهِمُ الْوَلِيدُ بنُ عُقبَةَ قبلَ الْعِيدِ يَوْمًا فَقَالَ لَهُم إِنَّ هَذَا الْعِيدَ قد دَنَا فَكيفَ التَّكْبِيرُ فِيهِ قَالَ عَبدُ الله تَبدَأ فتكَبَّر تَكْبِيرَةً تفتَتح بهَا الصَّلَاةَ وَتحمد رَبَّك وَتُصَلِّي عَلَى النَّبِي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم ثُمَّ تَدْعُو وَتُكَبِّر وَتَفعل مثلَ ذَلِك ثُمَّ تُكَبِّر وَتفعل مِثلَ ذَلِك ثُمَّ تقرَأ ثُمَّ تُكَبِّر وَتركَع ثُمَّ تَقُوم وَتَقرَأ وتحمد رَبَّك وَتُصَلِّي عَلَى النَّبِي مُحَمَّدٍ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَدْعُو وَتفعل مِثلَ ذَلِك ثمَّ تُكَبِّر وَتفعل مِثلَ ذَلِك ثُمَّ تُكَبِّر وَتَفعل ذَلِك ثُمَّ تَركَع(فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ)

ولید بن عقبہ عید سے ایک دن پہلے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اورابوموسی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیااوراس نے انہیں کہا: عید قریب آگئی ہے ،اس میں تکبیر کیسے ہو گی ؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:آپ تکبیر کی ابتدا کریں توایک تکبیر کہیں، جس سے نماز شروع ہو جائے ،اس کے بعد اپنے رب کی حمد کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں، پھر دعا کریں اور تکبیر کہیں،

اسی طرح کرتے جائیں، پھر تکبیر کہیں اور اسی طرح کرتے جائیں، پھر قرأت کریں، پھر تکبیر کہیں، پھر رکوع کریں، حضرت حذیفہ اور ابو موسیٰ نے فرمایا: ابو عبد الرحمن نے سچ کہا ہے۔

ہمارے ملک میں حنفی مسلک کے لوگ زیادہ ہیں، اور یہ سطور لکھنے والا بھی حنفی المسلک ہے، اس لیے ہمارے ہاں جو طریقہ نمازِ عید رائج ہے اس میں بھی درود شریف ہے جو کہ قعدۂ اخیرہ میں پڑھا جائے گا، مذکورہ طریقہ نماز عید دوسرے ائمہ کے نزدیک ہے جن کے ہاں عید کی زائد تکبیرات میں درود شریف کا ذکر ہے۔

(۱۴) **جمعہ اور جمعرات:** حضرت اوس بن اوسؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے، اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن ان کی روح قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اسی دن دوسری بار صور پھونکا جائے گا، پس تم مجھ پر اس دن میں صلاۃ زیادہ کرو، پس بے شک تمہاری صلاۃ مجھ پر پیش کی جاتی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری صلاۃ آپ تک کیسے پہنچے گی حالانکہ آپ ﷺ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔ (ابوداؤد، نسائی، احمد)

حضرت انس بن مالکؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَكثِرُوا الصَّلَاةَ عليَّ يومَ الجُمُعَةِ وَلَيلَةَ الجُمُعَةِ، فَمَن صَلّى عليّ صَلَاةً صلّى الله عليه بِهَا عَشراً (سنن بيهقى)

مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعرات کو صلاۃ زیادہ کیا کرو، جو شخص مجھ پر ایک بار صلاۃ بھیجے گا اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

⑮ **ختم القرآن کے وقت:** علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جن مواقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر صلاۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے ان میں ایک مقام ختم القرآن کریم کا بھی ہے، یہ اس لیے کہ ختم قرآن کریم کا موقع دعا کا موقع ہے، اس لیے اس میں درود شریف پڑھنا چاہیے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ تو اس پر نص پیش کرتے ہیں، حضرت ابو الحارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ أَنَسٌ إِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ أَهلَهُ وَوَلَدَهُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ جب قرآن کریم ختم کر لیتے تو اپنے گھر والوں اور بچوں کو جمع کر لیتے تھے، جب یہ موقع دعا مانگنے کے مواقع میں بڑا ہے تو اس میں صلاۃ وسلام کی قبولیت زیادہ حق رکھتا ہے۔ (جلاء الافہام)

یوسف بن موسی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے

وَقد سُئِلَ عَن الرجل يَخْتم الْقُرْآن فيجتمع اليه قوم فَيدعونَ قَالَ نعم رَأَيْت معمراً يَفْعَله إِذا ختم (جلاء الافهام ابن جوزی ص۴۰۲)

ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ قرآن کریم ختم کر لیتا ہے، لوگ اس کے پاس جمع ہوتے ہیں، پھر وہ لوگ دعا کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ ہاں جی! میں نے معمر کو ختم قرآن کریم پر ایسے کرتے دیکھا ہے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حرب کی روایت میں ہے کہ

اِسْتحبَّ إِذَا خَتَمَ الرَّجُلُ الْقُرْآنَ أَن يَّجمعَ أَهلَهُ وَيَدْعُو (جلاء الافهام)

آدمی جب قرآن کریم مکمل کر لے تو اس کے لیے پسندیدہ عمل یہ ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو جمع کرے اور دعا کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے

من ختم الْقُرْآن فَلهُ دَعْوَةٌ مُستَجَابَةٌ (جلاء الافہام)

جس شخص نے قرآن کریم ختم کرنے کے بعد دعا کی اس کی دعا قبول کرلی گئی۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ

تَنَزّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ خَتمِ الْقُرْآنِ (جلاء الافہام)

ختم قرآن کریم کے وقت اللہ تعالٰی کی رحمت اترتی ہے۔

(۱۶) تلاوت قرآن کریم کے وقت: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نمازی کسی ایسی آیت کی تلاوت کررہا ہو جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر موجود ہے تو اسے چاہیے کہ اگر وہ نفل نماز ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پیش کرے۔

ابن سنان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے عباس العنبری رحمۃ اللہ علیہ اور علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ہم نے جو حدیث بھی سنی اس میں ہم نے صلاۃ وسلام کو ترک نہیں کیا (جلاء الا فہام)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے بعض ان بھائیوں نے بتایا جن پر میں اعتماد کرتا ہوں، فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث جاننے والے ایک شخص کو خواب میں دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے ؟اس نے کہا: اللہ نے مجھ پر رحم کردیا ہے اور مجھے معاف کردیا ہے، میں نے کہا، وہ کیسے ؟اس نے کہا: میں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر پہنچتا تھا تو میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھ دیتا تھا۔ (جلاء الا فہام)

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر حدیث پڑھنے والے شخص کو اور کوئی فائدہ نہ بھی ہو تو یہ فائدہ کتنا بڑا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ وسلام پڑھتا ہے

یہی اس کے لیے کافی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پیش کرتا ہے، جو کہ کتاب میں لکھا ہوا ہوتا ہے (جلاء الافہام)

⑰ **غم، دکھ، مشکلات کے وقت اور طلب مغفرت کے لیے:** حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں آپ ﷺ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھنا چاہتا ہوں، تو میں صلاۃ وسلام کس قدر پڑھوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس قدر تو چاہے کر لے، فرمایا کہ میں نے عرض کیا کہ کیا چوتھائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس قدر تو چاہے، فرمایا: میں نے عرض کیا، آدھا، آپ ﷺ نے فرمایا: جس قدر تو چاہے، اگر تو اس سے زیادہ کرے تو تیرے لیے بہتر ہے، فرمایا: میں نے عرض کیا کہ دو تہائی کر دوں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جس قدر تو چاہے، اگر اس سے زیادہ کر دے تو وہ تیرے لیے بہتر ہے، فرمایا کہ میں نے عرض کیا کہ سارا وقت آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام کے لیے کر دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تب تو تیرے غموں کو دور کرنے کے لیے کافی ہے، اور تیرے گناہوں کی بخشش کے لیے کافی ہے۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہے اس کے لیے یہ درود شریف دنیا اور آخرت کی پریشانیوں کے ازالے کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

⑱ **خطبہ نکاح کے موقع پر:** حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ سورۃ الاحزاب کی آیت چھپن جس میں درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے نبی کی تعریف و ستائش کرتا ہے اور ان کی بخشش کرتا ہے اور فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کے لیے استغفار کرو، اہل ایمان کو حکم دیا ہے

کہ اپنی نماز میں نبی کریم ﷺ کی تعریف وستائش کرو،اپنی مساجد میں نبی کریم ﷺ کی تعریف وستائش کرو، بلکہ ہر جگہ پر نبی کریم ﷺ کی تعریف وستائش کرو، عورتوں کے نکاح کے موقع پر آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیج کر آپ ﷺ کی تعریف وستائش کرو۔

(۱۹) صلاۃ وسلام ہر جگہ پر: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے ،فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اور نہ ہی میری قبر کو میلہ گاہ بناؤ، مجھ پر صلاۃ وسلام بھیجا کرو کیونکہ تمہارا صلاۃ وسلام مجھ تک پہنچایا جاتا ہے (ابوداؤد، مسند احمد)

(۲۰) قنوت کے آخر میں : عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ ابو حلیمہ معاذ رضی اللہ عنہ قنوت میں نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجا کرتے تھے ،علامہ ابن القیم جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی قنوت میں آپ ﷺ کی ذات اقدس پر صلاۃ وسلام پڑھنا مستحب ہے۔

معاذ بن الحارث انصاری رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے قاری تھے ،انہیں حضرت عمر فاروقؓ نے رمضان المبارک میں تراویح کے لیے لوگوں کا امام بنایا تھا۔(جلاء)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ اوران کے پیروکاروں نے قنوت میں درود شریف پڑھنے کو مستحب قرار دیا ہے ،جب کہ امام رافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے استحباب کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے ،،علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ اس بارے میں ایک حدیث ایسی آئی ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ نماز وتر میں قنوت کے ساتھ درود شریف پڑھنا چاہیے ،وہ یہ ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں وتر میں پڑھنے کے لیے یہ کلمات سکھائے تھے ،فرمایا کہو

اَللّٰھم اھدِنِی فِیمَن ھدَیتَ وَبَارِک لِی فِیمَا اَعطَیتَ وَتَوَلَّنِی فِیمَن تَوَلَّیتَ

وَقِنِي شَرَّ مَاقَضَيتَ فَاِنَّكَ تَقضِي وَلَايُقضىٰ عَلَيكَ وَاِنَّه لَايَذِلُّ مَن وَّالَيتَ تَبَارَكتَ رَبَّنَاوَتَعَالَيتَ وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِ (القول البديع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

اے اللہ! جن کو آپ نے ہدایت دی، ان میں سے مجھ کو بھی ہدایت عطا فرمائیے اور جو کچھ آپ نے مجھے عطا فرمایا اس میں برکت دیجیے، جن کی آپ نے ذمہ داری لی ان میں میری بھی ذمہ داری لے لیجیے، جو کچھ آپ نے فیصلہ فرمایا اس کے نقصان سے مجھے بچا لیجیے، کیونکہ آپ ہی فیصلہ فرماتے ہیں، کوئی آپ پر کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتا، جس سے آپ محبت فرماتے ہیں، دوست رکھتے ہیں یا ذمہ داری قبول فرماتے ہیں تو وہ ذلیل ورسوا نہیں ہو سکتا، اے ہمارے رب! آپ ہی برکت عطا کرنے والے ہیں اور بلند و بالا ہیں اور اے ہمارے رب! نبی کریم ﷺ پر رحمت بھیجیے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قنوت کے بعد

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلَّمَ

پڑھنا مستحب ہے۔ (القول البدیع)

(۲۱) وضو کے بعد: حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا فَرغَ أَحَدُكُم مِّن طُهُورِهِ فَلْيَقُل أَشهَدُ أَن لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَن مُحَمَّدًا عَبده وَرَسُوله ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَيَّ فَإِذَا قَالَ ذَلِك فُتِحَت لَهُ أَبْوَابُ الرَّحْمَةِ

جب تم میں کوئی شخص وضو سے فارغ ہو تو یوں کہے أشهد أَن لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَن مُحَمَّدًا عَبده وَرَسُوله پھر چاہیے کہ مجھ پر درود شریف پڑھے، جب ایسا کہا تو اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

یہ روایت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ بن عامر، حضرت

ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ (الصلاۃ علی النبی ،ابن ابی عاصم)

اس شخص کا وضو نہیں ہوتا جو مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

(۲۲) نماز صبح اور مغرب کے بعد: صبح اور مغرب کی نماز کے بعد درود شریف پڑھنے کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سو بار صبح کی نماز کے وقت درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجات پوری فرمائیں گے، تیس فوری طور پر اور ستر ذخیرہ کر لیں گے، اور مغرب کی نماز کے وقت میں بھی اسی طرح، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ کیسے بھیجیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اللہ وملائکتہ والی آیت پڑھنے کے بعد فرمایا کہ اللھم صلی علی محمد پڑھے۔ اس روایت کی سند کے بارے میں ضعف بتایا گیا ہے۔

القول البدیع میں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تو نہیں اپنے پیچھے چھوڑ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے علی! اچھی طرح جانشینی کا حق ادا کرنا، ان لوگوں کی خبر میرے لیے لکھ رکھنا، چنانچہ میں پندرہ دن ٹھہرا رہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے علی! مجھ سے دو باتیں یاد کر لو، مجھے یہ دونوں باتیں جبریل نے بتائی ہیں، صبح کے وقت بہت زیادہ درود شریف پڑھا کر، اور مغرب کے وقت اصحاب محمد رضی اللہ عنہم کے لیے استغفار کیا کر، کیونکہ مغرب اور فجر یہ دونوں رب تعالیٰ کے گواہوں میں سے دو گواہ ہیں۔

(۲۳) تہجد سے فارغ ہونے کے بعد

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ رات کو اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ کی تعریف وثناء کرتے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھتے تھے۔(القول البدیع)

(۲۴) ہفتہ اور اتوار کو

ہفتے اور اتوار کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنے کے بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہفتے والے دن مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرو، کیونکہ اس دن یہودی اپنے قیدیوں کو بہت زیادہ یاد کرتے ہیں، جو شخص اس دن میں مجھ پر سو بار درود شریف پڑھے گا اس نے اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے آزاد کرا لیا اور اس کے لیے شفاعت حلال ہو گئی وہ قیامت کے دن اس شخص کی سفارش کرے گا جس سے وہ محبت رکھتا ہے، تم پر لازم ہے کہ رومیوں کی مخالفت کرو وہ اتوار کو اپنے گرجوں میں داخل ہوتے ہیں اور صلیبوں کی پوجا کرتے ہیں اور مجھے گالیاں دیتے ہیں، جس نے اتوار کی صبح مجھ پر درود شریف پڑھا اور بیٹھ کر سورج نکلنے تک اللہ کی تسبیح کرتا رہا، پھر دو رکعت ادا کرے، پھر سات بار مجھ پر درود شریف پڑھے اور اپنے والدین اور اپنے لیے اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے والدین کو معاف کر دیں گے، اگر دعا کرے تو اللہ دعا قبول کریں گے، اگر خیر کا سوال کرے تو اللہ اسے وہی عطا کریں گے ۔ (القول البدیع)

(۲۵) پیر اور منگل کو: ابو موسیٰ مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب وظائف لیالی والایام میں

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص پیر کی رات چار رکعت نماز ادا کرے، اس میں ہر رکعت میں الحمدللہ ایک بار اور سورۃ الاخلاص پہلی رکعت میں گیارہ بار اور دوسری میں اکیس بار اور تیسری اور چوتھی میں چالیس بار پڑھے پھر سلام پھیر دے اور پچھتر بار سورۃ الاخلاص پڑھے اور اپنے لیے اور اپنے والدین کے لیے پچھتر بار استغفار کرے اور پچھتر بار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے، پھر اللہ سے اپنی حاجت پوری ہونے کا سوال کرے تو اللہ پر حق ہے کہ اس کو وہ چیز عطا کریں جس کا اس نے سوال کیا ہے، اس کا نام صلاۃ الحاجت ہے۔ (القول البدیع)

(۲۶) میت کو قبر میں اتارتے وقت

میت کو قبر میں اتارتے وقت درود شریف پڑھنا چاہیے، علماء کرام نے اس پر ابوداود اور ترمذی کی اس روایت سے دلیل پکڑی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میت کو قبر میں رکھتے تو یوں فرماتے تھے

بِسمِ اللہ وَعَلَی سُنَّۃِ رَسُولِ اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم -

(۲۷) رجب میں

رجب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کے بارے میں کوئی درست روایت موجود نہیں ہے، تاہم علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات میں حضرت انس سے ایک روایت نقل فرمائی ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص رجب کی پہلی جمعرات کو روزہ رکھے پھر اس رات کو بارہ رکعتیں ادا کرے، پھر اس سے فارغ ہو کر ستر بار اللھم صل علی محمد النبی الامی و علی آلہ پڑھے، پھر اللہ سے اپنی حاجت پوری کرنے کا سوال کرے تو وہ حاجت پوری کی جائے گی اور اسے بہت زیادہ ثواب ملے گا۔ (القول

البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل فرمائی ہے جس میں رجب کی تیسری رات میں بارہ رکعت نماز کی ادائی کے بعد تسبیح و تہلیل کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سو بار درود شریف پڑھے اور دنیا و آخرت کی کوئی چیز بھی مانگے تو قبول کی جائے گی۔ (القول البدیع) علامہ سخاوی نے پندرہویں رجب کو بھی صلاۃ کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸) شعبان المعظم میں

فقیہ ابی الصیف یمنی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں شعبان کی فضیلت پر ایک باب لکھا ہے، جس میں حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت نقل کی ہے، کہ جس نے شعبان کے ہر روز میں سات سو بار درود شریف پڑھا، تو اللہ تعالیٰ اسے فرشتوں کے سپرد کرتے ہیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچائیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح اس سے خوش ہو جاتی ہے، پھر اللہ حکم کرتے ہیں کہ اس شخص کے لیے قیامت تک استغفار کرتے رہیں۔

حضرت طاؤس یمانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسن بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے شعبان کی پندرھویں رات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس رات کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے، ایک تہائی حصہ میں اپنے نانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لیے۔ (القول البدیع)

(۲۹) اعمال حج میں: صالح بن محمد بن زائدہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آدمی کے لیے مستحب یہ ہے

کہ جب وہ تلبیہ سے فارغ ہو جائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھے۔(فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۷۲)

(۳۰)ذبح کے وقت: اس مسئلہ کے بارے میں علماء کرام کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، تاہم حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جانور کو ذبح کرتے وقت بسم اللہ کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے، وہ بسم اللہ کے بعد صلی اللہ علی رسول اللہ کہنے کو مکروہ نہیں جانتے۔ مگر امام ابو حنیفہؒ رحمۃ اللہ علیہ اس موقع پر درود شریف پڑھنے کو اچھا نہیں سمجھتے۔

(۳۱)معاہدہ تجارت کے وقت

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص معاہدہ تجارت کرتے وقت بسم اللہ والحمدللہ والصلاۃ علی رسول اللہ قَبِلتُ البیعَ کہے تو بیع ہو جائے گی اور یہ صحیح ہے، بلکہ اچھی بات ہے، مگر اس پر کوئی دلیل یا نص نہیں ہے کہ معاہدہ تجارت کے دوران اس طرح کے کلمات کہے جائیں۔

(۳۲)وصیت لکھتے وقت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے فرمایا کہ میری وصیت لکھو، کاتب نے وصیت لکھی، یہ وہ چیز ہے جس کی وصیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کی ہے ۔اس میں صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔

(۳۳)جب سونے کا ارادہ ہو اس وقت

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن کبیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ اللہ تعالٰی دو آدمیوں پر ہنستے ہیں، ایک اس شخص پر جو

میدان جہاد میں دشمن کے مقابلے میں آیادرانحالیکہ وہ گھوڑے پر سوار تھا،ان لوگوں کو شکست ہوگئی ، مگر یہ شخص پھر بھی ڈٹارہا اور شہید ہوگیا،اس شخص پر اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں (یعنی خوش ہوتے ہیں)دوسرا وہ شخص جورات کے درمیان میں اٹھتا ہے ، اس کے اٹھنے کا کسی کو علم نہیں ہے ،وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے ، پھر اللہ کی حمد و تعریف کرتا ہے ،اس کی بزرگی بیان کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے اور قرآن کریم کھولتا ہے تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ ہنستے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے بندے کو دیکھو جو کھڑا ہے اور اسے میرے سوا کوئی نہیں دیکھ رہا۔

(۳۴) خطوط میں اور بسم اللہ کے بعد

خطوط پر بسم اللہ کے بعد درود شریف کے کلمات لکھنا حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت ہے ، جس کا انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا،حافظ ابو ربیع بن سالم کلاعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو بکر نے طریفہ بن حاجز رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا تو اس میں بسم اللہ کے بعد خط لکھا اس میں درود شریف بھی لکھا

(۳۵) فقر کے ازالے اور حاجت پوری ہونے کے بعد

فقر و فاقہ کے خاتمے ،حاجت کے پورا ہونے اور خوف کے زائل ہونے کے لیے بھی درود شریف پڑھنا بہت زیادہ مفید ہے ، حضرت فاکہانی نے اپنی کتاب الفجر المنیر میں لکھا ہے کہ مجھے شیخ صالح موسیٰ الضریر رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ وہ دریا میں ایک کشتی پر سوار ہوگئے ،دریا کھارا تھا، ہم دریا میں ہی تھے کہ مخالف سمت سے ہوا چلی ،جسے اقلابیہ کہا جاتا ہے ،میری آنکھ لگ گئی تھی ، میں نے عالم خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا کہ ان لوگوں کو کہو کہ وہ ایک ہزار بار یہ پڑھیں

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى محمَّدٍ صَلَاةً تُنجِينَا بِهَا مِن جَمِيعِ الأَهوَالِ وَالآفَاتِ وَتقضِي لَنَا بِهَا جَمِيعَ الحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِن جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ وَترفعُنَا بِهَا عِندَكَ أَعلَى الدَّرَجَاتِ وَتبَلِّغُنَا بِهَا أَقصَى الغَايَاتِ مِن جَمِيعِ الخَيرَاتِ فِي الحَيَاةِ وَبَعدَ المَمَاتِ

جب میں بیدار ہوا تو میں نے ان لوگوں کو اس خواب کے بارے میں اطلاع دی، ہم نے تین سو بار پڑھا تو اللہ نے ہم سے یہ مشکل کھول دی، ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درود شریف پڑھنے کی برکت سے رک گئی۔

(۳۶) طاعون کے وقت

طاعون پھیلنے کے وقت درود شریف پڑھنے کے بارے میں شیخ شہاب الدین ابن ابی حجلہ نے ابن خطیب یبرود رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ صالح لوگوں میں سے ایک آدمی نے انہیں خبر دی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت زیادہ درود شریف پڑھنے سے طاعون کی وبا چلی جاتی ہے ابن ابی حجلہ کہتے ہیں کہ اس بات کو اللہ کے ہاں قبولیت حاصل ہے کہ ہمہ وقت یہ پڑھتے رہنا چاہیے

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى محمَّدٍ وعلى آلِ محمَّدٍ صَلاةً تعصِمُنَا بِهَا مِنَ الأَهوَالِ والآفَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِن جَمِيعِ السَّيِّئَاتِ

اہل علم نے پانچ باتوں کا یہاں استدلال کیا ہے، ایک یہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ درود شریف کا پڑھنا یہ تیرے غموں اور دکھوں کی کفایت کرے گا، دوسرا جیسے چوری شدہ اونٹ کے قصہ میں آتا ہے کہ تو دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات پا جائے گا، تیسرا جیسا کہ فرمایا گیا کہ صلاۃ کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس سے مراد رحمت ہے اور طاعون اگرچہ اہل ایمان کے حق میں شہادت اور رحمت ہے حالانکہ اصل میں یہ عذاب کی ایک شکل ہے، پھر رحمت اور عذاب یہ دونوں

متضاد ہیں ،اس لیے ایک مقام پر دونوں جمع نہیں ہو سکتیں ،چوتھی یہ کہ حدیث شریف میں آتاہے کہ قیامت کے دن تمام حالات میں اور تمام مقامات میں تمہیں سب سے زیادہ نجات دینے والی چیز وہ دنیامیں میری ذات پر درود شریف پڑھنا ہے جب درود شریف کی کثرت قیامت کی ہولناکی ،مصیبت ،دکھ اور تکلیف سے نجات دلائے گی تو پھر طاعون تو دنیا کی ہولناکیوں میں سے ہے ،اس سے نجات کا پانا اولی ہے پانچواں استدلال یہ ہے کہ مدینہ میں دجال اور طاعون داخل نہیں ہو سکتا،اس کی وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ہے ،جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مسعود دجال اور طاعون کے اٹھنے اور مدینہ میں نہ داخل ہونے کا ذریعہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنا بھی طاعون کے اٹھنے کا سبب اور ذریعہ ہے۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پانچ استدلالات کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ان میں پہلا تو مستند ہے جب کہ باقی والے چار استدلالات ایسے نہیں ہیں ، مگر پھر بھی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

شیخ شہاب الدین بن ابی حجلہ نے ایک اور نیک اور صالح بندہ کی حکایت کی ہے کہ محلہ میں جب طاعون پھیل گیا تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی ،تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ یہ دعا کرو

اللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنَ الطَّعنِ وَالطَّاعُون وَعَظِيمِ البَلَاءِ فِي النَّفي وَالمَالِ والأَهلِ وَالوَلَدِ الله أَكبَر، الله أَكبَر، الله أَكبَر مِمَّا نَخَافُ وَنَحذُرُ، الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر عَدَدَ ذُنُوبِنَا حَتَّى تُغفَرَ الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر وَصَلَّى الله عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَسَلَّمَ الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر، اللّٰهُمَّ كَمَا شَفَّعتَ نَبِيِّكَ فِينَا فَأَمهَلتَنَا وَعَمرتَ بِنَا مَنَازِلَنَا فَلَا تُهلِكنَا بِذُنُوبِنَا يَا أَرحَمَ الرَّاحِمِينَ

اے اللہ ! بے شک ہم آپ سے طعن اور طاعون سے پناہ چاہتے ہیں، جلاوطنی، مال، اہل اور اولاد میں بڑی مصیبت سے پناہ چاہتے ہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے اس چیز سے جس سے ہم خوف کھاتے اور ڈرتے ہیں، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، ہمارے گناہوں کی تعداد سے، یہاں تک کہ تجھے معاف کر دیا جائے، اللہ بہت بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ رحمتیں نازل فرمائیں حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل پر، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ ! جیسا آپ نے ہمارے بارے میں اپنے نبی ﷺ کو حق شفاعت عطا فرمایا ہے پھر تو نے ہمیں مہلت دی ہے، اور ہمارے گھروں کو آباد کیا ہے، پس تو ہمیں ہمارے گناہوں کی بدولت ہلاکت میں نہ ڈال، اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، علامہ سخاویؒ)

یہاں طاعون سے پناہ مانگنے کا ذکر ہے جبکہ حضرت انس کی روایت میں ہے

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ

آپ ﷺ نے فرمایا کہ طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے۔

بخاری کی ایک روایت کے مطابق طاعون کو عذاب کے طور پر بھیجا جاتا ہے، مگر اہل ایمان کے لیے یہ رحمت ہوتا ہے۔ جہاں طاعون کی وباء پھیل جائے اور کوئی شخص اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے، ثواب کی نیت کے ساتھ وہاں ٹھہرا رہے کہ اللہ کی مرضی کے بغیر مجھے کچھ نہیں ہوگا اور اسی حال میں فوت ہو جائے تو اسے مثل شہید کے اجر ملے گا۔

(۳۷) **کان بجنے کے وقت:** ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الصلاۃ علی النبی ﷺ میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی نقل کیا ہے، جس میں آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا ہے کہ

إِذَا طَنَّتْ أُذُنُ أَحَدِكُمْ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ وَلْيَقُلْ: ذَكَرَ اللَّهُ بِخَيرٍ مَنْ ذَكَرَنِي

جب تم میں سے کسی کے کان بجیں تو مجھ پر درود شریف پڑھا کرے اور یوں کہا کرے کہ جس نے مجھے یاد کیا ہے اللہ اس سے بہتر یاد کرنے والا ہے (الصلاۃ علی النبی ص ٦٢)

(٣٨) **چھینک کے وقت:** طبرانی نے کہا کہ ہمیں محمد بن عبداللہ حضرمی رحمۃ اللہ علیہ سہل بن صالح انطاکی رحمۃ اللہ علیہ ولید بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ سعید بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سلیمان بن موسی رحمۃ اللہ علیہ اور نافع رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ

رَأَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَقَدْ عَطِسَ رَجُلٌ إِلَى جَنبِهِ فَقَالَ الْحَمدُ للهِ وَالسَّلَامُ على رَسُولِ اللهِ فَقَالَ ابْنُ عمرَ وَأَنا أَقُول السَّلَامُ علىٖ رَسُولِ اللهِ وَلٰكِن لَيْسَ هٰكَذَا أَمَرَنَارَسُولُ اللهِ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم أَمَرَنَا أَن نقُولَ إِذَا عَطَسنَا الْحَمد للهِ على كُلِّ حَالٍ

میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ ان کے پہلو میں ایک شخص نے چھینک ماری تو اس نے کہا الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کہتا ہوں کہ السلام علی رسول اللہ لیکن اس طرح ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم نہیں دیا بلکہ یوں فرمایا کہ ہمیں جب چھینک آئے تو ہم یوں کہیں کہ الحمدللہ علی کل حال۔

ابو موسیٰ مدینی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایتً لی گئی ہے جس میں اس طرح نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ہے وہ اس طرح ہے جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے چھینک ماری تو آپ نے اسے فرمایا

لَقَد بَخِلتَ هَلَّا حَمِدتَ الله تَعالَى وَصَلَّيتَ عَلَى النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ

کہ تو نے بخل سے کام لیا ہے تو نے اللہ کی تعریف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ کیوں نہیں بھیجی؟

ایک جماعت چھینک کے وقت درود شریف پڑھنے کو مستحب جب کہ ایک جماعت چھینک کے وقت درود شریف پڑھنے کو مستحب نہیں سمجھتی۔کیونکہ یہ مقام حمد وتعریف ہے ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھینک مارنے والے کوالحمدللہ ہی کہنے کی تلقین کی ہے۔اگرچہ یہ بڑا عمل ہے مگر ہر جگہ کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں،ہر ذکر کے لیے کچھ مخصوص مقامات ہوتے ہیں جہاں دوسرا ذکر نہیں کیا جاسکتا،اسی لیے درود شریف رکوع میں ، سجدے میں ، قیام میں ، قومہ میں مشروع نہیں ہے ،ہاں آخری تشہد میں مشروع ہے۔

بلکہ ایک روایت میں یہاں تک فرمایا کہ تین مقامات پر میرا ذکر نہ کروایک کھانے کے وقت دوسرا ذبح کے وقت اور تیسرا چھینک کے وقت ، مگراس حدیث کو صحیح اور درست نہیں مانا گیا کیونکہ اس میں ایک راوی سلیمان بن عیسی سجزی نے عبدالرحیم بن زید العمی سے اس نے کثیر سے ،اس نے اپنے والد سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے

اس میں تین علتوں کا ذکر کیا گیا ہے ، جس لیے محدثین اس روایت کو درست نہیں مانتے۔

(۳۹)کوئی چیز بھول جائے اس وقت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِذَا نَسِيتُم شَيْئاً فَصَلُّوا عَلَيّ تَذكُروهُ إن شَاءَ الله (الحفظ والنسيان)

جب تم کوئی چیز بھول جاؤ تو مجھ پر درود شریف پڑھو اگر اللہ چاہے گا تو وہ چیز یاد آجائے گی۔(بحوالہ الحفظ والنسیان للحافظ رحمہ اللہ)

(۴۰)مولی کھانے اور گدھے کے رینکنے کے وقت : مولی کھانے کے وقت

درود شریف پڑھنے کی روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَكَلْتُم الفُجلَ وَأَرَدتُم أَن لَّا يُوجَد لَهَا رِيحٌ فَاذكُرُونِي عِندَ أَوَّلِ قُضمَةٍ

جب تم مولی کھاؤاور تم چاہو کہ اس میں بو نہ ہو تو پہلے کاٹنے پر ہی مجھے یاد کرو۔

(مسند دیلمی، القول البدیع علامہ سخاوی)

اور گدھے کے رینکنے کے وقت درود شریف پڑھنے کی روایت طبرانی میں ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَنهِقُ الحِمَارُ حَتَّى يَرَى شَيطَاناً أَو يَتَمَثَّلَ لَه شَيطَانٌ فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَاذكُرُوا اللّٰه وَصَلُّوا عَلَيَّ. (القول البديع)

کہ جب گدھا رینکتا ہے تو شیطان کو دیکھ کر رینکتا ہے یا شیطان اس کی شکل بناتا ہے، جب اس طرح کی بات ہو تو اللہ کو یاد کرو اور مجھ پر درود شریف پڑھو۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گدھے کے رینکنے کی وجہ سے تعوذ پڑھنے کا جو حکم ہے وہ اسی لیے ہے کہ شیطان کے شر سے اور وسوسے سے بچنے کے لیے پڑھا جاتا ہے، اس لیے اسے دور کرنے کے لیے اللہ ہی کا سہارا لیا جانا چاہیے

(۴۱) گناہ کے بعد

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الصلاۃ علی النبی ﷺ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت لائے ہیں جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صَلُّوا عَلَيّ فَإِنَّ الصَّلَاةَ عَلَيَّ كَفَّارَةٌ لَّكُم فَمَن صَلَّى عَلَيَّ مَرَّةً صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ عَشراً

مجھ پر صلاۃ بھیجو، پس بے شک مجھ پر صلاۃ بھیجنا تمہارے گناہ کا کفارہ ہے، پس جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا، اس پر اللہ دس رحمتیں نازل فرمائیں گے۔

ابن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں معاذ بن ابی کاہل رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نقل

کی ہے، کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يَا أَبَا كَاهِلٍ من صلى علی كل يَوْمٍ ثَلَاث مَرَّات وكل لَيْلَة ثَلَاث مَرَّات حبا وشوقاً إِلَيّ كَانَ حَقًّا علی الله أَن يغْفر لَهُ ذنُوبه تِلْكَ اللَّيْلَة وَذَلِكَ الْيَوْم(الصلاۃ علی النبی ﷺ)

اے ابو کاہل ! جو شخص ہر روز مجھ پر تین بار اور ہر رات تین بار محبت اور شوق سے درود شریف پڑھے گا اللہ پر حق ہے کہ وہ اس کے آج رات کے اور آج دن کے گناہ معاف کر دے

ابوالشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الصلاۃ علی النبی ﷺ میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صلوا عَلَيّ فَإِن الصَّلَاة عَلَيّ زَكَاةٌ لَّكُم

مجھ پر درود شریف پڑھا کرو، پس بے شک درود شریف تمہارے لیے پاکیزگی ہے۔

زکوۃ کا ایک معنی بڑھنا بھی ہے ،تو جو شخص آپ ﷺ پر درود شریف پڑھے تو یہ اس کے لیے زکاۃ ہے ،زکوۃ بڑھنے کے معنی میں ہو تو اس کا مطلب یہ ہے جو شخص آپ ﷺ پر درود شریف پڑھے گا یہ اس کے لیے برکت کا ذریعہ ہے ، پاکیزگی کا ذریعہ ہے ، اس سے پہلے والی روایت میں کفارہ کا ذکر آیا ہے یعنی درود شریف پڑھنے سے اس کے گناہ مٹ جائیں گے ، تو دو حدیثیں آگئیں کہ آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھنے سے نفس کو رذائل سے طہارت حاصل ہوگی اور اس کے لیے بڑھوتری اور کمالات و فضائل میں زیادتی حاصل ہوگی۔ان دونوں کاموں کی وجہ سے نفس کو کمال حاصل ہوگا، تو معلوم ہوا کہ نفس کو کمال نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر صلاۃ وسلام بھیجنے کی وجہ سے حاصل ہوگا، جو کہ آپ ﷺ کی پیروی اور محبت کے لوازم میں سے ہے اور آپ ﷺ کو تمام مخلوقات میں سے مقدم رکھنا ہے۔

(۴۲) حاجت کے وقت

حاجت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کے بارے میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں نماز صبح اور نماز مغرب کے بعد درود شریف پڑھنے کا ذکر ہے، فضالہ اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں بارہ رکعتوں کا ذکر ہے، جو دن یا رات میں پڑھی گئی ہوں، ان میں ہر دو رکعتوں کے بعد تشہد پڑھی گئی ہو، اس روایت میں ہے کہ

تُصَلِّي اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ تَشَهَّدُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ، فَإِذَا جَلَسْتَ فِي آخِرِ صَلَاتِكَ فَأَثْنِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَبِّرْ وَاسْجُدْ، وَاقْرَأْ وَأَنْتَ سَاجِدٌ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ قُلِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِمَعَاقِدِ الْعِزِّ مِنْ عَرْشِكَ، وَمُنْتَهَى الرَّحْمَةِ مِنْ كِتَابِكَ، وَاسْمِكَ الْأَعْظَمِ، وَجَدِّكَ الْأَعْلَى، وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ، ثُمَّ تَسْأَلُ بَعْدَ حَاجَتِكَ، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَسَلِّمْ عَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ، وَاتَّقِ السُّفَهَاءَ أَنْ تُعَلِّمُوهَا فَيَدْعُونَ رَبَّهُمْ فَيُسْتَجَابَ لَهُمْ (الدعوات الكبيرلا ابوبكرالبيهقى ۱۸/۲)

تو دن رات میں بارہ رکعتیں ادا کر، ہر دو رکعت کے درمیان تشہد کر، جب تو اپنی نماز کے آخر میں بیٹھے تو اللہ عزوجل کی ثناء کر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھ، پھر اللہ اکبر کہہ اور سجدہ کر، سجدے کے حالت میں تو سورۃ الفاتحہ سات بار پڑھ، آیۃ الکرسی سات بار پڑھ، اور دس باریوں کہہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ،

پھر یوں کہو، اے اللہ! میں تجھ سے تیرے عرش کی عزت کی گرہوں کے واسطے تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں تیری کتاب کی منتہائے رحمت کے ذریعے تجھ سے سوال

کرتا ہوں، میں تیرے اسم اعظم کے ذریعے سوال کرتا ہوں، میں تیری اونچی ذات سے سوال کرتا ہوں، میں تیرے مکمل کلمات کے ذریعے تجھ سے سوال کرتا ہوں، اس کے بعد اپنی حاجت کا سوال کرو، پھر اپنے سر کو اٹھاؤ، پھر دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرو، بے وقوف لوگوں کو یہ دعا سکھانے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ اپنے رب سے دعا کریں گے اور ان کی دعا قبول کی جائے گی۔

اس روایت میں **معاقدالعزمن عرشک** کے معنی کے بارے میں محدثین کرام نے واللہ اعلم کا جملہ ذکر کیا ہے، علامہ سخاوی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ **عقدت هذا الامر بفلان** اس لیے کہتے ہیں کہ وہ شخص امانت دار ہوتا ہے، مضبوط ہوتا ہے، امانت کو جانتا ہے، قوت اور علم یہ دونوں چیزیں معاقدالامر ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان اسباب کے ذریعے جن کے ساتھ تو نے اپنے عرش کو عزت دی ہے، جیسے تو نے عرش عظیم، عرش الکریم، عرش المجید کے الفاظ کے ساتھ اپنے عرش کو اعزاز بخشا ہے۔

منتہی الرحمۃ کا مطلب یہ ہے تیری وہ رحمتیں جن کا تو نے اپنی عظیم الشان کتاب میں ذکر کیا ہے، وہ آیات جن میں تیری رحمت کی وسعتوں کا ذکر ہے، اپنے بندوں پر تیرے بہت زیادہ انعامات کا ذکر ہے۔

(۴۳) تمام حالات میں

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مَا شَهِدَ عَبْدُ اللَّهِ مَجْمَعًا، وَلَا مَأْدُبَةً فَيَقُومُ حَتَّى يَحْمَدَ اللَّهَ، وَيُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنْ كَانَ مِمَّا يَتَّبِعُ أَغْفَلَ مَكَانَ فِي السُّوقِ فَيَجْلِسُ فِيهِ، وَيَحْمَدُ اللَّهَ، وَيُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج٦ص١٠٢)

حضرت عبداللہ بن عمر رحمۃ اللہ علیہ کسی مجمع میں، کسی دستر خوان پر حاضر ہوتے تو کھڑے ہو کر اللہ کی تعریف کرتے اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے، حتی کہ بازار میں بھی وہ اللہ کی تعریف کرتے اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع میں شیخ ابو حفص عمر بن الحسن سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت نقل کی ہے جو انہوں نے اپنے بعض اساتذہ سے سنی، کہتے ہیں کہ میں نے حرم شریف میں ایک آدمی کے بارے میں سنا کہ وہ نبی کریم ﷺ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہے، حرم میں ہو، بیت اللہ میں ہو یا عرفات و منیٰ میں ہو وہ ہر جگہ نبی کریم ﷺ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہے، میں نے اس سے کہا: اے شخص ہر جگہ اور موقع کی عبادات ہیں مگر تو نہ کوئی دعا مانگتا ہے، نہ نفل ادا کرتا ہے بس ہر جگہ پر درود شریف ہی پڑھتا جا رہا ہے؟

اس نے کہا کہ میں خراسان سے حج کرنے کے لیے نکلا، میرے والد میرے ساتھ تھے، جب ہم کوفہ پہنچے تو میرے والد بیمار ہو گئے، ان کی بیماری زیادہ ہو گئی تو وہ فوت ہو گئے، ان کے چہرے کو میں نے ایک چادر کے ساتھ ڈھانپ دیا، پھر میں ان سے غائب ہو گیا، پھر میں ان کی طرف واپس آیا، واپسی پر میں نے ان کا چہرہ کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان کی صورت گدھے جیسی ہے، اس وقت مجھے سخت تشویش ہوئی، میں سخت غمگیں ہوا، میں نے اس وقت اپنے آپ کو کہا میں یہ حال لوگوں پر کیسے ظاہر کروں؟ جس میں میرے والد ہیں۔

چنانچہ میں اپنے والد کی میت کے پاس غم زدہ ہو کر بیٹھ گیا، مجھے اسی حال میں نیند آگئی، میں سو گیا، اسی دوران میں نے خواب میں دیکھا گویا ایک آدمی ہمارے پاس آیا، وہ میرے والد کی طرف آیا اور اس نے ان کے چہرے سے

کپڑا اٹھایا، اس کی طرف دیکھا اور اسے پھر سے ڈھانپ دیا، اس نے مجھے کہا کہ یہ کیا غم ہے جس میں تم مبتلا ہو گئے ہو، میں نے کہا کہ میں کیوں پریشان اور غم زدہ نہ ہوں اور میرے والد کو یہ تکلیف پہنچی ہے، اس شخص نے کہا کہ تم خوش ہو جاؤ، اللہ نے تمہارے والد سے یہ تکلیف دور کر دی ہے، پھر میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، میں نے اس شخص کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ تیرا آنا مبارک ہے، اس شخص نے کہا کہ میں مصطفٰے ہوں، جب اس نے یہ کہا تو میں بہت زیادہ خوش ہو گیا، میں نے اس شخص کی چادر کے کنارے کو پکڑ لیا، پھر میں نے اسے اپنے ہاتھ پر لپیٹ لیا اور میں نے کہا: اے میرے آقا! یا رسول اللہ! اللہ کے واسطے مجھے بتائیے کہ قصہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ تیرا والد سود کھاتا تھا، اور اللہ کے فیصلوں میں سے یہ ہے کہ سود کھانے والے کا چہرہ موت کے وقت اللہ تعالیٰ گدھے جیسا بنا دیتے ہیں، لیکن تیرے والد کی عادت یہ تھی کہ وہ رات کو اپنے پہلو کو بستر پر لے جانے سے پہلے سو بار مجھ پر درود شریف پڑھتا تھا، جب اس کی یہ مشقت میرے سامنے پیش کی گئی سود کھانے کی وجہ سے تو میرے پاس میری امت کے اعمال پیش کرنے والا فرشتہ آیا، اس نے مجھے تیرے والد کی یہ حالت دکھائی تو میں نے اللہ سے التجا کی تو اس نے تیرے والد کے بارے میں میری سفارش قبول کی۔ اتنی بات ہوئی تھی کہ میری آنکھ کھل گئی، پھر میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔

پھر میں نے اللہ کی تعریف کی، اس کا شکر ادا کیا، اور اپنے والد کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گیا، ایک گھڑی والد کی قبر کے قریب بیٹھا، اسی دوران مجھے اونگھ سی

آگئی ، میں سونے اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا کہ ایک آواز دینے والے نے آواز دی ،وہ مجھے کہہ رہا تھا کیا تو اس عنایت ومہربانی کو جانتا ہے جو تیرے والد کے ساتھ ہوئی ہے ،اس کا سبب کیا ہے ؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا،اس نے کہا: کہ اس عنایت ومہربانی کا سبب الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ ہے ،اس کے بعد میں نے قسم کھالی کہ میں الصلاۃ والسلام علی رسول اللہ نہیں چھوڑوں گا،میں جس حال میں ہوں جس جگہ پر ہوں وہاں نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھتا ہوں ۔(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

اسی طرح کی ایک حکایت ابن بشکوال رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالواحد بن زید سے نقل کی ہے کہ میں حج کرنے گیا تو میرے ساتھ ایک آدمی بھی تھا،جو اٹھتے ،بیٹھتے،آتے جاتے نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر صلاۃ وسلام پڑھتا تھا،میں نے اس سے اس بارے میں پوچھا،اس نے کہا کہ میں تجھے اس بارے میں بتاؤں گا،میں کئی سالوں سے مکہ کی طرف نکلتا ہوں ،میرے ساتھ میرے والد ہوتے تھے ،جب ہم واپس لوٹتے تو بعض مقامات پر ہم قیلولہ کرتے ،اسی دوران میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا،اس نے مجھے کہا،اٹھ ،اللہ نے تیرے والد کو موت دے دی ہے اور اس کا چہرہ سیاہ کر دیا ہے ،چنانچہ میں ڈرے ہوئے اٹھا۔

میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو واقعی والد مرا ہوا تھا اور اس کا چہرہ سیاہ تھا،اس وجہ سے مجھے خوف طاری ہو گیا،میں اسی غم کی کیفیت میں تھا کہ پھر میری آنکھ لگ گئی ،میں سو گیا،اچانک میرے والد کے پاس چار سیاہ رنگ کے آدمی کھڑے تھے ،جن کے ہاتھ میں لوہے کے ستون تھے ،جو اس کے سر کے پاس ،اس کے پاؤں کے پاس، دائیں اور بائیں طرف تھے۔

اسی دوران ایک آدمی چلتے ہوئے آیا، جس کا چہرہ خوبصورت تھا اور وہ دو سبز رنگ کے کپڑوں میں ملبوس تھا، اس نے انہیں کہا کہ تم یہاں سے دور ہٹو، اس نے میرے والد کے اوپر سے کپڑا ہٹایا اور اپنا ہاتھ ان کے چہرے پر پھیرا، پھر میرے پاس ایک آنے والا آیا، اس نے مجھے کہا: اٹھ، اللہ نے تیرے والد کے چہرے کو سفید کر دیا ہے، میں نے اس شخص سے پوچھا میرے ماں باپ قربان ہو جائیں، آپ کون ہیں؟ اس شخص نے کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، چنانچہ میں نے اپنے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ واقعی ان کا چہرہ سفید ہے، ان کا معاملہ درست ہو گیا تو میں نے ان کو دفنا دیا۔

اسی حکایت کے ساتھ ملتی جلتی ایک اور حکایت ہے، جسے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے حج کرنے والے لوگوں میں ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہے، میں نے اسے کہا کہ یہ جگہ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف وثناء کی ہے، اس نے کہا: میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں اپنے شہر میں تھا، میرا ایک بھائی تھا، جو فوت ہو گیا، میں نے جب اسے دیکھا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا تھا۔

میرا تو خیال یہ تھا کہ سارا گھر سیاہ ہو گیا ہے، اس بات نے مجھے پریشان کر دیا، بھائی کی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جا رہی تھی، اسی دوران گھر میں ایک آدمی داخل ہوا، جس کا چہرہ چراغ کی طرح چمک رہا تھا، اس نے میرے بھائی کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر پھیرا تو بھائی کے چہرے سے کالا پن ختم ہو گیا، اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہو گیا۔

جب میں نے اس طرح بھائی کو دیکھا تو میں خوش ہو گیا، میں نے اس شخص سے

پوچھا کہ اللہ تجھے بہترین جزادے جو تونے کیا، تو کون ہے ؟اس نے کہا: میں وہ فرشتہ ہوں جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ وسلام پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، میں ایسے ہی کیا کرتا ہوں،اور آپ کا بھائی ان لوگوں میں سے تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرتا تھا،اس کے ایک کام کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہوا تھا، پھر اللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی برکت سے اس سے وہ سیاہی ختم کردی۔(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

ابو نعیم اور ابن بشکوال نے حضرت سفیان ثوری سے ہی نقل کیا ہے،وہ کہتے ہیں کہ میں حج کے اعمال میں مصروف تھا کہ ایک نوجوان آیا،وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا اور نہ ہی رکھتا تھا مگر درود شریف پڑھتا تھا،اللھم صل علی محمد و علی آل محمد، میں نے اس سے پوچھا کہ تو یہ جانتے ہوئے پڑھتا ہے؟اس نے کہا کہ ہاں، پھر اس نے کہا: تو کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔

اس نے پوچھا، عراق کا رہنے والا؟ میں نے کہا کہ ہاں،اس نے پوچھا کہ کیا تو اللہ کی معرفت رکھتا ہے؟میں نے کہا کہ ہاں،اس نے پوچھا کہ تو اللہ کو کیسے پہچانتا ہے ؟ میں نے کہا کہ اللہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے،دن کو رات میں داخل کرتا ہے ماں کے رحم میں صورتیں بناتا ہے،اس نے پوچھا،اے سفیان! تو اللہ کو اس طرح نہیں پہچانتا جس طرح اسے پہچاننے کا حق ہے،میں نے کہا کہ تو اللہ کو کیسے پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کہ ارادوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے پہچانتا ہوں،جب بھی میں کوئی ارادہ اور عزم کرتا ہوں تو اسے جب ٹوٹتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میں جان لیتا ہوں کہ میرا کوئی رب ہے جو میرے کاموں کی تدبیر کرتا ہے،میرے کاموں کو بناتا اور بگاڑتا ہے۔

سفیان ثوریؒ نے اس نوجوان سے پوچھا کہ آپ نبی کریم ﷺ پر جو ہر وقت صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ اس نوجوان نے اس کے جواب میں کہا کہ میں حج کر رہا تھا میرے ساتھ میری والدہ بھی تھی، میں نے اپنی ماں کے ہمراہ بیت اللہ شریف میں داخل ہونا چاہا، مگر میری والدہ گر پڑیں، ان کے پیٹ پر زخم آیا اور ان کا چہرہ سیاہ ہو گیا، میں اپنی ماں کے پاس پریشان ہو کر بیٹھ گیا، پھر میں نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیے، اور عرض کرنے لگا، اے میرے رب! تو ایسے ہی کرتا ہے ان لوگوں کے ساتھ جو تیرے گھر میں داخل ہونا چاہتے ہیں؟ پس اچانک تہامہ کی طرف سے ایک بادل اٹھا تو اچانک ایک آدمی نمودار ہوا جس نے سفید لباس زیب تن کیا ہوا تھا، وہ بیت اللہ میں داخل ہو گیا، اس نے اپنا ہاتھ میری والدہ کے چہرے کی طرف پھیرا تو چہرہ سفید ہو گیا، اس نے اپنا ہاتھ میری والدہ کے پیٹ کی طرف پھیرا تو ورم ٹھیک ہو گیا۔

پھر وہ شخص جانے لگا تو میں اس کے کپڑوں کے ساتھ لپٹ گیا، میں نے کہا آپ کون ہیں؟ جس کی وجہ سے میری یہ مصیبت ٹل گئی، اس نے کہا کہ میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ کوئی وصیت ہی فرما دیجیے، فرمایا: تم جو قدم اٹھاؤ یا جو قدم رکھو تو اس وقت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر درود شریف پڑھا کرو

(۴۴) کسی پر الزام لگے اور وہ بری ہو اس وقت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

جَاءُوا بِرَجُلٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهِدُوا عَلَيْهِ أَنَّهُ سَرَقَ نَاقَةً لَهُمْ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطَعَ فَوَلَّى الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ صَلَاتِكَ شَيْءٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ

حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْ بَرَكَاتِكَ شَيْءٌ، وَسَلِّمْ عَلَى مُحَمَّدٍ حَتَّى لَا يَبْقى مِنَ السَّلَامِ شَيْءٌ، فَتَكَلَّمَ الْجَمَلُ فقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُ بَرِيءٌ مِنْ سَرِقَتِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ يَأْتِينِي بِالرَّجُلِ؟» فَابْتَدَرَهُ سَبْعُونَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَجَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «يَا هَذَا مَا قُلْتَ آنِفًا وَأَنْتَ مُدْبِرٌ؟» فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِذَلِكَ نَظَرْتُ إِلَى الْمَلَائِكَةِ يَخْتَرِقُونَ سِكَكَ الْمَدِينَةِ حَتَّى كَادَ أَنْ يَحُولَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ الْمَلَائِكَةُ " ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَتَرِدَنَّ عَلَى الصِّرَاطِ وَوَجْهُكَ أَضْوَأُ مِنَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ(الدعاللطبرانی ۳۲۲/۱، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

لوگ ایک شخص کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پکڑ کر لائے اور انہوں نے اس کے خلاف گواہی دی کہ اس نے ان کی اونٹنی چوری کی ہے، نبی کریم ﷺ نے اس شخص کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا،اس شخص نے پیٹھ پھیری اور وہ یہ کہہ رہا تھا،اے اللہ !حضرت محمد ﷺ پراس قدرر حمتیں نازل فرما کہ اس کے علاوہ تیری کوئی رحمت باقی نہ رہے۔اور حضرت محمد ﷺ پر ایسی سلامتی نازل فرما کہ اس کے علاوہ کوئی سلامتی باقی نہ رہے۔ اور حضرت محمد ﷺ پر ایسی برکت نازل فرما کہ اس کے سوا کوئی برکت باقی نہ رہے ۔اس نے اتنا کہا ہی تھا کہ اونٹنی بول پڑی کہ اے محمد !(ﷺ) یہ شخص مجھے چوری کرنے سے بری ہے۔آپ ﷺ نے پوچھا کہ اسے کون لایا تھا؟ چنانچہ بدر والوں میں سے ستر آدمی آگے بڑھے اور اس شخص کو لائے آپ ﷺ نے اس شخص سے پوچھا کہ جاتے وقت تو نے کیا کلمات کہے تھے، چنانچہ اس نے وہ کلمات آپ ﷺ کے سامنے ذکر کیے،آپ ﷺ نے فرمایا اسی لیے میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ مدینے کی گلیوں میں گھور رہے تھے،قریب تھا کہ

وہ میرے اور تیرے درمیان حائل ہو جاتے ، پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تو قیامت کے دن پل صراط پر آئے گا اور تیرا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا ہو گا۔

القول البدیع میں ایک روایت ایسی ذکر کی گئی ہے جس میں ذکر ہے کہ اس اونٹنی نے چیخ ماری کہ اس شخص کے ہاتھ نہ کاٹنا، جب اس شخص سے پوچھا گیا کہ تو کیسے بچ گیا تو اس نے کہا کہ میں ہر روز نبی کریم ﷺ پر سو بار درود شریف پڑھتا ہوں ، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کہ تو دنیا اور آخرت کے عذاب سے نجات پا چکا ہے۔

(۴۵) بھائیوں میں ملاقات کے وقت

بھائیوں سے ملاقات کے وقت صلاۃ وسلام پڑھنے کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

مَا مِنْ عَبْدَيْنِ مُتَحَابَّيْنِ فِي اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، يَسْتَقْبِلُ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ، فَيُصَافِحُهُ، وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا لَمْ يَتَفَرَّقَا حَتَّى تُغْفَرَ ذُنُوبُهُمَا، مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا، وَمَا تَأَخَّرَ (معجم ابویعلی موصلی)

دو بندے اللہ کے لیے محبت رکھنے والے، ان میں سے ایک جو اپنے ساتھی کا استقبال کرتا ہے، پھر اس سے مصافحہ کرتا ہے اور نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام پڑھتے ہیں، ان کے ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے اللہ ان دونوں کے اگلے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو جہاں ضعیف مانا ہے وہاں اسے غریب بھی قرار دیا ہے، لیکن چونکہ یہ فضائل کا مقام ہے اور فضائل کے مقام میں ضعیف روایت بھی کام دے دیتی ہے، اس لیے اس میں کسی قسم کا اشکال نہیں ہونا چاہیے ،

کیونکہ دیگر روایات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھنے کا ذکر موجود ہے۔

(۴۶)کلام کی ابتدامیں: القول البدیع میں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہر کام جس میں اللہ کا ذکر نہ ہو اور مجھ پر صلاۃ نہ ہو وہ بے برکت ہوتا ہے ۔ (مسند الفردوس)

(۴۷)علم کی تشہیر، وعظ وقرأت حدیث کے وقت

اسماعیل بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فضل الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گورنروں کو ایک خط لکھا جس میں فرمایا

أما بعد فَإِن أُنَاسًا من النَّاس قد التمسوا الدُّنْيَا بِعَمَل الْآخِرَة وَإِن من الْقصاص من قد أَحْدَثُوا فِي الصَّلَاة على خلفائهم وأمرائهم عدل صلَاتهم على النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَإِذا جَاءَك كتابي هَذَا فمرهم أَن تكون صلَاتهم على النَّبِيين ودعاؤهم لِلْمُسلمين عَامَّة ويدعوا مَا سوى ذَلِك

لوگوں میں سے کچھ لوگ آخرت کے عمل کے بدلے دنیا تلاش کرتے ہیں، قصہ گو لوگوں میں سے کچھ ایسے بدعتی واقع ہوئے ہیں کہ وہ جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ پڑھی جاتی ہے اس طرح اپنے خلفاء اور امراء پر پڑھتے ہیں، جب میرا خط تمہارے پاس پہنچے تو انہیں حکم دیجیے کہ وہ انبیاء پر صلاۃ بھیجیں اور عام مسلمانوں کے لیے دعا کریں اور جس کے لیے چاہیں دعا مانگیں۔

اور اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درود وسلام بھیجیں، اس لیے کہ یہ تبلیغ علم کا موقع ہے ، جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اور اپنی امت میں پھیلایا۔ یہ اعمال میں افضل عمل ہے اور بندے کے لیے دنیا اور آخرت میں نفع کے لحاظ سے بڑا عمل ہے۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب القول البدیع میں لکھتے ہیں کہ منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے، انہوں نے فرمایا: مجھے اللہ نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا کہ منصور! تم ہی ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں! فرمایا کہ کیا تم ہی لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی دلاتے ہو اور خود اس کی رغبت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں، ایسا ہی ہوتا تھا، لیکن جب بھی میں نے کوئی مجلس قائم کی تو سب سے پہلے آپ کی حمد و ثناء اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں اور آپ کے بندوں کو وعظ و نصیحت کرتا رہا ہوں، اللہ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا، پھر اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ اس کے لیے آسمان پر کرسی بچھاؤ تاکہ وہ میرے فرشتوں کے سامنے میری بزرگی بیان کرے، جیسے میرے بندوں کے درمیان میری بزرگی بیان کرتا تھا۔ (القول البدیع)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف پڑھتے وقت اس قدر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا چاہیے جیسے تلبیہ پڑھتے وقت درود شریف پڑھا جاتا ہے، مگر ایسا نہ ہو کہ حدیث شریف سننے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو، نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کی عزت، تکریم اور تعظیم کرنا ہم پر لازم ہے جیسے آپ ﷺ کی زندگی میں لازم تھا۔

بو علی شاذان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک جوان آیا، اس نے کہا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مسجد ابو علی شاذان میں جاؤ، جب وہ ملیں تو ان کو میری طرف سے سلام کہہ دینا، حضرت بو علی رحمۃ اللہ علیہ رو پڑے، اور عرض کیا کہ اس شرف کو حاصل کرنے کے لیے میرے پاس کوئی عمل نہیں، سوائے اس بات کے کہ حدیث شریف کی تلاوت پر جما ہوں، جس کی وجہ

سے بار بار نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں۔(القول لبدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

حضرت ابو عروبہ الحرانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا میں حدیث پاک کی تلاوت کی برکت ہی نبی کریم ﷺ پر درود شریف کے ذریعے سے ہے اور انشاء اللہ آخرت میں جنت کی نعمتیں بھی اسی پر ہیں، نیز فرمایا کہ میرے نزدیک حدیث شریف کی تلاوت تسبیح سے بہتر نہ ہوتی تو میں حدیث بیان نہ کرتا۔

ایک شخص نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تو انہوں نے اسے فرمایا کہ سب سے افضل اعمال میں جناب نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنا ہے اور درود شریف پڑھنا ہے اور فرمایا سب سے افضل درود شریف وہ ہے جو حدیث کی نشر و اشاعت کے وقت یا املاء لکھوانے کے وقت، زبان سے اس کو یاد کرتے وقت اور لکھتے وقت پڑھا جائے اور رغبت کی جائے اور اس سے خوش ہوا جائے۔(البدیع)

ابو احمد الزاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالٰی کی کتاب کے بعد نبی کریم ﷺ کی احادیث کا علم دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ نفع مند اور زیادہ مبارک اور افضل علم ہے، کیونکہ اس میں نبی کریم ﷺ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھا جاتا ہے، یہ باغیچے کی طرح ہے، جس میں آپ ہر خیر اور نیکی اور فضیلت کو پائیں گے۔(القول البدیع)

ابو عبداللہ بن احمد بن عثمان طلیطلی رحمۃ اللہ علیہ جب مناظرہ شروع کرتے تو اللہ کے ذکر اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف کے ساتھ شروع کرتے تھے، اس کے بعد دو یا تین حدیثیں پڑھتے اور کچھ نصیحت بھری باتیں بتلاتے اور اس کے بعد کچھ مسائل کا تذکرہ کرتے۔ (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

(۴۸)فتویٰ نویسی کے وقت

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مفتی فتویٰ دینے کا ارادہ کرے تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ شیطان سے پناہ مانگے اور اللہ تعالیٰ کا نام اس کی تعریف کے ساتھ لے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے، اور یوں کہے لاحول ولاقوۃ الاباللہ اور یوں کہے

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي (۲۵) وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي (۲۶) وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي (۲۷) يَفْقَهُوا قَوْلِي (۲۸)(طٰہٰ)

اے میرے رب! میرے سینے کو کھول دے اور میرے کاموں کو آسان کردے اور میری زبان کی گرہ (لکنت) کو کھول دے کہ یہ لوگ میری بات کو سمجھ لیں

اس کے بعد مسئلہ پوچھنے والا دعا سے یا حمد سے یا درود شریف سے غافل ہو تو مفتی اسے خبر دار کرے، اور فتوی کے آخر میں واللہ اعلم لکھے۔(القول البدیع)

(۴۹)آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لکھتے وقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کتاب میں میرے اوپر درود شریف لکھو، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا فرشتے تب تک اس شخص کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات بھی اس بارے میں موجود ہیں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن محدثین جب اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے تو ان کے ہاتھ میں خوشبو کی دوات ہوگی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ تم بہت مدت تک میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے اور لکھتے رہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرا ایک ساتھی حدیث شریف سیکھا کرتا تھا اس کا انتقال ہو گیا، میں نے اسے خواب میں دیکھا تو وہ نہایت خوش و خرم نئے قسم کے سبز لباس پہنے ہوئے ہے، میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ حالت کیسے ملی؟ کہنے لگے میں جب حدیث شریف لکھتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے نیچے صلی اللہ علیہ وسلم لکھ لیا کرتا تھا، اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ سب کچھ عنایت فرمایا ہے، جسے تم دیکھ رہے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسی کی برکت سے میری بخشش فرمادی ہے۔(القول البدیع البدیع فی الصلاۃ الحبیب الشفیع)

حضرت حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، وہ فرمارہے تھے اے ابو علی! کتابوں میں ہمارے ہاتھوں سے لکھا ہوا درود شریف تم دیکھ لیتے تو حیران ہو جاتے کہ وہ ہمارے سامنے چمک رہا ہے۔(القول البدیع)

ابوالحسن میمونی نے شیخ ابو علی الحسن بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ ان کی انگلیوں پر سونے کے رنگ سے بہت اچھی چیزیں لکھی ہوئی ہیں، میں نے ان سے پوچھا، اے استاذ! یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لکھنے کی وجہ سے ہے۔

شیخ علی بن عبدالکریم دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن الامام زکی الدین منذری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا کہ ہم جنت میں داخل ہو گئے، پھر ہم نے ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا تو انہوں نے کہا کہ خوش خبری لے لو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ہاتھ سے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔(القول البدیع)

ابو سلیمان محمد الحرانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ہمسائے فضل نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ جب تم حدیث شریف لکھتے ہو یا میرا نام یاد کرتے ہو تو مجھ پر درود شریف کیوں نہیں پڑھتے ؟ اس کے مدت بعد دوبارہ نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جو تم نے مجھ پر درود شریف پڑھا ہے وہ پہنچا ہے، جب تم مجھ پر درود شریف پڑھو یا میرا تذکرہ کرو تو کہو ﷺ۔ (القول البدیع)

ابو سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو سلیمان ! جب حدیث میں میرا ذکر کرتے ہو تو مجھ پر درود شریف پڑھا کرو، اگر "وسلم" کہنا چھوڑ دیا تو گویا چالیس نیکیاں چھوڑ دیں کہ اس میں چار حروف ہیں، ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن الحکیم رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ اللہ جل شانہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ نے رحم کر دیا ہے اور میری بخشش فرمادی ہے، اور مجھے جنت کی طرف بھیج دیا ہے، جیسے شب زفاف میں دلہن کو اس کے خاوند کی طرف روانہ کیا جاتا ہے، اور میرے اوپر پھول نچھاور کیے گئے ہیں، تو میں نے پوچھا کہ مجھے یہ اعزاز کیسے ملا؟ ایک کہنے والے نے کہا کہ آپ کو یہ شرف اور اعزاز اس لیے ملا کہ آپ نے اپنی کتاب الرسالہ من الصلاۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں درود شریف لکھا ہے۔ میں نے کہا وہ کون سا درود شریف ہے تو جواب ملا

صَلَّی اللہ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا ذَکَرَہ الذَّاکِرُونَ وَعَدَدَ مَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الغَافِلُونَ

بیہقی میں ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور ان سے

پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری بخشش ہو گئی، پوچھا کہ کس عمل کی وجہ سے؟فرمایا کہ وہ پانچ کلمات ہیں جن سے میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا کرتا تھا،پوچھا وہ کیا ہیں؟فرمایا وہ یہ ہیں

اَللّٰھمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍعَدَدَمَن صَلّٰی عَلَیہِ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍبِعَدَدِ مَن لَّم یُصَلِّ عَلَیہِ وَصَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ کَمَااَمرتَ اَن یُّصَلِّیَ عَلَیہِ وَصَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ کَمَاتُحِبُّ اَن یُّصَلِّیَ عَلَیہِ وَصَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ کَمَایَنبَغِی الصَّلَاۃ عَلَیہِ

اے اللہ ! حضرت محمد ﷺ پر رحمت بھیجیے،درود شریف پڑھنے والوں کی تعداد کے بقدر اور رحمت بھیجیے حضرت محمد ﷺ پر درود شریف نہ پڑھنے والوں کی تعداد کے بقدر،اور رحمت بھیجیے حضرت محمد ﷺ پر ایسی رحمت کہ جس کا آپ نے ہمیں حکم دیا ہے اور رحمت بھیجیے حضرت محمد ﷺ پر جیسی رحمت آپ کو پسند ہو،اور رحمت بھیجیے ایسی رحمت جو نبی کریم ﷺ کے شایان شان ہو۔بیہقی بحوالہ القول البدیع)

ابو اسحاق ابراہیم بن دارم الدارمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں احادیث کی تخریج کے لیے لکھا کرتا تھا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً،میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی گویا میری چیزوں میں سے ایک قلم دست مبارک میں لیا اور فرمایا کہ **ھذا جیدٌ** یہ بہتر ہے۔

حسن بن رشیق رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ بڑی اچھی حالت میں ہیں،پوچھا کہ یہ بہترین حالت کس عمل کی وجہ سے ہے؟انہوں نے کہا کہ بہت زیادہ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے ہے۔(القول البدیع)

ابو موسیٰ المدینی رحمۃ اللہ علیہ نے محدثین کی ایک جماعت کے بارے میں لکھا کہ لوگوں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ بتارہے تھے کہ ان کی مغفرت کر دی گئی، اس وجہ سے کہ وہ ہر حدیث پر نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی پر صلی اللہ علیہ وسلم

لکھا کرتے تھے۔

(۵۰) مساجد کے پاس سے گزرتے وقت

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب فرماتے ہیں

إِذَا مَرَرْتُمْ بِالْمَسَاجِدِ فَصَلُّوا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فضل الصلاۃ علی النبی)

جب تم مسجدوں کے پاس سے گزرو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرو۔

(۵۱) حجرِ اسود کو بوسہ دیتے وقت

حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب حجر اسود کو بوسہ دینے کا ارادہ کرتے تو یوں فرماتے تھے

اللّٰهُمَّ إِيمَانًا بك وَتَصْدِيقًا بكتابك وَسنة نبيك صلى الله عَلَيْهِ وَسلم ويستلمه

اے میرے اللہ! تیری ذات پر ایمان رکھتے ہوئے، تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے، تیرے نبی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے، اس کے بعد وہ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے۔ (جلاء الافہام)

(۵۲) گھر میں داخل ہوتے وقت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَقْرُ وَضِيقُ الْعَيْشِ أَوِ المَعَاشِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخلتَ مَنْزِلَكَ فَسَلِّمْ إِنْ كَانَ فِيهِ أَحدٌ أَو لَم يَكُن فِيهِ أَحَدٌ ثمَّ سَلِّم عَلَيّ واقرأ {قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ} الْإِخْلَاص مرّةً وَاحِدَةً فَفَعل الرَّجُلُ فَأَدَرَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ الرِّزْقَ حَتَّى اَفَاضَ عَلَى جِيرَانِه وَقُرَابَاتِهِ (جلاء)

اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فقر و فاقے کی شکایت کی یا تنگیٔ معاش کی شکایت کی، تو آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو سلام کیا کر، اس میں کوئی موجود ہو یا نہ ہو، پھر مجھ پر سلام بھیجا کر، اور ایک بار سورۃ الاخلاص پڑھ لیا کر، اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر رزق کے دھانے کھول دیے، یہاں تک کہ وہ اس کے پڑوسیوں اور قریبیوں کے لیے بھی عام ہو گیا۔

(۵۳) نمازوں کے بعد

عبدالغنی بن سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اسماعیل بن احمد بن اسماعیل رضی اللہ عنہ حاسب کو سنا، انہوں نے کہا کہ مجھے ابو بکر محمد بن عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکر بن مجاہد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ

كنت عِنْد أبي بكر بن مُجَاهِد فجاء الشبلي فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو بكر بن مُجَاهِد فعانقه وَقبل بَين عَيْنَيْهِ فَقلت لَهُ يَا سَيِّدي يفعل هَذَا بالشبلي وَأَنت وَجَمِيع من بِبَغْدَاد يتصورونه أَنه مَجْنُون فَقَالَ لي فعلت بِهِ كَمَا رَأَيْت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يفعل بِهِ وَذَلِكَ أَنِّي رَأَيْت رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي الْمَنَام وَقد أقبل الشبلي فَقَامَ إِلَيْهِ وَقبل بَين عَيْنَيْهِ فَقلت يَا رَسُول الله أتفعل هَذَا بالشبلي فَقَالَ هَذَا يقْرَأ بعد صلَاته {لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنفسكُم} التَّوْبَة 128 إِلَى آخرهَا ويتبعها بِالصَّلَاةِ عَليّ (جلاء الافهام)

حضرت شبلی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، ابو بکر بن مجاہد رضی اللہ عنہ ان کے لیے اٹھے اور ان سے گلے ملے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا، میں نے عرض کیا، اے میرے سردار! شبلی کے ساتھ یہ سلوک، آپ اور تمام وہ لوگ جو بغداد میں ہیں وہ اسے پاگل خیال کرتے ہیں، تو انہوں نے مجھے کہا: میں اسی طرح کرتا ہوں جس طرح میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے، وہ اس طرح کہ میں نے نبی کریم

ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی آئے تو آپ ﷺ اٹھے اور شبلی کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا آپ ﷺ شبلی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنی نماز سے فارغ ہونے کے بعد لَقَدجَآءَ کُم رَسُولٌ مِّن اَنفُسِکُم والی آیت تلاوت کرتا ہے، اس کے بعد یہ مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ ہر فرض نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے اور تین بار صلی اللہ علیک یا محمد پڑھتا ہے۔

(۵۴) صدقہ کے بدلے میں: جس شخص کے پاس مال نہ ہو تو ایسے تنگ دست آدمی کی طرف سے صدقہ کی جگہ پر نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف بھیجنا کفایت کر جاتا ہے، ابو سعید سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَيُّمَا رَجُلٌ لَم يَكُن عِنْدَه صَدَقَةٌ فَلْيَقُل فِي دُعَائِهِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِينَ وَالْمُسلمَاتِ فَإِنَّهَا لَهُ زَكَاة

جس آدمی کے پاس صدقہ نہ ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی دعا میں یوں کہے، اے اللہ! اپنے بندے اور اپنے رسول حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما، ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں پر، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر اپنی رحمتیں نازل فرما، تو یہ اس کے لیے زکوٰۃ ہے۔

(۵۵) ہر کام کے شروع میں: ہر کام کی ابتدا اللہ کی حمد و ثناء اور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف سے کرنا چاہیے، مسند امام احمد بن حنبل اور سنن ابی داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

كُلُّ كَلَامٍ لَا يُبْدَأ فِيهِ بِحَمْدِ الله فَهُوَ أَجْذَمُ

ہر کلام کہ جس کی ابتدا اللہ کی تعریف کے ساتھ نہ کی جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔

اور درود شریف کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

كل كَلَام لَا يُذكَرُ الله فِيهِ فَيُبْدَأ بِهِ وبالصَّلاةِ عَلَيَّ فَهُوَ أَقطَعُ مَمحُوقُ مِن كلِّ بَرَكَةٍ

ہر کلام جس کی ابتدا اللہ کے ذکر اور مجھ پر صلاۃ کے بغیر کی جائے وہ دم بریدہ اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔(نضرۃ النعیم)

صلاۃ وسلام کے فائدے

نبی کریم ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر بھیجے جانے والے صلاۃ وسلام کے بہت سے فوائد اور ثمرات ذکر کیے گئے ہیں ، جنہیں اکابر علماء کرام نے اپنی تصنیفات میں پیش کیا ہے،ان میں سے کچھ یہ ہیں

① جو بندہ درود شریف پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرتا ہے۔

② اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کام میں موافقت ہوتی ہے،اگرچہ انسانوں کی طرف سے بھیجے جانے والے درود شریف کا مفہوم اور ہے اور اللہ کی طرف سے بھیجے جانے والے درود شریف کا مفہوم اور ہے۔

③ درود شریف پڑھنے میں فرشتوں کے ساتھ موافقت ہو جاتی ہے۔

④ ایک بار درود شریف پڑھنے سے اللہ کی طرف سے دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں

⑤ درود شریف پڑھنے سے انسان کے دس درجے بلند ہو جاتے ہیں۔

⑥ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے انسان کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

⑦ درود شریف پڑھنے کی وجہ سے انسان کے دس گناہ مٹا دیے جاتے ہیں۔

⑧ جس دعا کے شروع میں درود شریف پڑھا جائے اس کی قبولیت کی امید رکھی جاسکتی ہے درود شریف کی وجہ سے دعا رب العالمین کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

⑨ جب درود شریف کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے لیے وسیلے کی دعا کی جائے تو درود شریف پڑھنا شفاعت کا باعث ہے۔

⑩ درود شریف گناہوں کی معافی کا سبب ہے۔

⑪ بندے کی پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے درود شریف اللہ کی طرف سے کفایت کا سبب ہوتا ہے۔

⑫ درود شریف پڑھنا قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہونے کا سبب ہے

⑬ درود شریف اس شخص کے لیے جو فقیر اور تنگ دست ہے صدقہ کے قائم مقام ہے۔

⑭ درود شریف حاجات پوری ہونے کا سبب ہے۔

⑮ درود شریف پڑھنے والے پر اللہ رحمتیں نازل فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے اس شخص کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔

⑯ درود شریف پڑھنے والے کے لیے درود شریف زکوٰۃ اور پاکیزگی ہے۔

⑰ درود شریف پڑھنا موت سے پہلے جنت کی خوشخبری ملنے کا سبب ہے۔

⑱ درود شریف پڑھنا قیامت کی ہولناکی اور خوف سے نجات کا سبب ہے۔

⑲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے درود وسلام بھیجنے والے کو جواب دینے کا سبب بن جاتا ہے۔

⑳ درود شریف کا پڑھنا اس چیز کے یاد آجانے کا سبب بن جاتا ہے جو اس سے پہلے بھول گئی تھی۔

(۲۱) درود شریف مجلس کی پاکیزگی کا سبب بن جاتا ہے، قیامت والے دن درود شریف پڑھنے والے کو حسرت نہیں رہے گی۔

(۲۲) درود شریف فقر وفاقے کے خاتمے کا سبب بن جاتا ہے۔

(۲۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر خیر کے وقت جب درود شریف پڑھا جاتا ہے تو پڑھنے والا بخیل نام پانے سے بچ جاتا ہے۔

(۲۴)درود شریف کاپڑھناپڑھنے والے کو جنت کے راستے پرڈال دیتاہے اور جو درود شریف نہیں پڑھتاوہ جنت کاراستہ کھودیتاہے۔

(۲۵)درود شریف کاپڑھنا مجلس کو بدبودار ہونے سے بچالیتاہے، جس میں اللہ کانام نہ لیاجائے، جس میں اللہ کی صفت وثناءنہ کی جائے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر درودوسلام نہ بھیجاجائے۔

(۲۶)درود شریف کاپڑھنااس کلام کی تکمیل کاذریعہ بن جاتاہے جس کی ابتدااللہ تعالیٰ کی تعریف وثناءسے کی جائےاور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے کی جائے

(۲۷)درود شریف کاپڑھناپل صراط پر بندے کے لیے بہت زیادہ روشنی کاسبب ہے

(۲۸)جو شخص درود شریف پڑھتاہے اس کے ذریعے وہ ظالم اور جفاکار کی فہرست سے نکل جاتاہے۔

(۲۹)درود شریف سبب بن جاتاہے کہ اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے والے کا زمین وآسمان والوں میں اچھاتذکرہ باقی رکھے،اس لیے کہ درود شریف پڑھنے والااللہ سے عرض کرتاہے کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کرے،انہیں عزت دے،انہیں شرف واعزاز سے نوازے،توجزاعمل کی جنس سے ہی ملاکرتی ہے،اس لیے ضروری ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کو بھی اسی قسم کی جزاملے۔

(۳۰)درود شریف پڑھنا،پڑھنے والے کی ذات،اس کے عمل،اس کی عمر میں برکت کاذریعہ بن جاتاہے،اس لیے کہ درود شریف پڑھنے والااللہ سے عرض کرتاہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پراورآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر برکت نازل کرے،یہ دعا اللہ کی بارگاہ میں قبولیت پاتی ہے،اللہ اس دعاکابدلہ اور صلہ اس بندے کواسی طرح عطافرماتے ہیں جس طرح وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے دعاکرتاہے۔

(۳۱)درود شریف پڑھنااللہ کی رحمت کے حصول کا سبب ہے۔

(۳۲)درود شریف کا پڑھنا آپ ﷺ کے ساتھ دائمی محبت کا سبب ہے،بلکہ اس میں زیادتی اوراضافہ ہی ہوتا رہتا ہے،یہ ایمانی عہد وپیمان میں سے ایک عہد ہے،جس کے بغیرایمان مکمل نہیں ہوتا،کیونکہ جب کوئی محب اپنے محبوب کاذکرکرتا ہے، یااس کواپنے دل میں لاتا ہے،اس کی خوبیوں اوراچھائیوں کودل میں لاتا ہے تو یہ ساری باتیں اس کی محبت میں اضافے اور زیادتی کا سبب ہوتی ہیں،جب محبت میں اضافہ اور زیادتی ہوتی ہے تو پھر محبوب سے ملاقات کا شوق بھی بڑھتا ہے،اس چیز کا اس کے دل پر غلبہ ہوجاتا ہے، کسی محب کے لیے اپنے محبوب کے دیدار سے زیادہ کوئی چیزآنکھوں اوراس کے دل کی ٹھنڈک کاذریعہ نہیں ہوتی،جب یہ محبت مضبوط ہوتی ہے تو محب کی زبان پر محبوب کا تذکرہ چل پڑتا ہے،اس کی تعریف وستائش شروع کردیتا ہے،اس کے حسن وجمال کا تذکرہ شروع کردیتا ہے،جس قدر محب محبوب کا تذکرہ کم کردیتا ہے تواس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے دل میں اب اس قدر زیادہ محبت نہیں رہی،تو محبوب کی محبت کا پتہ اس کے تذکرے کی کمی بیشی سے چلتا ہے،تذکرہ زیادہ تو محبت زیادہ،تذکرہ کم تو محبت بھی کم، اس لیے نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت رکھنے والوں کودرود شریف بھی زیادہ پڑھنا چاہیے۔

(۳۳)آپ ﷺ کی ذات پر درود شریف کا پڑھنا،آپ ﷺ کی طرف سے بندے کے ساتھ محبت کا سبب ہے،کیونکہ جب درود شریف پڑھنا بندے کا آپ ﷺ کے ساتھ محبت کا سبب ہے تو یقیناً آپ ﷺ کی طرف سے بھی درود شریف پڑھنے والے بندے کے ساتھ محبت کا سبب ہے۔

(۳۴)درود شریف کا پڑھنا بندے کی ہدایت کا سبب ہے ،اس کے دل کی زندگی ہے، کیونکہ جب بھی بندہ نبی کریم ﷺ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھتا ہے اور آپ ﷺ کا ذکر کرتا ہے تو آپ ﷺ کی محبت اس کے دل پر چھا جاتی ہے، یہاں تک کہ پھر اس کے دل میں آپ ﷺ کی طرف سے ملنے والے احکامات سے کسی قسم کا اعراض نہیں ہوتا ہے ،اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کی نبوت اور رسالت کے بارے میں شکوک وشبہات نہیں رہتے، بلکہ پھر یوں ہوتا ہے کہ گویا یہ ساری چیزیں اس کے دل پر نقش ہو گئی ہیں ،اس کے دل پر لکھی گئی ہیں، پھر وہ ہمیشہ آپ ﷺ کے احوال پڑھنے میں لگا رہتا ہے، ہدایت اور فلاح اور ان کی طرف لے جانے والے تمام علوم کی تلاش میں رہتا ہے ،اور جب بھی آپ ﷺ کی معرفت اور پہچان میں اس کی بصیرت مضبوط ہوتی ہے تو اسی قدر آپ ﷺ کی ذات پر درود شریف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(۳۵)درود شریف پڑھنا یہ سبب بن جاتا ہے اس بات کا کہ درود شریف پڑھنے والے کا نام آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے ،اس کا تذکرہ آپ ﷺ کے سامنے ہوتا ہے۔

(۳۶)درود شریف پڑھنا یہ پل صراط پر ثابت قدمی اور اس کے اوپر سے گزرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ جیسے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ

وَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي يَزْحَفُ عَلَى الصِّرَاطِ مَرَّةً، وَيَحْبُو مَرَّةً، وَيَتَعَلَّقُ مَرَّةً، فَجَاءَتْهُ صَلَاتُهُ عَلَيَّ فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ فَأَقَامَتْهُ عَلَى الصِّرَاطِ حَتَّى جَاوَزَ.

(الاحادیث الطوال طبرانی ۱/۲۷۳،ابوموسی المدینی،الترغیب والترھیب،)

میں نے اپنی امت میں سے ایک آدمی کو پل صراط پر ایک بار گھسٹتے ہوئے دیکھا، ایک بار گھٹنوں کے بل دیکھا، ایک بار لٹکے ہوئے دیکھا، پھر اس کے پاس میرے اوپر بھیجا جانے والا درود شریف پہنچا، جس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر سیدھا کر دیا، یہاں تک کہ وہ پل صراط سے گزر گیا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جلاء الافہام میں اس سے ملتی جلتی روایت نقل فرمائی ہے، جس میں آپ ﷺ کے خواب کا ذکر ہے کہ

وَرَأَيْتُ رَجُلا مِنْ أُمَّتِي يَحْبُو أَحْيَانًا وَيَزْحَفُ أَحْيَانًا، وَيَتَعَلَّقُ أَحْيَانًا، فَجَاءَتْهُ صَلاتُهُ عَلَيَّ، فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ، فَأَقَامَتْهُ عَلَى الصِّرَاطِ وَمَضَى(مشيخة ابن الجوزى)

میں نے پل صراط پر اپنے ایک امتی کو گھسٹتے دیکھا ہے، کبھی وہ گھٹنے کے بل چلتا تھا، کبھی وہ لٹک جاتا تھا، پھر اس کے پاس میری طرف بھیجا جانے والا درود شریف پہنچا تو اپنے قدموں پر کھڑا ہو گیا اور اس نے اسے پار کر دیا۔(جلاء الافہام)

(۳۷)۔ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنا یہ آپ ﷺ کے حقوق میں سے انتہائی کم حق ہے، جس چیز کے آپ ﷺ مستحق ہیں اس کا کوئی علم احاطہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی کے بس کی بات ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس تھوڑی سی عبادت کے ذریعے ہی راضی ہو جائے تو یہ اس کا احسان ہے۔

(۳۸)۔ درود شریف اللہ کے ذکر اور شکر پر مشتمل ہوتا ہے، درود بھیجنے کی وجہ سے اس کے بندے پر جو انعام ہوتا ہے اس کی معرفت ہوتی ہے، درود بھیجنے والے کی صلاۃ اللہ کے ذکر، ذکر رسول اللہ اور بھیجنے والے کے اس سوال پر مشتمل ہوتی ہے کہ وہ اس صلاۃ بھیجنے کی وجہ سے اسے اپنے شایان شان اجر عطا فرمائے، جس کی معرفت رب

تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے، اپنے ناموں اور اپنی صفات کے ذریعے، اس کے ذریعے اللہ نے ہمیں اپنی رضامندی کے راستے کی طرف راہنمائی فرمائی ہے، جس کے بارے میں اللہ نے ہمیں بتایا ہے کہ اس تک پہنچنے کے بعد تمہیں کیا ملے گا، یہ تمام اہل ایمان کو شامل ہے، بلکہ یہ رب کے واجب الوجود ہونے کے اقرار کو شامل ہے، جس سے دعا کی جارہی ہے، اس کے علم، اس کے سننے، اس کی قدرت، اس کے ارادے، اس کی حیات، اس کے کلام اور اپنے رسول کو بھیجنے اور تمام احوال میں اس کی تصدیق کو شامل ہے، اس کی کمال محبت کو شامل ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایمان کی بنیاد ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر صلاۃ وسلام بھیجنا یہ بندے کے اس علم کو شامل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کو شامل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اس کی محبت کو شامل ہے، اس لیے صلاۃ وسلام کا بھیجنا افضل اعمال میں سے ہوا۔

(۳۹) بندے کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر صلاۃ وسلام بھیجنا یہ ایک دعا ہے، اور بندے کی دعا اور اپنے رب سے سوال کی دو قسمیں ہیں،

① ان دو میں سے پہلا یہ ہے کہ بندہ اپنی ضروریات، حاجات اور اسے دن رات جن مشکلات کا سامنا رہتا ہے ان کا سوال کرے، یہ تو دعا اور سوال ہے، اور بندے کا اپنی محبوب ومطلوب چیز کو ترجیح دینا ہے۔

② ان میں سے اس کا دوسرا سوال یہ ہے کہ بندہ اللہ کے خلیل اور اس کے حبیب کی تعریف وستائش کرے، ان کی بزرگی اور ان کی عزت میں اضافہ کرے، ان کے ذکر کو ترجیح دے، ان کی رفعت کو ترجیح دے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے پسند کرتے ہیں،

آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجنے والے نے اپنے سوال، اپنی رغبت اور اپنی طلب کا رخ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کی طرف موڑ دیا ہے، اور اپنی حاجات، اپنی ضروریات پر اسے ترجیح دی، بلکہ یوں کہہ لیجیے کہ اسے تمام امور میں سب سے محبوب ومطلوب یہی تھا، اس کے ہاں سب سے قابل ترجیح کام ہی یہی تھا، اس نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پسند کو ترجیح دی، تو اللہ بھی اپنے ساتھ محبت رکھنے والوں کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہیں، اس لیے کہ بدلہ تو عمل کی جنس سے ہی ملتا ہے، جس نے اللہ کو غیروں پر ترجیح دی تو اللہ نے بھی اسے دوسروں پر ترجیح دی۔

لفظ اَللّٰھُمَّ کی تحقیق

اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ اللھم کا معنی ہے یا اللہ، اس لیے لفظ اللھم صرف طلب کے معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے، اسی لیے ہم اللّٰهُمَّ غفور رحيم نہیں کہہ سکتے، بلکہ یوں کہتے ہیں اللّٰهُمَّ اغفر لي وارحمني. اے اللہ! مجھے معاف فرمادے اور مجھ پر رحم فرمادے۔

مگر اہل نحو نے لفظ اللھم کے آخر میں میم مشدد کے بارے میں اختلاف کیا ہے، علامہ سیبویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کے آخر میں میم مشدد حرف ندا کے عوض میں زیادہ کی گئی ہے، اسی لیے ان کے نزدیک حرف ندا "یا" اور اللھم دونوں جمع نہیں ہو سکتے، یعنی یوں نہیں کہہ سکتے "یا اللھم"

بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس کے آخر میں میم مشدد جملہ محذوفہ کے بدلے میں ہے، تقدیر عبارت کی یوں ہے، «يا الله أمّنا بخير» یعنی اے اللہ! تو ہمارے ساتھ خیر اور بھلائی کا ارادہ فرما، پھر جار مجرور اور مفعول کو حذف کر دیا گیا، اب باقی

عبارت **یا اللہ أمّ**» رہ گئی، پھر چونکہ اس لفظ کا زبانوں پر استعمال زیادہ تھا، یہ لفظ دعا کے دوران زیادہ استعمال کیا جاتا ہے اس لیے اہل نحو نے اس کے شروع سے ہمزہ کو حذف کر دیا، باقی «**یا اللّٰھُمَّ**» رہ گیا، یہ فرّا نحوی کا قول ہے، ان کے نزدیک **اللھم** سے پہلے "یا" کا استعمال جائز ہے، وہ عرب شاعر کے اس شعر سے استدلال کرتے ہیں

وَمَا عَلَيكَ أَن تَقُولِي كلَّما ... صَلَّيتِ أَو سَبَّحتِ يَا اللّٰهُمَّا
اُردُد عَلَينَا شَيخَنَا مُسَلَّماً

«(یہاں شیخ سے مراد والد اور خاوند ہے)

(جب بھی تو نماز پڑھے یا تسبیح کرے تو یوں کہہ کہ اے میرے اللہ! ہمارے والد کو صحیح سالم ہماری طرف واپس کر دے)

مگر بصریوں نے اس قول کو کئی وجوہ کی بناء پر رد کر دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے آخر میں میم مشدد تعظیم اور عظمت کے لیے زیادہ کی گئی ہے، جیسے مقاییس اللغۃ میں ہے کہ زرقم میں میم زیادہ کی گئی ہے، اس کی اصل زرق ہے، سخت نیلے پن کی وجہ سے زرقم کہا گیا، اسی طرح ابنم میں میم زائد ہے، جو کہ اصل میں ابن تھا۔

میم شفوی حروف میں سے ہے، جب بولنے والا بولتا ہے تو حرف میم کی ادائیگی کے وقت اپنے ہونٹوں کو اکٹھا کر لیتا ہے، اہل عرب نے اس میم کو علامت جمع بنادیا ہے، ایک کو جب وہ مخاطب کرتے ہیں تو "**انت** "بولتے ہیں اور جب جمع بولتے ہیں تو "**انتم** "استعمال کرتے ہیں، واحد غائب کے لیے "**ھو**"بولتے ہیں اور جمع غائب کے لیے "**ھم** "استعمال کرتے ہیں، اسی طرح ضمیر متصل میں ضربت اور ضربتم استعمال کرتے ہیں، ایاک اور ایاکم استعمال کرتے ہیں، **ایاہ** اور **ایاھم** استعمال کرتے ہیں، عرب لوگ کسی نیلے رنگ والی چیز کو ازرق کہتے ہیں جب اس میں

نیلا پن زیادہ ہو جاتا ہے تو اس کی شدت بڑھانے اور بتانے کے لیے زرقم استعمال کرتے ہیں۔

قرآن کریم میں سورۃ الاحزاب کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً (الأحزاب: ٥٦)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر صلاۃ بھیجتے ہیں، اے اہل ایمان! تم بھی ان پر صلاۃ وسلام بھیجو۔

قرآن کریم کی اس آیت میں حکم دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجو، اس کی تفسیر نبی کریم ﷺ نے بیان فرمائی، جس میں آپ ﷺ نے اللہ کے اس حکم کو پورا کرنے کا طریقہ خود سکھایا، اور صلاۃ وسلام کی کیفیت بتائی کہ کس طرح صلاۃ وسلام بھیجا جائے، فرمایا کہ کہو

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وعلى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيتَ عَلَى آلِ إِبرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

تو درود شریف پڑھنے والا، صلاۃ وسلام بھیجنے والا اس کے آغاز میں لفظ اللھم استعمال کرتا ہے تو کہتا ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں یعنی میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، جس کے اچھے اچھے نام ہیں، اس کی بلند صفات اور اونچے ناموں کے ساتھ دعا کرتا ہوں، اس لیے یہاں آخر میں میم لائی جاتی ہے یہ بتانے کے لیے کہ میں اللہ کے تمام ناموں کے ساتھ دعا کرتا ہوں، جیسے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا أَصَابَ أَحَدًا قَطُّ هَمٌّ وَلَا حَزَنٌ، فَقَالَ: اللهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ، ابْنُ عَبْدِكَ، ابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِي بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ

رَبِيعَ قَلْبِي، وَنُورَ صَدْرِي، وَجِلَاءَ حُزْنِي، وَذِهَابَ هَمِّي، إِلَّا أَذْهَبَ اللهُ هَمَّهُ وَحُزْنَهُ، وَأَبْدَلَهُ مَكَانَهُ فَرَحًا " قَالَ: فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا نَتَعَلَّمُهَا؟ فَقَالَ: " بَلَى، يَنْبَغِي لِمَنْ سَمِعَهَا أَنْ يَتَعَلَّمَهَا (مسند احمد ج٦ ص ٢٤٧)

کسی بھی بندے کو غم ورنج پہنچے تو وہ یوں دعا کرے ،اے اللہ ! میں تیرا بندہ ہوں ، تیرے بندے کا بیٹا ہوں ، تیری بندی کا بیٹا ہوں ، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے ، میرے بارے میں تیرا فیصلہ ہو چکا ہے ، میرے بارے میں تیرا فیصلہ درست ہے ، تیرے ان تمام ناموں کے ساتھ جو تو نے اپنے لیے رکھے ہیں ، یا تو نے اپنی کتاب میں نازل کیے ہیں ، یا تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھائے ہیں ، یا وہ تیرے غیبی علم میں موجود ہیں ، تو تو قرآن کو میرے دل کی بہار بنادے ، میرے دل کا نور بنادے ، میرے غم کی دوری کا ذریعہ بنادے ، میرے غم اور میری پریشانی کو لے جانے کا ذریعہ بنا دے ، جب بندہ یہ دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے غم ورنج کو ختم کر دیتے ہیں ، اس کی جگہ اسے خوشی دے دیتے ہیں ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کیا ہم انہیں سیکھ نہ لیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں سیکھ لو ، مناسب ہے کہ جو انہیں سنے وہ انہیں سیکھ لے۔

دعا کرنے والے کے لیے مستحب یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کے ناموں اور اس کی صفات کے ذریعے سوال کرے ، جیسا کہ اسم اعظم میں ہے

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الحَمدُ لَا إِلٰهَ إِلّا أَنتَ الحَنَّانُ المَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَاواتِ وَالأَرض يَا ذَا الجَلالِ والإِكرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ» (ابوداؤد،نسائی)

یہ کلمات اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے ناموں پر مشتمل ہیں۔

دعا کی تین اقسام

دعا کی تین قسمیں ہیں

① ان میں سے ایک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے اس کے ناموں اور اس کی صفات کے ساتھ دعا کرے، جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا (۳) سورة الأعراف: ۱۸۰.

اور اللہ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، پس تم ان کے ذریعے اللہ سے دعا کیا کرو۔

② دوسری قسم یہ ہے کہ انسان اپنی حاجت، اپنے فقر وفاقہ کے لیے دعا کرے اور یوں کہے کہ اے اللہ! میں فقیر بندہ ہوں، میں مسکین، عاجز، ذلیل، پناہ گیر اور حاجت مند ہوں

③ تیسری قسم یہ ہے کہ انسان اپنی حاجت کا ذکر کرے اور ان دو قسموں میں سے کسی کو ذکر نہ کرے، پہلا طریقہ دوسرے طریقے سے زیادہ کامل ہے، دوسرا تیسرے سے زیادہ کامل ہے، کیونکہ جب دعا میں تینوں طریقے اختیار کیے جاتے ہیں تو وہ سب سے زیادہ کامل دعا ہوتی ہے۔

اور یہ نبی کریم ﷺ کی دعائیں ہیں، یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعائیں ہیں جو انہوں نے امت کو سکھائی ہیں۔ اس میں ابتدا میں ذکر کیا جاتا ہے کہ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے، یہاں سائل کی حالت کا ذکر ہے، پھر کہے کہ اے اللہ! تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں ہے، اس میں جس سے سوال کیا جا رہا ہے اس کی حالت کا ذکر ہے، پھر اس کے بعد یوں کہے کہ اے اللہ! تو مجھے معاف کر دے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب نبی کریم ﷺ سے

درخواست کی کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھادیں جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں ، توآپ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا کہ کہو

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلاَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ(بخاری ،باب الدعاقبل السلام)

اے اللہ ! میں نے اپنی جان پر بہت زیادہ ظلم کیاہے ،توہی گناہ معاف کرتاہے ،پس مجھے اپنی طرف سے معاف کردے ، مجھ پر رحم کر،توبخشنے والا،رحم کرنے والا ہے۔

اپنی حاجت کاذکر ہے ،دعاکاخاتمہ اللہ تعالیٰ کے دوناموں کے ساتھ کیا، جو مطلوب اور مقتضا کے مناسب ہیں یعنی جب گناہوں کی معافی کرانے کی درخواست ہے تواس کے مناسب غفور(بہت زیادہ معاف کرنے والا)اوررحم کی درخواست کے ساتھ رحیم(بہت زیادہ رحم کرنے والا)مناسب ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے اللھم کو مجمع الدعا فرمایاہے ،ابورجاعطاردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایاکہ اللھم میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام شامل ہیں ،نضربن شمیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہاکہ اللھم کامطلب ہے اللہ کواس کے تمام ناموں کے ساتھ پکارنا۔

درود شریف نہ پڑھنے والوں کے لیے وعیدات

وہ لوگ کس قدر محروم ہیں ،بدقسمت ہیں ،بدنصیب ہیں ،بخیل ہیں جن کے سامنے نبی کریم ﷺ کانام نامی اسم گرامی ذکر کیا جائے ،آپ ﷺ کا ذکر خیر کیا جائے ،آپ ﷺ کے حالات وواقعات بیان کیے جائیں ،آپ ﷺ کی سوانح عمری اور سیرت بیان کی جائے مگر وہ پھر بھی آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھیں ،ٹس سے مس نہ ہوں ،آپ ﷺ نے ان لوگوں کی ہلاکت کی اطلاع دی ہے ،ان کی تباہی

اور بربادی کا اشارہ دیا ہے، حضرت سلمہ بن وردان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

اِرْتَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ دَرَجَةً فَقَالَ: «آمِينَ» ثُمَّ ارْتَقَى الثَّانِيَةَ فَقَالَ: «آمِينَ» ثُمَّ ارْتَقَى الثَّالِثَةَ فَقَالَ: «آمِينَ» ثُمَّ اسْتَوَى فَجَلَسَ فَقَالَ أَصْحَابُهُ: عَلَامَ أَمَّنْتَ؟ قَالَ: أَتَانِي جِبْرِيلُ فَقَالَ: رَغِمَ أَنْفُ امْرِئٍ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ، فَقُلْتُ: آمِينَ، فَقَالَ: رَغِمَ أَنْفُ امْرِئٍ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ، فَقُلْتُ: آمِينَ، فَقَالَ: رَغِمَ أَنْفُ امْرِئٍ أَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ: آمِينَ

نبی کریم ﷺ منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا "آمین " پھر دوسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا "آمین " پھر تیسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا "آمین " پھر سیدھے بیٹھ گئے، آپ ﷺ کے صحابہؓ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کس لیے آمین کہی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبریل تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ناک رگڑے وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے، تو میں نے کہا، آمین، پھر جبریل نے کہا کہ ناک رگڑے وہ شخص جس نے اپنے والدین کو پایا مگر جنت میں نہ جاسکا، میں نے اس پر آمین کہا، پھر جبریل نے کہا کہ ناک رگڑے وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا مگر وہ اپنی بخشش نہ کرواسکا، تو میں نے کہا آمین۔

اس حدیث شریف میں تین بددعاؤں کا ذکر ہے، بددعائیں کرنے والے جبریل علیہ السلام جیسے جلیل القدر فرشتہ ہیں، آمین کہنے والے جلیل القدر نبی حضرت محمد ﷺ ہیں، فرشتے کی بددعا اور پیغمبر کی آمین نے بربادی کو مضبوط بنا دیا، تباہی اور ہلاکت کی مہر ثبت کردی، اس شخص کے لیے جس کے سامنے نبی کریم ﷺ کا نام

گرامی آئے اور وہ گونگا شیطان بن کر بیٹھا رہے اور آپ ﷺ کے لیے اس کی زبان سے دعائیہ کلمات صادر نہ ہوں۔ بعض روایات کے مطابق نبی کریم ﷺ نے جبریل علیہ السلام کے کہنے پر آمین کہا، اس سے مزید تباہی اور بربادی کا اہتمام معلوم ہوتا ہے، جلاء الافہام، القول البدیع میں اس حوالے سے کئی رواۃ کی روایات تھوڑے بہت فرق کے ساتھ موجود ہیں۔

ایک روایت میں درود شریف نہ پڑھنے والے کے لیے ہلاکت، ایک روایت میں درود شریف نہ پڑھنے والے کے لیے ناک رگڑنے اور ایک روایت میں درود شریف نہ پڑھنے والے کو بدبخت ہو جائے کے الفاظ آئے ہیں، پتا چلا کہ درود شریف نہ پڑھنے والا بدبخت ہے، خصوصاً جب آپ ﷺ کا اسم گرامی، یا آپ ﷺ کا تذکرہ اس کے سامنے کیا جائے تو وہ ٹس سے مس نہ ہو، آپ ﷺ کی ذات اقدس پر درود شریف نہ پڑھے۔

حضرت ابن عباسؓ نے منبر پر جلوہ افروز ہونے والا واقعہ نقل کرنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے یہ کہا کہ جس شخص کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے وہ جہنم میں داخل ہو گا، اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے اور اس کو ملیامیٹ کر دے، میں نے کہا آمین۔

حضرت عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے کہ جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر کیا گیا ہو اور اس نے آپ ﷺ پر درود نہ بھیجا ہو تو وہ ہلاک ہو جائے، وہ ہلاک ہو جائے، یہاں دو مرتبہ بد دعا دی گئی ہے۔ (فضائل درود شریف ص ۸۳)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بدبخت ہے۔ (فضائل درود شریف ۸۳)

درود کے بغیر گھر قبرستان

حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

أَنَّ رَجُلًا، كَانَ يَأْتِي غَدَاةً فَيَزُورُ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ وَيَصْنَعُ مِنْ ذَلِكَ مَا اشْتَهَرَهُ عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ: مَا يَحْمِلُكَ عَلَى هَذَا؟ قَالَ: أُحِبُّ التَّسْلِيمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ: هَلْ لَكَ أَنْ أُحَدِّثَكَ حَدِيثًا عَنْ أَبِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: «لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَلَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا، وَصَلُّوا عَلَيَّ وَسَلِّمُوا حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَسَيَبْلُغُنِي سَلَامُكُمْ وَصَلَاتُكُمْ(فضل الصلاة

ایک آدمی صبح صبح نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کے لیے آیا کرتا تھا اور درود و سلام پڑھتا تھا، وہ ایسا کرہی رہا تھا کہ علی بن حسین کو اطلاع مل گئی، انہوں نے اس سے پوچھا کہ تجھے یہ عمل کرنے پر کس نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر سلام پڑھنے کو پسند کرتا ہوں، حضرت علی بن حسینؓ نے اسے کہا کہ کیا میں تجھے اپنے ابا جان کی ایک حدیث نہ بتاؤں؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! بتائیں، اسے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے فرمایا، مجھے میرے دادا جان نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ تم میری قبر پر میلا نہ لگانا اور اپنے گھروں کو قبرستان بھی نہ بنانا، مجھ پر صلاۃ وسلام بھیجتے رہنا، تم جہاں کہیں بھی ہوگے تمہارا صلاۃ وسلام مجھ تک پہنچایا جاتا رہے گا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جن گھروں میں درود شریف نہیں پڑھا جاتا وہ گھر قبرستان کی طرح ہیں، کیونکہ قبرستان ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں خاموشی چھائی رہتی ہے، کسی کے بولنے، بات کرنے اور کچھ پڑھنے کا وہاں سلسلہ نہیں ہوتا، اس

لیے جس گھر میں تلاوت، ذکر اذکار، اور نبی کریم ﷺ کی ذات پر درود شریف نہیں پڑھا جاتا وہ گھر بھی قبرستان کی طرح ہے، وہ آباد نہیں ویران گھر ہے۔

درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْبَخِيلَ لَمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ (نسائی ، بخاری فی تاریخہ)

بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی انہی الفاظ کے ساتھ یہ روایت مروی ہے، فضائل درود شریف میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا نوراللہ مرقدہ نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ والی روایت ہی ذکر کی ہے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ عنہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی مروی روایات میں بخیل بلکہ بہت ہی بخیل کا ذکر ملتا ہے، بلکہ جو آپ ﷺ کا ذکر مبارک ہونے پر درود شریف نہیں پڑھتا اسے بخیلوں سے زیادہ بخیل قرار دیا گیا ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ

وَيلٌ لِّمَن لَّا يَرَانِي يومَ القِيَامَةِ قَالَت وَمَن لَّا يَرَاكَ قَالَ اَلبَخِيلُ قَالَت وَمَنِ البَخِيلُ؟ قَالَ اَلَّذِي لَا يُصَلِّي عَلَيَّ إِذَا سَمِعَ بِاسمِي (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو مجھے قیامت میں نہ دیکھے، انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! وہ کون شخص ہے جو آپ ﷺ کی زیارت نہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل، انہوں نے عرض کیا کہ بخیل کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا نام ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

ایک روایت میں تو یہ فرمایا کہ بندے کے بخیل ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ میرے ذکر پر درود شریف نہ بھیجے۔(فضائل درود شریف ص ۸۴)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا تم کو سب سے زیادہ بخیل آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ضرور بتائیں، آپ ﷺ نے فرمایا

إِنَّ أَبْخَلَ النَّاسِ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ بھیجے تو وہ سب سے زیادہ بخیل ہے۔(فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ قاضی اسحاق)

درود شریف نہ پڑھنے والا جنت کی راہ سے بھٹک گیا

محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ يَنْسَى الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ طَرِيقَ الْجَنَّةِ(فضل الصلاة على النبى)

جو شخص مجھ پر صلاۃ وسلام بھیجنا بھولتا ہے وہ جنت کے راستے سے بھٹک جاتا ہے۔

درود شریف نہ پڑھنے والے کو جنت کا دروازہ نہیں ملے گا

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَنْ يَنْسَى الصَّلَاةَ عَلَيَّ خَطِئَ أَبْوَابَ الْجَنَّةِ(فضل الصلاة على النبى)

جو شخص مجھ پر صلاۃ وسلام بھیجنا بھول جاتا ہے وہ جنت کے دروازے بھول جائے گا۔

باعث وبال محفل و مجلس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ يَذْكُرُوا اللَّهَ، وَلَمْ يُصَلُّوا عَلَى نَبِيِّهِمْ، إِلَّا كَانَ مَجْلِسُهُمْ عَلَيْهِمْ تِرَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُمْ وَإِنْ شَاءَ أَخَذَهُمْ

جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور اللہ کا ذکر نہ کریں اور اپنے نبی ﷺ پر درود شریف نہ پڑھیں تو یہ مجلس ان کے لیے قیامت کے دن وبال بن جائے گی، اللہ چاہے تو انہیں معاف کر دے اور چاہے تو انہیں پکڑ لے۔(فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ)

قیامت کے دن حسرت وافسوس

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَا مِنْ قَوْمٍ يَقْعُدُونَ ثُمَّ يَقُومُونَ وَلَا يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَسْرَةً، وَإِنْ دَخَلُوا الْجَنَّةَ لِلثَّوَابِ

جو لوگ بیٹھتے ہیں اور پھر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں مگر نبی ﷺ پر درود شریف نہیں پڑھتے تو یہ بیٹھنا اور اٹھنا قیامت کے دن ان کے لیے حسرت وافسوس کا ذریعہ بن جائے گا، اگرچہ وہ ثواب کے لیے جنت میں چلے بھی جائیں۔(فضل الصلاۃ علی النبی)

مطلب یہ ہے کہ اگر وہ لوگ اپنے دوسرے عملوں کی وجہ سے جنت میں چلے بھی جائیں تب بھی انہیں جنت میں درود شریف کا ثواب واجر دیکھ کر افسوس ہوگا کہ ہم نے اس مجلس میں درود شریف کیوں نہیں پڑھا تھا۔

دوزخی بندہ : حضرت عبداللہ بن الجراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مَن ذُكِرتُ عِندَهُ فَلَم يُصَلِّ عَلَيَّ دَخَلَ النَّارَ

جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ بھیجے تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔(مسند الفردوس دیلمی، القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

ظاہر ہے کہ جب درود شریف پڑھنے کا حکم اللہ نے دیا ہے، صلوا اور سلموا کے الفاظ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں، جو امر کے صیغے ہیں، جو وجوب پر دلالت

کرتے ہیں ،اسے چاہیے تھا کہ وہ اللہ کے حکم کی بجاآوری کرتا مگراس نے اس حکم کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی،اللہ کے حکم کو پس پشت ڈالنے والوں کا انجام دوزخ کی آگ ہے۔

لا تعلقی کا اعلان

حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا،آپ ﷺ نے فرمایا:

مَن ذُكِرتُ بَينَ يَدَيهِ وَلَم يُصَلِّ عَلَيَّ صَلَاةً تَامَّةً فَلَيسَ مِنِّي وَلَا أَنَا مِنهُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ صِل مَن وَّصَلَنِي وَأَقطَع مَن لَّم يَصِلنِي

جس شخص کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر کامل طریقے سے صلاۃ وسلام نہ بھیجے تو اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی میرا اس سے تعلق ہے ، پھر فرمایا کہ اے اللہ ! اسے ملائے رکھنا جو مجھے ملائے اور اسے کاٹ ڈال جو مجھ سے صلہ رحمی نہ کرے۔(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

ظاہر ہے درود شریف ایسی عبادت ہے جو پیغمبر کے ساتھ انسان کا رشتہ مضبوط کرتی ہے، محبوب دوعالم ﷺ کے ساتھ اگراسے محبت ہوتی ،کوئی تعلق اور رشتہ ہوتا تو وہ ہمہ وقت آپ ﷺ پر درود شریف پڑھتا رہتا،سلام بھیجتا رہتا،دنیا میں جن لوگوں کا جن سے تعلق ہوتا ہے وہ ان کو فون کرتے ہیں،ان کو خط لکھتے ہیں،موبائلوں کے ذریعے میسج بھیجتے ہیں، جن لوگوں کی محبت دل میں ہوتی ہے ان کا تذکرہ زبانوں پر مچلنے لگتا ہے،تو کیا نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ان دنیاوی رشتہ داروں، تعلق داروں ،دوستوں ، معشوقوں اور محبوبوں سے بھی کم ہے کہ انسان ان کا تذکرہ زبان پر نہ لائے اور کہیں ان کا ذکر خیر آجائے تو اپنے ہونٹوں کو سی لے اور ان پر درود

شریف تک نہ پڑھے۔

ارے ظلم ہے ظلم

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مِنَ الجَفَاءِ أَن أُذكَرَ عِندَ رَجُلٍ فَلَا يُصَلِّي عَلَيَّ(القول البديع)

یہ سراسر ظلم ہے کہ میرا کسی آدمی کے سامنے ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے تذکرے کے وقت کوئی شخص خاموش ہو کر بیٹھا رہے، یا اپنی طول و طویل گفتگو میں مشغول رہے، اور چند کلمات پر مشتمل دعائیہ کلمات نبی کریم ﷺ کے لیے ادا نہ کرے، ان کی ذات اقدس پر دورد وسلام نہ بھیجے، حالانکہ آپ ﷺ کے اس امت پر بے شمار احسانات ہیں، آپ ﷺ کی وجہ سے اس امت پر اللہ نے کس قدر مہربانیاں کی ہیں، آپ ﷺ عرش بریں پر اللہ کی ملاقات کے لیے پہنچے تو وہاں بھی اس امت کو نہیں بھولے، جب قیامت کے دن سارے ہی لوگ ڈر اور خوف کے مارے نفسی نفسی کی آواز لگا رہے ہوں گے اس وقت ہمارے نبی ﷺ سر مبارک سجدے میں رکھ کر اس امت کے لیے جہنم سے خلاصی کی عرض کریں گے، آپ ﷺ کی سفارش پر لاکھوں دوزخیوں کو دھکتی آگ سے نکال کر جنت میں بھیجا جائے گا، مگر یہ کم نصیب امتی آپ ﷺ کے تذکرے پر درود شریف تک نہ پڑھے، ہونٹ تک نہ ہلائے، زبان تک کو حرکت نہ دے، کس قدر ظلم ہے۔

ہمارے اکابر کا معمول تھا کہ وہ کثرت سے درود شریف نہ صرف خود پڑھتے تھے بلکہ اپنے متعلقین اور متوسلین کو اس کی تلقین بھی کرتے تھے، راقم الحروف

کااپنامعمول ہے کہ ہمہ وقت درود شریف پڑھتاہے ،رات کوسونے سے پہلے کتنی تسبیحات پڑھتاہے، کتنی مرتبہ پڑھتاہے اس کااندازہ نہیں لگایا،آج کل ایک ایسی تسبیح بازار سے مل جاتی ہے جس پر درود شریف یاکوئی بھی وظیفہ پڑھاجائے تواس کے اوپر خود بخود گنتی ہوتی جاتی ہے ،مجھے یادہے کہ اس عیدالاضحیٰ کے موقع پر میں نے اس کاؤنٹر والی تسبیح پر درود شریف پڑھا تو ایک دودن کے اندراندر تعدادلاکھ تک جاپہنچی تھی،یہ صرف ایک بار کاذکر کرتاہوں ورنہ روزانہ کی گنتی کروں توحساب سے بھی کام باہر دکھائی دے ،میں نے الحمدللہ درود شریف کثرت سے پڑھنے کی برکات اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں ،میں جہاں جاتاہوں اپنے جانے اورانجانے لوگوں سے یہی تلقین کرتاہوں کہ درود شریف بڑھیاعبادت ہے اس کواپنے معمولات کاحصہ بنایاجائے ،اللہ قبول فرمائے اور ہمیں ان ظالموں سے دوررکھے جوآپ ﷺ پر درود شریف پڑھنے سے بھی قاصرہیں۔

درودنہ پڑھنے والا لعنتی ہے: علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ایک واقعہ نقل کیاہے کہ

أَنَّ رَجُلاً مَرَّ بِالنَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ظَبيٌ قَدِ اصطَادَهُ فَأَنطَلقَ اللهُ سُبحَانَهُ اَلَّذِي لَأَنطَقَ كُلَّ شَيءٍ الظَّبيَ فَقَالَت يَارَسُولَ اللهِ أَنَّ لِي أَولَاداً وَأَنَا أَرضَعُهُم وَأَنَّهُمُ الآنْ جِيَاعٌ فَأمُر هذَا أَن يُّخَلِّينِي حَتيَّ أَذهَبَ فَأَرضَعُ أَولَادِي وَأَعُودُ قَالَ فَإِن لَّم تَعُودِي قَالَت إِن لَّم أَعُد فَلَعَنَنِي اللهُ كَمَن تُذكَرُ بَينَ يَدَيهِ فَلَا يُصَلِّ عَلَيكَ، أَو كُنتُ كَمَن صَلَّى وَلَم يَدعُ فَقَالَ النبي صلى الله عليه وسلم أَطلِقهَا وَأَنَا ضَامِنُهَا فَذَهَبَتِ الظَّبيَةُ ثُمَّ عَادَت فَنَزَلَ جِبرِيلُ عَلَيهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اللهُ يُقرِئُكَ السَّلامُ وَيَقُولُ لَكَ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي ،أَنَا أَرحَمُ بِأُمَّتِكَ مِن هٰذِهِ الظَّبيِةِ بِأَولَادِهَا وَأَنَا أَرُدُّهُم إِلَيكَ كَمَا رَجَعَتِ الظَّبيَةُ إِلَيكَ(القول البديع)

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا، اس کے پاس ایک شکار کی ہوئی ہرنی تھی ، اللہ تعالیٰ جس نے ہر چیز کو بلوایا اس ہرنی کو بھی بلوایا، اس ہرنی نے کہا، یارسول اللہ ! میری اولاد ہے ، میں انہیں دودھ پلاتی ہوں ، میرے بچے اس وقت بھوکے ہیں ، آپ ﷺ اس شخص کو حکم دیں کہ وہ مجھے چھوڑ دے تا کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلاؤں اور پھر واپس آؤں گی ، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو نہ آئے تو؟ ہرنی نے کہا: اگر میں واپس نہ آؤں تو مجھ پر اللہ اس طرح لعنت کرے جس طرح اس شخص پر لعنت کرتا ہے جس کے سامنے آپ ﷺ کا تذکرہ کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے ، یا میں اس شخص کی طرح ہو جاؤں جس نے نماز ادا کی مگر دعا نہیں مانگی ، آپ ﷺ نے اس شخص سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دے میں اس ہرنی کی ضمانت دیتا ہوں ، چنانچہ وہ ہرنی یہ کہہ کر چلی گئی ، پھر واپس بھی آئی ، پھر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا، اے محمد ! ﷺ اللہ آپ کو سلام کہہ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ! اس ہرنی کے اپنی اولاد کے ساتھ رحم کرنے سے زیادہ میں آپ ﷺ کی امت پر مہربان ہوں ، میں انہیں آپ کی طرف اسی طرح لوٹاؤں گا ، جس طرح یہ ہرنی آپ ﷺ کی طرف واپس آئی ہے۔

کمینہ ترین شخص

شرف المصطفے ﷺ میں ابو سعد نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

أَلَا أَدُلُّكُم عَلَى خَيرِ النَّاسِ وَشَرِّ النَّاسِ، وَأَبخَلِ النَّاسِ، وَأَكسَلِ النَّاسِ، وَأَلأَمِ النَّاسِ، وَأَسرَقِ النَّاسِ؟ قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ بَلىٰ، قَالَ: خَيرُ النَّاسِ مَن

انتَفَعَ بِهِ النَّاسُ، وَشَرُّ النَّاسِ مَن يَّسعىٰ بِأَخِيهِ المُسلِمُ، وَأَكسَلُ النَّاسِ مَن أَرق لَيلَةً فَلَم يَذكُرِ الله بِلِسَانِهِ وِجوارِحِهِ، وَأَلأَمُ النَّاسِ مَن ذُكِرتُ عِندَهُ فَلَم يُصَلِّ عليَّ، وَأَبخَلُ النَّاسِ مَن بَخِلَ بِالتَّسلِيمِ عَلَى النَّاسِ، وَأَسرَقُ النَّاسِ مَن سَرَقَ صَلَاتَهُ، قِيلَ: يَا رَسُولَ الله كَيفَ يَسرِقُ صَلَاتَهُ؟ قَالَ: لَا يَتِمُّ رُكُوعَهَا وَلَا سُجُودَهَا (شرف المصطفے ،القول البديع)

کیامیں تمہیں لوگوں میں سب سے بہترین آدمی ،لوگوں میں سب سے زیادہ شریر،سب سے زیادہ بخیل ،سب سے زیادہ سست،سب سے زیادہ کمینہ ،سب سے زیادہ چور آدمی کی طرف راہنمائی نہ کروں ؟کہا گیا،ہاں یارسول اللہ !آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، لوگوں میں بہترین وہ شخص ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں،لوگوں میں براوہ شخص ہے جو اپنے مسلم بھائی کے خلاف کوشش کرے،لوگوں میں سب سے زیادہ سست وہ شخص ہے جو رات کو سوجاتا ہے اور اللہ کا ذکر زبان اور اعضاء سے نہیں کرتا، لوگوں میں کمینہ وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر صلاۃ وسلام نہ بھیجے،اور لوگوں میں بخیل وہ شخص ہے جو لوگوں کو سلام کرنے میں بخل سے کام لے ،لوگوں میں بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے ،کہا گیا کہ یارسول اللہ !وہ اپنی نماز میں کیسے چوری کرتا ہے؟فرمایا کہ وہ نماز کار کوع سجدہ درست طریقے سے نہیں کرتا۔

درود وسلام کے بغیر نماز ادا کرنا جلد بازی ہے

حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ

سَمِعَ رَسُولُ الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلاً يَدْعُو فِي صَلَاتِهِ لَم يُمَجِّدِ الله وَلَم يُصَلِّ عَلَى النَّبِي صَلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَ رَسُولُ الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَجِلَ هَذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ أَو لِغَيرِهِ إِذَا صَلَّى أَحدُكُم فَلِيَبدَأ

بِتَمجِيدِ رَبِّهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثمّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثمّ يَدْعُو بَعدَ بِمَا شَاءَ(مسنداحمد،نسائی ،ترمذی)

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کواپنی نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا، جس نے اللہ کی تعریف نہیں کی اور نہ ہی نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا، توآپ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے جلدی کردی ہے، پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا، پھر آپ ﷺ نے اسے یا کسی اور سے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو اپنے رب کی تعریف وستائش سے ابتدا کرے، پھر نبی ﷺ پر درود شریف پڑھے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ ہی سے ایک اور روایت بھی ہے، جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ تشریف فرماتھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے نماز پڑھی، پھر اَللّٰھمَّ اغفِرلِی وَارحَمنِي کے ساتھ دعا مانگی، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے نمازی! تو نے جلدی کردی ہے، جب تو نماز پڑھے تو اول اللہ جل شانہ کی حمد کر جیسا کہ اس کی شان کے مناسب ہے، پھر مجھ پر درود شریف پڑھ، پھر دعا مانگ، اسی دوران ایک اور آدمی آیا، جس نے اول اللہ کی تعریف کی اور پھر نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھا تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کہ اے نمازی! اب تو دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی۔

درود نہ پڑھنے والا بے دین ہے

محمد بن حمدان مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَن لَّم يُصَلِّ عَلَيَّ فَلَا دِينَ لَهُ

جس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا اس کا کوئی دین نہیں ہے۔(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع ،الدرالمنضود فی الصلاۃ والسلام علی الصاحب المقام المحمود ص۱۹۹)

درود نہ پڑھنے والا دیدار مصطفے ﷺ سے محروم ہو گا

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

لَا يَرَى وَجهِي ثَلَاثَةُ أَنفُسٍ: اَلعَاقُّ لِوَالِدَيهِ، وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِي، وَمَن لَّم يُصَلِّ عَلَيَّ إِذَا ذُكِرتُ بَينَ يَدَيهِ(الدرالمنضود،القول البدیع)

تین لوگ میرا دیدار نہیں کر سکیں گے ،ایک وہ شخص جو ماں باپ کا نافرمان ہے ، دوسرا وہ شخص جو میری سنتوں کو چھوڑنے والا ہے، تیسرا وہ شخص جب اس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔

جس محفل میں ذکر اللہ اور صلاۃ علی رسول اللہ نہ ہو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ ثُمَّ تَفَرَّقُوا عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللَّهِ، وَصَلَاةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِلَّا قَامُوا عَنْ أَنْتَنِ جِيفَةٍ (مسندداؤدطیالسی ج۳ص ٣١٤)

جو لوگ اکٹھے ہوئے پھر الگ الگ ہو گئے اللہ کے ذکر اور صلاۃ علی النبی ﷺ کے بغیر تو وہ ایسے اٹھے جیسے مردار سے اٹھ رہے ہوں۔

ان روایات کو دیکھتے ہوئے بھی اندازہ لگانا آسان ہے کہ درود شریف کس قدر اہمیت والی عبادت ہے جس کے نہ کرنے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کس قدر ناراض ہو رہے ہیں، صلاۃ وسلام نہ بھیجنے والے کو کہیں بد بخت قرار دے رہے ہیں، کہیں بخیل قرار دے رہے ہیں، کہیں بخیلوں کا بخیل قرار دے رہے ہیں،

کہیں نامراد اور برباد قرار دے رہے ہیں، کہیں دوزخی اور کہیں مستحق لعنت بتا رہے ہیں، کہیں ایسی محافل کو مردار قرار دے رہے ہیں جس میں لوگ گپ شپ لگا رہے ہوں مگر نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ بھیجیں، اس لیے ہمیں اہتمام کرنا چاہیے بلکہ درود شریف کو وظیفہ بنانا چاہیے تاکہ اللہ اور رسول اللہ دونوں ہم سے خوش اور راضی ہو جائیں۔

کیا نبی کریم ﷺ کو صلاۃ و سلام پہنچایا جاتا ہے؟

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو دور سے پڑھا جانے والا صلاۃ وسلام پہنچایا جاتا ہے، فرشتوں کی ٹولیاں ایسے خوش نصیبوں کے درود لے کر آپ ﷺ کے پاس پہنچتی ہیں، آپ ﷺ کی خدمت میں صلاۃ وسلام پڑھنے والے کا اور اس کے والد کا نام لے کر عرض کرتے ہیں کہ یہ ان کا سلام ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے روضہ انور پر ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے جسے اللہ نے دنیا بھر کے انسانوں کے درود وسلام سننے کی توفیق عطا فرما رکھی ہے۔

مستدرک حاکم کی روایت میں ارشاد ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ»

اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور میری امت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ روایت سند کے لحاظ سے درست اور صحیح ہے، اسی موضوع کی ایک روایت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے، اسی موضوع کی ایک روایت حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ہے، اسی طرح

حضرت انسؓ سے بھی ایک روایت ایسی ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ پر پڑھا جانے والا درود و سلام آپ ﷺ تک پہنچتا ہے، مشکوۃ المصابیح میں حضرت ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر درود پڑھا کرو تمہارا درود شریف مجھ تک پہنچتا ہے۔

حوالہ جات: (مستدرک حاکم، سنن نسائی، باب السلام علی النبی ﷺ، مصنف ابن ابی شیبہؒ، مسند احمد، مسند عبداللہ بن مسعودؓ، سنن الدارمی باب فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ، مسند البزار، سنن النسائی باب التسلیم علی النبی ﷺ، حضرت امام نسائی نے اپنی سنن الکبری میں تین مقامات پر اس روایت کو نقل کیا ہے، مسند ابو یعلیٰ موصلی، مسند شاشی، ابن حبان، معجم الکبیر للطبرانی، الدعوات الکبیر امام بیہقی، شعب الایمان امام بیہقی، شرح السنہ امام بغوی)

کچھ لوگوں کی غلط فہمی بلکہ کج فہمی دور کرنے کے لیے میں نے اس روایت کا خصوصاً حوالہ نقل کیا ہے، تاکہ بات مضبوط ہو سکے۔

روضہ اُطہر پر پیش کیا جانے والا صلاۃ وسلام

اہل سنت والجماعت نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر پر پیش کیے جانے والے صلاۃ وسلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اسے بنفس نفیس سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں، اس پر حضرت عمرو الحنفی اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت پیش کی جاتی ہے، جسے حضرت امام بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں نقل فرمایا ہے

مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْتُهُ

جو میرے روضے پر صلاۃ وسلام پڑھے گا اسے میں خود سنوں گا اور جو شخص دور سے پڑھے گا وہ مجھ تک پہنچایا جائے گا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو "الحبائک فی اخبار الملائک" اور "شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور" اور "تفسیر الدر المنثور" اور "حاشیہ سنن النسائی" اور "الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی جامع الصغیر" اور "جامع الاحادیث" اور "بشری الکئیب بلقاء الحبیب" اور "الخصائص الکبریٰ" میں، أبو المعالی محمود شکری بن عبداللہ بن محمد بن ابی الثناء آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے "غایۃ الامانی فی الرد علی النبھانی" میں، قاضی ثناء اللہؒ نے "تفسیر مظہری" میں، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے "شعب الایمان" اور "حیاۃ الانبیاء" میں محب الدین ابن النجار رحمۃ اللہ علیہ نے "الدرۃ الثمینہ فی اخبار المدینہ" میں۔

اسی طرح علامہ ابن حجرؒ رحمۃ اللہ علیہ نے "فتح الباری" میں، شمس الدین محمد بن عمر بن احمد سفیری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح البخاری" میں، ملا علی قاریؒ رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح" اور "شرح الشفاء" میں، علامہ مناویؒ رحمۃ اللہ علیہ نے "التیسیر شرح جامع الصغیر" اور "فیض القدیر" میں، علامہ متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ نے "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" میں۔

اسی طرح ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے "مشکوۃ المصابیح" میں، علامہ شہاب الدین الرملی رحمۃ اللہ علیہ نے "نہایۃ المحتاج الی شرح المنھاج" میں، علامہ ابو بکر الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ نے "اعانۃ الطالبین" میں، علامہ سخاوی نے "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع" میں، شیخ الاسلام، ابو العباس علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "الدر المنضود فی الصلاۃ والسلام علی الصاحب المقام المحمود" اور "الفتاوی الحدیثیہ" میں شیخ عبد العزیز بن بازؒ رحمۃ اللہ علیہ نے "فتاویٰ اسلامیہ" میں، علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "جلاء الافہام فی فضل الصلاۃ والسلام علی محمد خیر الانام" میں۔

اسی طرح ابوالفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے "الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ" میں، علامہ تقی الدین مقریزی رحمۃ اللہ علیہ نے "امتاع الاسماع" میں، ابوالعباس شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مواہب اللدنیا" میں ، شہاب الدین بن محمد الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح الزرقانی علی مواہب اللدنیا" میں ،علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے "خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفی ﷺ" اور "وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ﷺ" میں۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ بغداد" میں ،ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ دمشق" میں، شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے "میزان الاعتدال" میں ،تاج الدین السبکی رحمۃ اللہ علیہ نے "الطبقات الشافعیہ" میں ،امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے "محاضرات الادباء و محاورات الشعراء والبلغاء" میں ،علامہ رشید رضا مصری رحمۃ اللہ علیہ نے "مجلۃ المنار" میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

بندہ ناچیز (محمود الرشید حدوٹی) نے عمداً اتنی کتابوں کے حوالہ جات نقل کیے ہیں تاکہ اس سے اندازہ ہو سکے کہ جس روایت میں نبی کریم ﷺ کے صلاۃ وسلام سننے کا ذکر ہے یہ کسی اکا دکا کتاب میں نہیں ہے بلکہ سلف صالحین نے اس روایت کو اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

یہاں تک تو تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ تک امتیوں کا درود وسلام پہنچتا ہے، یہاں بھی اتفاق ہے کہ آپ ﷺ صلاۃ وسلام بھیجنے والوں کو جواب بھی دیتے ہیں ، مگر کیا نبی کریم ﷺ روضہ اطہر پر صلاۃ وسلام پڑھنے والوں کی صلاۃ کو بلا واسطہ سنتے ہیں، کچھ لوگوں نے اس بات کو ناممکن کہا ہے کہ یہ پہلے ہو سکتا تھا مگر اب نہیں ہو سکتا، اب دیواریں موٹی کر دی گئی ہیں، اب وہاں تک

آواز نہیں پہنچ سکتی ، پھر کچھ کا کہنا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صلاۃ وسلام پہنچادیا جاتا ہے تو پھر قریب اور دوری کوئی بات نہیں ہے ، ہر جگہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صلاۃ وسلام پہنچادیا جاتا ہے۔

پھر اس مذکورہ روایت میں ایک راوی محمد بن مروان سدی صغیر ہیں جن کے بارے میں اہل علم کی رائے ایک نہیں ہے ، بلکہ اہل علم ان کے بارے میں جو رائے رکھتے ہیں وہ یہ ہے ، یحی بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ محمد بن مروان کوئی مضبوط راوی نہیں ہے ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ یقینی طور پر حدیث خود نہیں لکھتا تھا، علامہ جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں ضائع کر دیتا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ متروک الحدیث ہے ، صالح رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ شخص حدیثیں گڑھا کرتا تھا ، ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں وہ شخص متروک الحدیث تھا، امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے ، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ عموماً جو روایات وہ روایت کرتا ہے وہ محفوظ نہیں ہیں ، اس کی روایات میں ضعف واضح ہے ، کتب تخریج میں محمد بن مروان سدی صغیر کو محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے بہت رگیدا ہے ، جس کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف کہا گیا ہے۔

حالانکہ اسی مفہوم کی روایت تو ایسی آئی ہے جس میں کوئی راوی ضعیف نہیں ہے ، جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں **يُبَلِّغُونِي** کے الفاظ آئے ہیں ، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی روایت میں **اَبلَغَنِي** کے الفاظ آئے ہیں ، جن دونوں کا مفہوم یہی ہے کہ فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک درود شریف پہنچاتے ہیں ، اس روایت میں بھی **اُبلِغتُہٗ** کے الفاظ موجود ہیں ، جس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک درود شریف پہنچادیا جاتا ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں دوسرا مضمون جو قبر اطہر کے قریب درود شریف پڑھے اس کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس خود سنتے ہیں ، بہت ہی قابل فخر، قابل عزت اور قابل لذت چیز ہے (فضائل درود شریف ص ۲۳)

حضرت الشیخ زکریاؒ مزید لکھتے ہیں کہ

اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خود سننے میں کوئی اشکال نہیں،اس لیے کہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی قبور میں زندہ ہیں ،علامہ سخاوی نے قول بدیع میں لکھاہے کہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اوراس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اپنی قبر شریف میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن اطہر کو زمین نہیں کھا سکتی اوراس پر اجماع ہے ،امام بیہقی نے انبیاء کی حیات میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایاہے،اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث

اَلاَنبِیَاءُ اَحیَاءٌفِی قُبُورِھِم یُصَلُّونَ

کہ انبیاءاپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں،علامہ سخاوی نے اس کی مختلف طرق سے تخریج کی ہے،اورامام مسلم نے حضرت انسؓ رضی اللہ عنہ ہی کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیاہے کہ میں شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے ، نیز مسلم ہی کی روایت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیاہے کہ میں نے حضرات انبیاء کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے آپ کو دیکھا تو میں نے حضرت عیسی اور حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام کو کھڑے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔(فضائل درود شریف ص ۲۴)

طبرانی نے حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَّشهُودٌ، تَشهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، لَيسَ مِن عَبدٍ يُصَلِّي عَلَيّ إِلَّا بَلَغَنِي صَوتَهُ حَيْثُ كَانَ " قُلْنَا: وَبَعدَ وَفَاتِكَ. قَالَ: " وَبَعدَ وَفَاتِي. إِن اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَن تَأْكُلَ أَجسَادَ الْأَنْبِيَاءِ (سلوة الكئيب بوفات الحبيب)

جمعہ کے دن مجھ پر بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرو، پس اس دن پیش کیا جاتا ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، جو بندہ بھی مجھ پر درود شریف پڑھے گا اس کی آواز مجھے پہنچ جائے گی وہ جہاں کہیں بھی ہو، ہم نے عرض کیا، کیا آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میری وفات کے بعد بھی، بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھائے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہ کی روایت اس کے ساتھ ملتی جلتی ہے، صرف چند الفاظ کا فرق ہے،

أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ، تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ، إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا» قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ

جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھا کرو، پس بے شک وہ پیش کیا ہوا ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، کوئی شخص جو مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے جو نہی وہ درود شریف پڑھنے سے فارغ ہوتا ہے تو وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، اور موت کے بعد بھی پیش کیا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: موت کے بعد بھی پیش کیا جاتا ہے، بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے

جسموں کو کھائے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ باب ذکر وفاتہ ﷺ)

مسند احمد بن حنبل میں حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا

مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ "فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ عَلَيْكَ صَلَاتُنَا وَقَدْ أَرِمْتَ؟ - يَعْنِي وَقَدْ بَلِيتَ، قَالَ: " إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ (مسند احمد)

تمہارے دنوں میں جمعہ کا دن سب سے بہترین ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، اسی میں پہلی بار صور پھونکا جائے گا، اسی میں دوسری بار صور پھونکا جائے گا، پس مجھ پر اس دن میں بہت زیادہ درود شریف پڑھا کرو، پس بے شک تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ ! ہمارا درود شریف آپ ﷺ پر کیسے پیش کیا جائے گا، حالانکہ آپ ﷺ تو بوسیدہ ہو چکے ہوں گے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ حضرات انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔

نبی کریم ﷺ کی طرف سے سلام کا جواب: جب کوئی امتی آپ ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجتا ہے تو نبی کریم ﷺ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں، جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

جب کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (سنن ابی داؤد، مسند احمد، معجم الاوسط

طبرانی، سنن الصغیر، سنن الکبری امام بیہقیؒ، معجم ابن عساک)
یہاں روح لوٹادی جاتی ہے سے مراد بولنے کی طاقت کالوٹانا مراد ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں اس روایت پر آنے والے اشکال کا جواب دیا ہے فرماتے ہیں
اس روایت کے ظاہر پر اشکال ہوتا ہے کہ روح کا جسم کی طرف لوٹنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ روح جسم سے جدا ہو اور وہ موت ہے، اس اشکال کے علماء نے کئی جوابات دیے ہیں۔

(۱) رَدَّ اللّٰهُ عَلَيَّ رُوحِي یہاں روح کے لوٹانے سے مراد تدفین کے بعد روح کا لوٹانا مراد ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ روح لوٹائی جاتی ہے پھر نکالی جاتی ہے، پھر لوٹائی جاتی ہے

(۲) چلو ہم اس بات کو تسلیم کر لیتے ہیں، لیکن اس روح کو نکالنے سے مراد موت نہیں ہے بلکہ اس میں کسی قسم کی مشقت نہیں ہوتی۔

(۳) روح سے یہاں مراد وہ فرشتہ ہے جس کے سپرد درود پہنچانے کی ذمہ داری ہے

(۴) یہاں روح سے مراد نطق ہے، یعنی بولنے کی قوت۔

(۵) روح چونکہ ملأ اعلیٰ کے امور میں مشغول ہوتی ہے، جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتا ہے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف لوٹتی ہے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کرنے والے کے سلام کا جواب دیں۔ (فتح الباری ج۶ ص۴۸۸)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

لَعَلَّ مَعْنَاهُ أَنَّ رُوحَهُ الْمُقَدَّسَةَ فِي شَأْنٍ مَا فِي الْحَضْرَةِ الْإِلَهِيَّةِ، فَإِذَا بَلَغَهُ سَلَامُ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَّةِ رَدَّ اللّٰهُ تَعَالَى رُوحَهُ الْمُطَهَّرَةَ مِنْ تِلْكَ الْحَالَةِ إِلَى رَدِّ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ

شاید اس کا مطلب یہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ روح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو، جب امت میں سے کسی کا سلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچتا ہے تو اللہ اس پاکیزہ روح کو اس

حالت سے اس حالت کی طرف لوٹا دیتے ہوں جس میں آپ ﷺ سلام بھیجنے والوں کے سلام کا جواب دیں۔(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۲ ص ۷۴۳)

علامہ زین الدین المناوی رحمۃ اللہ علیہ جامع الصغیر کی شرح التیسیر میں لکھتے ہیں

ردالله علی روحی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بولنے کی طاقت کو لوٹا دیتے ہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ زندہ ہیں، آپ ﷺ کی روح آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوتی، کیونکہ حضرات انبیاء کرام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، حتی ارد تعلیل کے معنیٰ میں ہے، یعنی میری بولنے کی قوت اس لیے لوٹائی جاتی ہے تاکہ میں سلام بھیجنے والے کے سلام کا جواب دوں، اور جو لوگ جواب دینے کو زیارت کے وقت کے ساتھ خاص کرتے ہیں اس کی وضاحت بھی انہی پر ہے۔ (التیسیر شرح جامع الصغیر ج ۲ ص ۳۵۷)

سلیمان بن سحیم فرماتے ہیں کہ

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْتُونَكَ فَيُسَلِّمُونَ عَلَيْكَ أَتَفْقَهُ سَلَامَهُمْ؟ قَالَ: «نَعَمْ وَأَرُدُّ عَلَيْهِمْ(حياة الأنبياء صلوات الله عليهم بعد وفاتهم ص۱۰۵)

میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ! یہ جو لوگ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، پھر آپ ﷺ پر سلام عرض کرتے ہیں، کیا آپ ﷺ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، میں ان کے سلام کو سمجھتا بھی ہوں انہیں جواب بھی دیتا ہوں۔

روضۂ رسول اللہ ﷺ سے جواب: ارشاداتِ رسالت مآب ﷺ سے اتنا تو پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ کو صلاۃ وسلام پہنچایا جاتا ہے، پہنچ جاتا ہے، روضۂ اطہر پر سلام پڑھا جائے یا کسی اور جگہ پر آپ ﷺ کی خدمت میں اہتمام کے ساتھ پیش کیا

جاتا ہے، کہیں فرشتے ٹولیوں، گروہوں اور جماعتوں کی شکل میں گھومتے پھرتے اور صلاۃ وسلام وصول کرتے روضہ اطہر پر حاضر ہو جاتے ہیں اور کہیں روضۂ اطہر کے اوپر متعین فرشتہ دور و نزدیک کے لوگوں کے صلاۃ وسلام سن کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہے۔

پھر آپ ﷺ اس کا جواب دیتے ہیں ،یعنی وعلیک السلام فرماتے ہیں ، مگر کیا کسی مسلمان کو اس کا جواب سنائی دیتا ہے ،اس کا کسی حدیث میں ذکر نہیں ملتا اور کسی کو سنائی نہ دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ﷺ جواب بھی نہیں دیتے، نص میں موجود ہے کہ آپ ﷺ جواب دیتے ہیں، کسی کو سنائی دے یا نہ سنائی دے یہ الگ بات ہے،البتہ کچھ لوگوں کو سنائی دیا، جن کا تذکرہ کتابوں میں موجود ہے۔

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج سے فارغ ہوا تو مدینہ شریف جا پہنچا، جہاں میں نے روضۂ انور پر حاضری دی، نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس جا کر سلام عرض کیا، تو میں نے حجرۂ شریفہ کے اندر سے وعلیک السلام کی آواز سنی۔(فضائل درود شریف)

اسی طرح اٹھارہ سال روضۂ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بخاری شریف کا درس دینے والے ہندوستانی عالم دین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے بارے میں منقول ہے کہ آپؒ نبی کریم ﷺ کے روضہ انور کی صفائی جھاڑو کے ساتھ نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی داڑھی سے روضۂ انور کی صفائی کرتے تھے، پھر جب جذب وطرب میں روضہ اقدس پر صلاۃ وسلام پیش کرتے تو اندر سے جواب آتا تھا وعلیک السلام یا ولدی، میرے بیٹے تجھ پر بھی سلام ہو۔

روضے پر صلاۃ افضل یا سلام؟

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو صلاۃ و سلام دونوں پیش کرنے کا حکم دیا ہے، مگر اہل علم کے ہاں روضہ پر حاضری کے وقت صلاۃ پڑھنا افضل ہے یا سلام بھیجنا؟اس پر اہل علم فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھنا درود پڑھنے سے زیادہ افضل ہے ،یعنی السلام علیک یارسول اللہ افضل ہے ،الصلاۃ علیک یارسول اللہ سے ،علامہ باجیؒ کی رائے یہ ہے کہ درود افضل ہے،علامہ سخاویؒ کہتے ہیں کہ پہلا ہی قول زیادہ صحیح ہے جیساکہ علامہ مجدالدین صاحب قاموس کی رائے ہے، اس لیے کہ حدیث میں مامن مسلم یسلم علی عندقبری آیاہے ،علامہ سخاوی کا اشارہ اس حدیث پاک کی طرف ہے جوابوداؤد شریف میں حضرت ابوہریرہ سے نقل کی گئی ہے کہ جب کوئی شخص مجھ پر سلام کرتا ہے تواللہ جل شانہ مجھ پر میری روح لوٹا دیتے ہیں، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتاہوں (فضائل درود شریف)

کچھ علماء کرام درود شریف پڑھنے کوافضل قرار دیتے ہیں کیونکہ روایات میں درود شریف پڑھنے کا بھی ذکر موجود ہے،اس لیے بہتر یہ ہے کہ درود اور سلام دونوں کو جمع کیا جائے ، الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ ،الصلاۃ والسلام علیک یا نبی اللہ پڑھا جائے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رکھی جائے کہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ مبارکہ میں آرام فرمارہے ہیں، وہ پاکستان یا کسی دوسرے ملک میں آتے جاتے نہیں ہیں، وہیں آرام فرماہیں اور روضہ کوئی معمولی مقام نہیں ہے جنت کا ٹکڑا ہے، جیساکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے گرامی

نبی کریم ﷺ کے ناموں کے بارے میں علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا کہ ننانوے نام ہیں ، بعض کے نزدیک ایک ہزار نام ہیں ، بعض کے نزدیک دو ہزار نام ہیں ، کثرت اسامی فضیلت اور شرف پر دلالت کرتے ہیں ، علامہ سخاوی نے اپنی کتاب القول البدیع میں چار سو اٹھائیس نام نقل فرمائے ہیں ،ان تمام ناموں میں حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام گرامی محمد (ﷺ) بہت زیادہ مشہور ہے۔

اسم محمد ﷺ لفظ حمد سے بنا ہے ، حمد کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی عمدہ اور اچھی تعریف ، یہ معنی جہاں اللہ کی اچھی اور عمدہ تعریف کو شامل ہے وہاں اس کی محبت ، اس کی بزرگی اور تعظیم کو بھی شامل ہے ، لفظ محمد مفعّل کے وزن پر بنا ہے ، جیسے معظّم ، محبّب ، مسوّد ، مبجّل ۔ ان الفاظ میں تکثیر کا معنی پایا جاتا ہے ، اگر اس سے اسم فاعل مشتق ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے وہ شخص جس سے بہت زیادہ فعل صادر ہو ، ایک بار کے بعد دوبارہ اس سے یہ فعل صادر ہو ،

جیسے معلّم ، مفہّم ، مبیّن ، مخلّص ، مفرّج ۔ اگر اس سے اسم مفعول مشتق ہو تو اس کا معنی ہوتا ہے جس پر فعل ایک بار کے بعد کئی بار واقع ہو ، چاہے استحقاقاً ہو یا وقوعاً ہو

محمد کا معنی ہے جس کے لیے تعریف کرنے والوں کی بہت زیادہ تعریف ہو ، ایک کے بعد پھر دوبارہ جس کی تعریف کی جائے اسے محمد کہا جاتا ہے ، وہ شخص جو ایک بار کے بعد دوبارہ تعریف کا مستحق ہو اسے محمد کہا جاتا ہے۔

محمد ایسا نام ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے حق میں علم اور صفت دونوں جمع ہیں ، جب کہ یہ نام اور بہت سے لوگوں نے رکھا ہوا ہے تو ان کے لیے صرف علم ہے

صفت نہیں ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ناموں کی شان ہے، اس کی کتاب اور اس کے نبیوں کے نام کی شان ہے ،یہ ایسے مبارک نام ہیں جن کے معانی ان کے اوصاف ومحامد پر دلالت کرتے ہیں ،ان میں علمیت اور وصفیت کے اندر کوئی تضاد نہیں پایا جاتا، بخلاف دوسری مخلوق کے ،جیسے اللہ کے اسماء میں خالق، باری، مصوّر، قہار ہے، یہ نام اس کی صفات پر دلالت کرتے ہیں، اسی طرح قرآن کریم کے نام قرآن، کتاب مبین وغیرہ جہاں نام ہیں وہاں اس کی وصف پر بھی دلالت کرتے ہیں، اسی طرح نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی ہیں ، محمد، احمد، ماحی یہ جہاں نام ہیں وہاں نبی کریم ﷺ کے اوصاف پر بھی دلالت کرتے ہیں، جیسے حضرت جبیر بن مطعم کی روایت میں ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ لِي أَسمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وأَنَا أَحمَدُ، وأَنَا المَاحِيُّ الّذِي يَمحُوا اللّٰهُ بِيَ الكُفرَ

بے شک میرے کچھ نام ہیں ،میں محمد ہوں ،میں احمد ہوں ،میں ماحی ہوں ،میرے ذریعے اللہ کفر کو مٹائے گا۔(بخاری)

آپ ﷺ نے ایسے ناموں کا ذکر کیا جن کے معانی کی طرف بھی اشارہ فرمایا، یہ محض نام ہی نہیں ہیں ،جن کا معنی کوئی نہ ہو، جو کسی مدح پر دلالت نہ کریں، اسی لیے تو حضرت حسان بن ثابت نے آپ ﷺ کی شان میں فرمایا:

وَشَقَّ لَه مِن اِسمِهِ لِيُجِلَّهُ ... فَذُو العَرشِ مَحمُودٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدُ

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نام گرامی کو اپنے نام سے مشتق فرمایا ہے، تاکہ آپ ﷺ کو ساری مخلوق پر محترم بنایا جائے، پس عرش والا محمود ہے اور یہ محمد ہیں۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ کے جو نام ہیں وہ صرف نام ہی نہیں

ہیں بلکہ وہ آپ ﷺ کے اوصاف پر بھی دلالت کرتے ہیں، تو معلوم ہو گیا کہ محمد کا لفظ حمد کے مادے سے وجود میں آیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ محمد وہ ہے جس کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو، تو نبی کریم ﷺ اللہ کے ہاں محمود ہیں، اللہ کے فرشتوں کے ہاں محمود ہیں، اپنے برادر انبیاء کرامؑ کے ہاں محمود ہیں اہل زمین کے ہاں محمود ہیں، اگرچہ بعض اہل زمین میں سے آپ ﷺ کا انکار بھی کرتے ہیں، ہر عاقل کے ہاں آپ ﷺ میں جو صفات کمال پائی جاتی ہیں وہ سب محمود ہیں، اگرچہ کچھ لوگوں کی عقل و خرد پر پردہ پڑا ہے، انکار و جحود کا، عناد اور جہالت کا، جو آپ ﷺ کی ان صفات محمود سے آگاہ ہو گیا وہ آپ ﷺ کی صفات کمالیہ کی تعریف کیے بغیر رہ نہیں سکتا، یہ شخص حقیقی طور پر آپ ﷺ کی تعریف کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حمد سے آپ ﷺ کا نام محمد بنایا ہے، اسی سے آپ ﷺ کا ایک نام احمد ہے، آپ ﷺ کی امت کا نام حمادون ہے، جو تنگی اور خوشی میں اللہ کی تعریف کرتی ہے، آپ ﷺ کی امت کی نماز بھی حمد سے شروع ہوتی ہے، ان کا خطبہ بھی حمد سے شروع ہوتا ہے، ان کی کتاب بھی حمد سے شروع ہوتی ہے، اسی طرح اللہ کے ہاں لوح محفوظ پر لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ کے خلفاء اور آپ ﷺ کے اصحاب جب قرآن کریم کو لکھتے ہیں تو حمد سے آغاز کرتے ہیں، قیامت کے دن آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں حمد کا جھنڈا ہو گا، جب آپ ﷺ اپنے رب تعالیٰ کے سامنے شفاعت کے لیے سر مبارک سجدے میں رکھیں گے تو آپ ﷺ کو شفاعت کی اجازت دی جائے گی، اس وقت آپ ﷺ کے دل پر اللہ کی ایسی حمد کھلے گی جس سے آپ ﷺ اللہ کی تعریف و ثناء بیان کریں گے، آپ ﷺ مقام محمود پر ہوں گے جس کے لیے اولین اور آخرین رشک کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نافِلَةً لَكَ عَسى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقاماً مَحْمُوداً (الإسراء: ۷۹)

رات کو تہجد ادا کیجیے، یہ آپ ﷺ کے لیے زائد ہے، قریب ہے کہ اللہ آپ ﷺ کو مقام محمود پر بھیج دے۔

جب آپ ﷺ مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے تو اس وقت میدان حشر میں لوگ آپ ﷺ کی تعریف کریں گے، مسلمان ہوں یا کافر، اولین ہوں یا آخرین سب ہی آپ ﷺ کی تعریف کریں گے، اور آپ ﷺ قابل تعریف کیوں نہ ہوں کہ آپ ﷺ نے زمین کو رشد و ہدایت کے ساتھ بھر دیا ہے، ایمان اور علم نافع سے روشن کر دیا ہے، عمل صالح کی عطر بیزیوں سے معطر کر دیا ہے۔

انہی کی بدولت زنگ آلود دلوں کے تالے کھولے گئے، اہل زمین کی ظلمت وتاریکیاں انہی کے وجود مسعود سے دور کی گئیں، اہل زمین کو انہی کے دم قدم سے شیطانی چالوں اور جالوں سے بچایا گیا، شرک وبت پرستی، کفر وجہل کے اندھیرے انہی کے طفیل چھٹے۔

انہی کی آمد کی بدولت اہل دنیا نے ایمان وایقان کا آب حیات نوش جان کیا اور ابدی سعادتوں سے بہرہ ور ہوئے، اہل زمین آپ ﷺ کی رسالت کے زیادہ محتاج تھے، اس لیے کہ وہ بت پرستوں کے بیچ میں رہتے تھے، وہ صلیب پرستوں، آتش پرستوں، کواکب پرستوں، مغضوب علیھم اور ضالین کے بیچ میں رہتے تھے وہ ان لوگوں کے اندر رہتے تھے جن پر اللہ کا غیظ وغضب نازل ہوا، وہ کسی رب کو نہیں جانتے تھے جس کی عبادت کرتے۔

اور کیونکر کر سکتے تھے کہ وہاں توانسان انسانوں کو کھائے جارہا تھا، جس چیز کو اچھا سمجھا جاتا اسے اپنی طرف کھینچ لیا جاتا اور جس چیز کو برا سمجھا جاتا تھا اسے قتل کر دیا جاتا تھا، زمین پر نور رسالت سے چمکنے والی اتنی جگہ بھی نہ تھی جس پر قدم رکھا جا سکتا، یہی وہ وقت تک جب رب العالمین نے زمین پر اپنی رحمت کی نظر ڈالی، اللہ نے ملکوں اور بندوں کی دستگیری فرمائی، ان کی فریاد سنی۔

ظلم وستم کی دبیز چادریں پاٹ ڈالیں، ویرانیوں کے بعد آبادیاں کر دیں، گمراہیوں کو ہدایت سے بدل ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ظلم کی سیاہ رات چھٹ گئی، ویرانی کے سیاہ اور مہیب بادل ہٹ گئے، گمراہی کے بت منہ کے بل جا گرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے علم کا نور پھیلا، جہالت کی تاریکی کافور ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے مال ودولت کی قلت کثرت میں بدل گئی، محتاجی کے بعد غنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہی ملا، ذلتوں اور پستیوں کی گہرائیوں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے طفیل انسانیت اوج ثریا کی طرف محو پرواز ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے تو اندھوں کو بینائی مل گئی، بہروں کو شنوائی مل گئی، غافلوں کو دل بیدار مل گیا، لوگوں نے اپنے رب کو پہچانا، اپنے معبود کو جانا، انہیں ایسی معرفت نصیب ہوئی کہ وہ حد نگاہ تک دیکھنے اور دور تک سوچنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک نورانی مشن کا آغاز کیا، جس کی وجہ سے انسانیت کے دل اللہ کی معرفت سے جگمگانے لگے، شکوک وشبہات کے بادل چھٹ گئے، ریب وتردد کی پرچھائیاں ہٹنے لگیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں ساری ظلمانی لہروں کو ہٹایا جیسے بادل ہٹنے کے بعد چودھویں کا چاند دنیا کو روشن کر دیتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آکر انسانیت کو ساری مخلوقات سے بے نیاز کر کے صرف در خالق پر جھکا دیا۔

جیسے اللہ نے قرآن میں فرمایا:

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنا عَلَيْكَ الْكِتابَ يُتْلى عَلَيْهِمْ إِنَّ فِي ذلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرى لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (سورة العنكبوت: ٥١)

کیاان لوگوں کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ ﷺ پر عظیم الشان کتاب اتاری ہے جوان پر تلاوت کی جاتی ہے،اس کتاب میں رحمت اوراہل ایمان کے لیے نصیحت ہے۔

آپ ﷺ نے انہیں ایسا راستہ بتایاجوانہیں ان کے رب سے ملاتاہے،اس کی رضااوراس کی عزت کے گھر کی طرف انہیں پہنچاتاہے،کوئی نیکی آپ ﷺ نے ایسی نہیں چھوڑی جس کاانہیں حکم نہ دیاہو،کوئی برائی ایسی نہیں چھوڑی جس سے انہیں منع نہ کیاہو،جیساکہ ارشادہے،آپ ﷺ نے فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ، إِلا قَدْ أَمَرْتُكُمْ بِهِ، وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ، وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ إِلا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ،(شرح السنہ للبغوی ج۱۴ص۳۰۳)

اے لوگو!کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو تمہیں جنت کے قریب کرتی ہواوردوزخ سے تمہیں دورکرتی ہو،مگرمیں نے تمہیں اس کاحکم نہ دیاہواورکوئی چیزایسی نہیں ہے جو تمہیں دوزخ سے قریب کرتی ہواورجنت سے تمہیں دورکرتی ہو مگرمیں نے تمہیں اس سے منع نہ کیاہو۔

حضرت ابوذرغفاری فرماتے ہیں کہ

وَمَا طَائِرٌ يُقَلِّبُ جَنَاحَيْهِ فِي الْهَوَاءِ، إِلَّا وَهُوَ يُذَكِّرُنَا مِنْهُ عِلْمًا، قَالَ: فَقَالَ: صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا بَقِيَ شَيْءٌ يُقَرِّبُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَيُبَاعِدُ مِنَ النَّارِ، إِلَّا وَقَدْ بُيِّنَ لَكُمْ

پرندہ اپنے پروں کو ہوا میں پلٹتا تھا تو اس پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کچھ نہ کچھ علم کی بات بتاتے تھے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز تمھیں جنت کے قریب اور دوزخ سے دور کرتی ہے اس میں سے کوئی ایسی نہیں بچی جو تمہارے سامنے بیان نہ کر دی گئی ہو۔(معجم کبیر طبرانی ج ۲ ص ۱۵۵،ابن حبان، بزار)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کو اس کی پہچان کروائی جیسا کہ اس کو پہچاننے کا حق تھا، معاملے کو بالکل کھول کر اور نتار کر پیش کیا، علم نافع کا کوئی ایسا دروازہ نہیں چھوڑا جو انسانوں کو رب کے قریب کرتا ہو اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھولا نہ ہو، کوئی مشکل ایسی نہیں چھوڑی جسے بیان نہ کیا ہو،اس کی وضاحت نہ کی ہو، یہاں تک کہ اللہ نے انسانی دلوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے ہدایت دی، بیمار دلوں کو شفا دی، جہالت میں ان کی دستگیری کی، کون سا ایسا انسان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ اس بات کا حق دار ہو کہ اس کی تعریف کی جائے ،اور اس کی امت کی طرف سے اسے بہترین بدلہ دیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف وستائش کی جاتی ہے کہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمدہ اخلاق سے مزین کیا،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نفیس الطبع بنایا، جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی جانب دیکھتا ہے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اچھی عادات کی طرف دیکھتا ہے تو تعریف وستائش کرتا دکھائی دیتا ہے ،اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق میں بہت زیادہ علم والے تھے ،سب سے زیادہ امانت دار تھے سب سے زیادہ سچے انسان تھے ،سب سے زیادہ بردبار،سب سے زیادہ سخی تھے ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت زیادہ برداشت کرنے والے تھے ،بہت زیادہ معاف کرنے والے اور درگزر کرنے والے تھے ،جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص جہالت کے ساتھ پیش آتا تو یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بردباری اور حلم میں اضافہ کرتی تھی۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تورات میں یوں تعریف کی گئی ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ، أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُكَ المُتَوَكِّل، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاَ غَلِيظٍ، وَلاَ سَخَّابٍ بِالأَسْوَاقِ، وَلاَ يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ المِلَّةَ العَوْجَاءَ، بِأَنْ يَقُولُوا: لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَفْتَحَ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا (بخاری ،باب کراھیہ السخب فی الاسواق)

اے نبی! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک ہم نے آپ کو شاہد، خوشخبری دینے والا اور امیوں کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل (اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھنے والے) رکھا ہے، سخت زبان ہیں اور نہ ہی سخت کلام،

نہ بازار میں شور مچانے والے ہیں، آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے، بلکہ معاف کرتے ہیں اور در گزر کرتے ہیں اور ہرگز اللہ انہیں اس وقت تک نہیں اٹھائے گا جب تک ان کے ذریعے ٹیڑھے مذاہب کو سیدھا نہ کر دیں، بایں طور کہ وہ کہیں لا الہ الا اللہ، اللہ ان کے ذریعے اندھوں کی آنکھیں کھولے گا، بہروں کے کان کھولے گا، بند دل کھولے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں، سب سے زیادہ ان پر شفقت کرنے والے ہیں، مخلوق کو دین و دنیا میں سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے ہیں، مخلوق میں سب سے زیادہ صاف زبان ہیں مقصود پر دلالت کرنے والے ہیں، بہت مختصر الفاظ میں بہت سے معانی کی خوبصورت تعبیر کرنے والے ہیں، مقام صبر پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے ہیں، دشمن کے مقابلے میں سب سے زیادہ سچ بولنے والے ہیں، معاہدہ اور ذمہ داری کو سب سے

زیادہ پورا کرنے والے ہیں، اچھائی پر سب سے زیادہ بڑھ چڑھ کر بدلہ دینے والے ہیں ،آپ ﷺ بہت زیادہ تواضع کرنے والے ہیں، دوسروں کو اپنی ذات پر بہت زیادہ ترجیح دینے والے ہیں، اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بہت زیادہ دفاع کرنے والے اور ان کی نگرانی کرنے والے ہیں، جس بات کا آپ ﷺ لوگوں کو حکم دیتے ہیں خود اس پر سختی سے عمل کرتے ہیں، جس چیز سے لوگوں کو منع کرتے ہیں خود اس کو سب سے زیادہ چھوڑنے والے ہوتے ہیں، مخلوق میں سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

حضرت علی المرتضی شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا، وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيكَةً، وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُولُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (شمائل ترمذی)

آپ ﷺ دل کے سخی تھے، لہجے میں بہت زیادہ سچے تھے، اور بہت زیادہ نرم مزاج تھے، رہن سہن میں بہت زیادہ شریف تھے، جو شخص آپ کو پہلی بار دیکھتا تو گھبرا جاتا تھا، جو آپ ﷺ کے ساتھ رل مل جاتا تھا وہ آپ ﷺ سے محبت رکھتا تھا، وہ آپ ﷺ کی تعریف کرتے ہوئے کہتا تھا کہ میں نے آپ ﷺ جیسا اس سے پہلے بھی نہیں دیکھا اور ان کے بعد بھی نہیں دیکھا۔

دل کے سخی سے مراد یہاں دل کی نیکی اور بہت زیادہ خیر ہے، اس لیے کہ خیر اور بھلائی تو آپ ﷺ کے اندر سے پھوٹتی تھی، آپ ﷺ کا دل تو ہر خیر کا مرکز تھا، تمام خیریں اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے قدموں میں جمع کر دی تھیں، ان بھلائیوں کا مرکز آپ ﷺ کا سینہ تھا۔ جہاں تک آپ ﷺ کے لہجے کی سچائی کا تعلق ہے تو اس کا اعتراف اپنے تو اپنے آپ ﷺ کے دشمن بھی کرتے تھے جو آپ

ﷺ کے ساتھ بر سر پیکار تھے وہ بھی کرتے تھے، کبھی کسی دشمن کو آپ ﷺ کا جھوٹ دکھائی نہیں دیا، اس بات کی گواہی آپ ﷺ کے دشمن چاہے وہ مشرکین ہوں یا اہل کتاب سب ہی دیں گے۔

آپ ﷺ کے ناموں کی فہرست

نبی کریم ﷺ کے لیے استعمال کیے جانے والے ناموں کی ایک طویل فہرست ہے جو اہل ذوق نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اپنی کتابوں میں نقل فرمائی ہے ،ابو بکر بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاحوذی شرح جامع الترمذی میں ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور نبی کریم ﷺ کے بھی ہزار نام ہیں، مگر ان میں سے تفصیل کے ساتھ صرف اور صرف ساٹھ سے کچھ اوپر لکھے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے ناموں کے حوالے سے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "البهجة السوية في الأسماء النبوية" ہے اس میں پانچ سو کے قریب نام ذکر کیے ہیں۔

علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے مصر میں دو جلدوں پر مشتمل کتاب المستوفی في اسماء المصطفی کی زیارت کی تھی ،جو حافظ ابن الدحیہؒ کی تصنیف ہے ،اس کتاب میں حافظ ابن الدحیہؒ نے تین سو سے اوپر نام نقل کیے ہیں،ابن فارس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کے دو ہزار بیس نام ہیں۔

علامہ شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن محمد السخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع" علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الشفاء" ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "القبس" اور "الاحکام" اور ابن سید الناسؒ نے اپنی کتاب "عیون الاثر" میں چارسو نام ذکر کیے ہیں۔ ذخیرہ حدیث

میں آپ ﷺ کے اتنے زیادہ نام موجود نہیں ہیں، چند نام مذکور ہیں جو آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے خود ذکر کیے ہیں، ساتھ ہی ان کے مفاہیم بھی خود ہی بیان کیے ہیں، ہم نے یہاں علامہ شمس الدین سخاوی کی کتاب "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع" سے آپ ﷺ کے وہ اسمائے گرامی نقل کیے ہیں جو انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب فرمائے ہیں

حرف "الف" سے شروع ہونے والے نام

① سَیِّدِنَا الاَبَرّ بِاللہ ﷺ، اللہ سے سب سے زیادہ خیر کا معاملہ کرنے والا۔

② سَیِّدِنَا الاَبطح ﷺ، بطحاء کے رہنے والے

③ سَیِّدِنَا أَتقَی النَّاسِ ﷺ، لوگوں میں سب سے زیادہ متقی۔

④ سَیِّدِنَا الاتقی للہ ﷺ، اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والے۔ ﷺ ﷺ

⑤ سَیِّدِنَا أَجوَدُ النَّاسِ ﷺ، لوگوں میں سب سے زیادہ سخی

⑥ سَیِّدِنَا الأَحَدُ ﷺ منفرد صفات والے

⑦ سَیِّدِنَا أَحسَنُ النَّاسِ ﷺ، لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، ﷺ

⑧ سَیِّدِنَا أَحمَدُ ﷺ، اللہ کی بہت زیادہ تعریف کرنے والے۔

⑨ سَیِّدِنَا أَجِیدَ أُمَّتِي عَنِ النَّارِ اپنی امت کو سب سے زیادہ جہنم سے ہٹانے والے

⑩ سَیِّدِنَا الأَخِذُ بِالحُجُرَاتِ ﷺ، اپنی بیویوں کے لیے حجرے رکھنے والے

⑪ سَیِّدِنَا آخِذُ الصَّدَقَاتِ صدقات وصول کرکے مستحقین میں تقسیم کرنے والے

⑫ سَیِّدِنَا الآخِرُ ﷺ، تمام انبیاء سے اخیر میں تشریف لانے والے

⑬ سَیِّدِنَا الأَخشیٰ للہ ﷺ، اللہ سے بہت زیادہ ڈرنے والے

⑭سَیِّدِنَا آذُنُ خَیرٍ ﷺ، اچھی باتیں سننے والے۔

⑮سَیِّدِنَا أَرجَحُ النَّاسِ عَقلاً ﷺ، لوگوں میں سب سے زیادہ عقل والے

⑯سَیِّدِنَا أَرحَمُ النَّاسِ بِالعِیَالِ ﷺ، لوگوں میں اپنے اہل وعیال پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

⑰سَیِّدِنَا أَشجَعُ النَّاسِ ﷺ، لوگوں میں سب سے زیادہ بہادر

⑱سَیِّدِنَا الأَصدَقُ فِي اللہ ﷺ، اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سچے

⑲سَیِّدِنَا أَطیَبُ النَّاسِ رِیحاً ﷺ، لوگوں میں خوشبو کے لحاظ سے سب سے زیادہ معطر

⑳ سَیِّدِنَا الأَعَزُّ ﷺ، سب سے زیادہ عزت والے

(۲۱)سَیِّدِنَا الأَعلَمُ بِاللہ ﷺ، اللہ کو سب سے زیادہ جاننے والے

(۲۲)سَیِّدِنَا أَکثَرُ الأَنبِیَاءِ تَبعاً پیروکاروں کے لحاظ سے تمام انبیاء سے زیادہ

(۲۳)سَیِّدِنَا أَکرَمُ النَّاسِ ﷺ، لوگوں میں سب سے زیادہ عزت والے

㉔آکرَمُ وُلدِ آدَمَ ﷺ، اولاد آدم میں سب سے زیادہ سخی

(۲۵)سَیِّدِنَا إِمَامُ الخَیرِ ﷺ، بھلائی کے امام

(۲۶)سَیِّدِنَا إِمَامُ المُرسَلِینَ ﷺ، رسولوں کے پیشوا

(۲۷)سَیِّدِنَا إِمَامُ المُتَّقِینَ ﷺ، پرہیزگاروں کے پیشوا

(۲۸)سَیِّدِنَا إِمَامُ النَّبِیِینَ ﷺ، نبیوں کے پیشوا

(۲۹)سَیِّدِنَا الإِمَامُ ﷺ، پیشوائی کرنے والے

(۳۰)سَیِّدِنَا الآمِرُ ﷺ، اچھی باتوں کا حکم دینے والے

(۳۱)سَیِّدِنَا الآمِنُ ﷺ، امن وامان قائم کرنے والے

(۳۲)سَیِّدِنَاأَمَنَةُ أَصحَابِهِاپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ اطمینان والے

(۳۳) اَلأَمِینُ ﷺ،امانت دار

(۳۴)سَیِّدِنَاالأُمِيُّ ﷺ، جنہوں نے کسی سے لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا

(۳۵)سَیِّدِنَا أَنعَمَ اللّٰہ ﷺ،زیادہ انعامات حاصل کرنے والے

(۳۶)سَیِّدِنَا اَلأَوَّلُ ﷺ،سب سے پہلے پیام نجات لانے والے

(۳۷)سَیِّدِنَاأَوَّلُ شَافِعٍ ﷺ:سب سے پہلے سفارش کرنے والے

(۳۸)سَیِّدِنَاأَوَّلُ المُسلِمِینَ ﷺ،سب سے پہلے فرمانبردار

(۳۹)سَیِّدِنَا أَوَّلُ مُشَفَّعٍ ﷺ، سب سے پہلے جن کی سفارش قبول کی گئی

(۴۰)سَیِّدِنَا أَوَّلُ المُؤمِنِینَ ﷺ، سب سے پہلے ایمان والے

(۴۱)سَیِّدِنَااَلبَارقَلِیطُ ﷺ، حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے۔

(۴۲)سَیِّدِنَااَلبَاطِنُ ﷺ،پوشیدہ کمالات رکھنے والے

(۴۳)سَیِّدِنَا اَلبُرهَانُ ﷺ، دلیل ثابت

(۴۴)سَیِّدِنَااَلبَرُّقَلِیطسِي ﷺ،جو اللہ کی بہت زیادہ تعریف کرے۔

حرف "ب" سے شروع ہونے والے نام

(۴۵)سَیِّدِنَا بَشَرٌ ﷺ، انسان

(۴۶)سَیِّدِنَابُشرٰی عِیسٰی ﷺ،حضرت عیسی کی خوشخبری

(۴۷)سَیِّدِنَااَلبَشِیرُ ﷺ، جنت کی خوشخبری دینے والا

(۴۸)سَیِّدِنَااَلبَصِیرُ البَلِیغُ ﷺ، دور تک دیکھنے والا

(۴۹)سَیِّدِنَابَیَانٌ ﷺ،صاف گفتگو کرنے والا

(۵۰)سَیِّدِنَا بِیَانُ البَیِّنَۃِ ﷺ ، روشن دلائل والے۔

حرف "ت" سے شروع ہونے والے نام

(۵۱)سَیِّدِنَا اَلتَّالِيُ التَّذکِرَۃُ ﷺ، نصیحت کرنے والا پشت پناہ

(۵۲)سَیِّدِنَا اَلتُّقَی التَّنزِیلُ ﷺ، جو چیز اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس سے ڈرانے والا

(۵۳)سَیِّدِنَا اَلتِّھَامِيُ ﷺ، تہامہ کے رہنے والے۔

حرف "ث" سے شروع ہونے والے نام

(۵۴)سَیِّدِنَا ثَانِي اِثنَینِ ﷺ، دو میں سے دوسرا۔ غار ثور میں ہجرت کی رات حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معیت میں تھے، قرآن کریم نے ان دونوں برگزیدہ ہستیوں کا ذکر کیا تو ثَانِي اِثنَینِ اِذھمَافِي الغَارِ کہا۔

حرف "ج" سے شروع ہونے والے نام

(۵۵)سَیِّدِنَا اَلجَبَّارُ ﷺ، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا

(۵۶)سَیِّدِنَا اَلجِدُّ ﷺ، حقیقت پر مبنی بات کرنے والے

(۵۷)سَیِّدِنَا اَلجَوَّادُ ﷺ، بہت زیادہ سخی۔

حرف "ح" سے شروع ہونے والے نام

(۵۸)سَیِّدِنَا حَاتِمُ ﷺ، فیصلہ کن بات کرنے والے

(۵۹)سَیِّدِنَا اَلحَاشِرُ ﷺ، میدان محشر میں لوگوں کو جمع کرنے والے

(۶۰)سَیِّدِنَا اَلحَافِظُ ﷺ، اللہ کے احکامات کی حفاظت کرنے والے

(۶۱)سَيِّدِنَا الْحَاكِمُ بِمَا أَرَادَ اللهُ ﷺ، اللہ کے ارادے کے مطابق فیصلہ کرنے والے

(۶۲)سَيِّدِنَا الْحَامِدُ ﷺ، اللہ کی تعریف کرنے والے

(۶۳)سَيِّدِنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمدِ ﷺ، حمد کا جھنڈا اٹھانے والے

(۶۴)سَيِّدِنَا الْحَبِيبُ ﷺ، اللہ کے محبوب

(۶۵)سَيِّدِنَا حَبِيبُ الرَّحْمٰنِ ﷺ، رحمن کے محبوب

(۶۶)سَيِّدِنَا حَبِيبُ اللهِ ﷺ، اللہ کے دوست

(۶۷)سَيِّدِنَا الْحِجَازِيُّ ﷺ، حجاز کے رہنے والے

(۶۸)سَيِّدِنَا الْحُجَّةُ ﷺ، اہلِ زمین کے لیے دلیل

(۶۹)سَيِّدِنَا الْحُجَّةُ البَالِغَةُ ﷺ، کمال کو پہنچنے والی دلیل

(۷۰)سَيِّدِنَا حِرزُ الأَمِينِ ﷺ امانت کی حفاظت کرنے والے

(۷۱)سَيِّدِنَا الْحَرَمِيُّ ﷺ، حرمین کے رہنے والے۔ ﷺ

(۷۲)سَيِّدِنَا الْحَرِيصُ عَلَى الإِيمَانِ ﷺ، ایمان پر حریص

(۷۳)سَيِّدِنَا الْحَفِيظُ ﷺ، نگہبان

(۷۴)سَيِّدِنَا الْحَقُّ الْحَكِيمُ ﷺ، حق اور حکمت والے

(۷۵)سَيِّدِنَا الْحَلِيمُ ﷺ، بردبار

(۷۶)سَيِّدِنَا حَمَّادٌ ﷺ، اللہ کی بہت زیادہ تعریف کرنے والا

(۷۷)سَيِّدِنَا حَمطَايَا، يا حَميَاطَا ﷺ، برے کاموں سے روکنے والا

(۷۸)سَيِّدِنَا حٰمٓ عٓسٓقٓ ﷺ، اس نام کا معنی اللہ ہی کے علم میں ہے

(۷۹)سَيِّدِنَا الْحَمِيدُ ﷺ، اللہ کی نعمتوں کی بہت زیادہ تعریف کرنے والا

(۸۰)سَیِّدِنَا اَلحَنِیفُ ﷺ، تمام باطل ادیان سے یکسو ہو کر حق پر ڈٹ جانے والا

حرف "خ" کے ساتھ شروع ہونے والے نام

(۸۱)سَیِّدِنَا خَاتَمُ النَّبِیِینَ ﷺ، تمام انبیاء کرام کے بعد میں آنے والا۔

(۸۲)سَیِّدِنَا اَلخَاتَمُ ﷺ، ختم نبوت کی مہر

(۸۳)سَیِّدِنَا اَلخَازِنُ لِمَالِ اللّٰہ ﷺ، اللہ کے مال کی حفاظت کرنے والا۔

(۸۴)سَیِّدِنَا اَلخَاشِعُ ﷺ ، اللہ سے ڈرنے والا

(۸۵)سَیِّدِنَا اَلخَاضِعُ ﷺ، اللہ کے سامنے جھکنے والا

(۸۶)سَیِّدِنَا اَلخَالِصُ ﷺ، کھرے

(۸۷)سَیِّدِنَا اَلخَبِیرُ ﷺ، بہت زیادہ خبر رکھنے والے

(۸۸)سَیِّدِنَا خَطِیبُ الأَنبِیَاءِ ﷺ، انبیاء کے خطیب

(۸۹)سَیِّدِنَا اَلخَلِیلُ ﷺ، اللہ سے دوستی رکھنے والے

(۹۰)سَیِّدِنَا خَلِیلُ الرَّحمٰنِ ﷺ، رحمن سے دوستی رکھنے والے، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۹۱)سَیِّدِنَا خَلِیلُ اللّٰہ ﷺ، اللہ سے دوستی رکھنے والے

(۹۲)سَیِّدِنَا خَیرُ الأَنبِیَاءِ ﷺ، انبیاء میں بہترین

(۹۳)سَیِّدِنَا خَیرُ البَرِیَّةِ ﷺ، مخلوق میں بہترین

(۹۴)سَیِّدِنَا خَیرُ خَلقِ اللّٰہ ﷺ، اللہ کی مخلوق میں بہترین

(۹۵)سَیِّدِنَا خَیرُ العَالَمِینَ طُرّاً ﷺ، تمام عالم میں بہتر، صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۹۶)سَیِّدِنَا خَیرُ النَّاسِ ﷺ، لوگوں میں بہترین

(۹۷)سَیِّدِنَا خَیرُ النَّبِیِینَ ﷺ، نبیوں میں بہترین

(۹۸)سَیِّدِنَا خِیرَۃُ الأُمَّۃِ ﷺ، آخری امت میں چنے ہوئے

(۹۹)سَیِّدِنَا خِیرَۃُ اللہ ﷺ، اللہ کے چنے ہوئے

حرف "د" سے شروع ہونے والے نام

(۱۰۰)سَیِّدِنَا دَارُ الحِکمَۃِ ﷺ، تمام حکمتوں کو جمع کرنے والے۔

(۱۰۱)سَیِّدِنَا اَلدَّاعِي إِلَی اللہ ﷺ، اللہ کی طرف بلانے والے

(۱۰۲)سَیِّدِنَا دَعوَۃُ إِبرَاهِیمَ ﷺ، ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ۔

(۱۰۳)سَیِّدِنَا دَعوَۃُ النَّبِیِّینَ ﷺ، نبیوں کی دعا کا ثمر

(۱۰۴)سَیِّدِنَا اَلدَّلِیلُ ﷺ، راہبر وراہنما۔

حرف "ذ" سے شروع ہونے والے نام

(۱۰۵)سَیِّدِنَا اَلذَّاکِرُ ﷺ، اللہ کی یاد کرانے والے

(۱۰۶)سَیِّدِنَا اَلذِّکرُ ﷺ، سراپا اللہ کی یاد

(۱۰۷)سَیِّدِنَا ذُو الحَقِّ المَورُودِ ﷺ، نازل شدہ حق کو لانے والے

(۱۰۸)سَیِّدِنَا ذُو الحَوضِ المَورُودِ ﷺ، حوض کوثر پر آنے والے۔

(۱۰۹)سَیِّدِنَا ذُو الخُلُقِ العَظِیمِ ﷺ، بلند اخلاق والے۔

(۱۱۰)سَیِّدِنَا ذُو الصِّرَاطِ المُستَقِیمِ ﷺ، سیدھے راستے والے۔

(۱۱۱)سَیِّدِنَا ذُو القُوَّۃِ ﷺ، طاقت والے

(۱۱۲)سَیِّدِنَا ذُو المُعجِزَاتِ ﷺ، معجزات والے۔

(۱۱۳)سَیِّدِنَا ذُو المَقَامِ المَحمُودِ ﷺ، مقام محمود والے۔

(۱۱۴)سَیِّدِنَا ذُو الوَسِیلَۃِ ﷺ، وسیلہ والے۔

حرف "ر" سے شروع ہونے والے نام

(۱۱۵)سَیِّدِنَااَلرَّاضِعُ الرَّاضِيُ ﷺ، بچپن میں دودھ پینے والے اور کہولت میں اوروں کو دودھ پلانے والے

(۱۱۶)سَیِّدِنَااَلرَّاغِبُ ﷺ، نیکی میں رغبت رکھنے والا۔

(۱۱۷)سَیِّدِنَا الرَّافِعُ ﷺ، حق وصداقت کا جھنڈا بلند کرنے والے

(۱۱۸)سَیِّدِنَارَاکِبُ البُرَاقِ ﷺ، براق پر سواری کرنے والے

(۱۱۹)سَیِّدِنَارَاکِبُ البَعِیرِ ﷺ،اونٹ پر سوار ہونے والا

(۱۲۰)سَیِّدِنَا رَاکِبُ الجَمَلِ ﷺ،اونٹ پر سواری کرنے والے

(۱۲۱)سَیِّدِنَارَاکِبُ النَّاقَةِ ﷺ،اونٹنی پر سواری کرنے والے

(۱۲۲)سَیِّدِنَارَاکِبُ النَّجِیبِ ﷺ، شریف الطبع سوار

(۱۲۳)سَیِّدِنَا الرحمة ﷺ، سراپا مہربانی

(۱۲۴)سَیِّدِنَارحمةٌ للأُمَّة ﷺ،امت کے لیے مہربان

(۱۲۵)سَیِّدِنَا رحمةٌ لِلعَالَمِین ﷺ، جہانوں کے لیے رحمت

(۱۲۶)سَیِّدِنَارَحمَةٌ مُّهدَاةٌ ﷺ،راہ ہدایت کے لیے رحمت

(۱۲۷)سَیِّدِنَااَلرَّحِیمُ ﷺ، بہت زیادہ مہربان

(۱۲۸)سَیِّدِنَااَلرَّسُولُ ﷺ،اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے

(۱۲۹)سَیِّدِنَارَسُولُ الرَّاحَةِ ﷺ،آرام وسکون کا پیغام لانے والے رسول

(۱۳۰)سَیِّدِنَارَسُولُ ﷺ،اللہ کے فرستادہ

(۱۳۱)سَیِّدِنَااَلرَّحمَةُ ﷺ، خاص مہربان

(۱۳۲)سَیِّدِنَارَسُولُ اللہ ﷺ،اللہ کے بھیجے ہوئے

(۱۳۳)سَیِّدِنَارَسُولُ المَلَاحِمِ ﷺ جنگوں والے نبی

(۱۳۴)سَیِّدِنَاالرَّشِیدُﷺ، رشد وہدایت والے

(۱۳۵)سَیِّدِنَارَفِیعُ الذِّکرِ ﷺ، ذکر کو بلند کرنے والے۔

(۱۳۶)سَیِّدِنَاالرَّقِیبُﷺ،احکامات ربانی کے نگہبان۔

(۱۳۷)سَیِّدِنَارُوحُ الحَقِّﷺ،حق کی روح

(۱۳۸)سَیِّدِنَارُوحُ القُدُسِﷺ،پاکیزہ روح۔

(۱۳۹)سَیِّدِنَاالرَّؤُوفُﷺ،شفقت فرمانے والے۔

حرف "ز" سے شروع ہونے والے حروف

(۱۴۰)سَیِّدِنَاالزَّاهِدُﷺ، دنیا سے بے رغبت

(۱۴۱)سَیِّدِنَازَعِیمُ الأَنبِیَاءِﷺ،انبیاء کے سردار

(۱۴۲)سَیِّدِنَاالزَّكِيُﷺ، پاکباز

(۱۴۳)سَیِّدِنَاالزَّمزَمِيُﷺ،زمزم پلانے والے۔

(۱۴۴)سَیِّدِنَازَینُ مَن فِي القِیَامَةِ ﷺ،قیامت میں لوگوں کی زینت

حرف "س" سے شروع ہونے والے نام

(۱۴۵)سَیِّدِنَاالسَّابِقُ بِالخَیرَاتِﷺ، خیر کے کاموں میں آگے بڑھنے والے

(۱۴۶)سَیِّدِنَا سَابِقُ العَرَبِﷺ،عرب کے سبقت کرنے والے

(۱۴۷)سَیِّدِنَاالسَّاجِدُﷺ،اللہ کو سجدہ کرنے والے

(۱۴۸)سَیِّدِنَاسَبِیلُ اللهِﷺ،اللہ کا راستہ بتانے والے

(۱۴۹)سَیِّدِنَا اَلسِّرَاجُ ﷺ،ہدایت کا وہ چراغ جو گمراہی کو ختم کرے ۔

(۱۵۰)سَیِّدِنَاالسَّعِیدُﷺ،نیک بخت ﷺ

(۱۵۱)سَیِّدِنَااَلسَّمِیعُ صلی اللہ علیہ وسلم، حق وسچ کی بات کو خوب سننے والے

(۱۵۲)سَیِّدِنَا اَلسَّلَامُ صلی اللہ علیہ وسلم ، سلامتی کا ذریعہ

(۱۵۳)سَیِّدِنَاسَیِّدُ وُلدِ آدَمَ صلی اللہ علیہ وسلم، اولادآدم کے سردار

(۱۵۴)سَیِّدِنَاسَیِّدُ المُرسَلِینَ صلی اللہ علیہ وسلم،رسولوں کے سردار

(۱۵۵)سَیِّدِنَاسَیِّدُ النَّاسِ صلی اللہ علیہ وسلم، لوگوں کے سردار

(۱۵۶)سَیِّدِنَاسَیفُ اللہ المَسلُولِ صلی اللہ علیہ وسلم،اللہ کی ننگی تلوار

حرف "ش" سے شروع ہونے والے نام

(۱۵۷)سَیِّدِنَااَلشَّارِعُ صلی اللہ علیہ وسلم،راہ شریعت دکھانے والے

(۱۵۸)سَیِّدِنَااَلشَّامِخُ صلی اللہ علیہ وسلم،بلند عزت والے

(۱۵۹)سَیِّدِنَااَلشَّاکِرُ صلی اللہ علیہ وسلم، شکرادا کرنے والے،قدردان

(۱۶۰)سَیِّدِنَا اَلشَّاھِدُ صلی اللہ علیہ وسلم، قیامت کے دن گواہی دینے والے

(۱۶۱)سَیِّدِنَا اَلشَّفِیعُ صلی اللہ علیہ وسلم ،قیامت کے دن سفارش کرنے والے

(۱۶۲)سَیِّدِنَا اَلشُّکُورُ صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ قدردان،شکر گزار

(۱۶۳)سَیِّدِنَا اَلشَّمسُ صلی اللہ علیہ وسلم،آفتاب ہدایت

(۱۶۴)سَیِّدِنَا اَلشَّھِیدُ صلی اللہ علیہ وسلم،حاضر وباخبر، جس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو۔

حرف "ص" کے ساتھ شروع ہونے والے نام

(۱۶۵)سَیِّدِنَااَلصَّابِرُ صلی اللہ علیہ وسلم، صبر کرنے والا

(۱۶۶)سَیِّدِنَااَلصَّاحِبُ صلی اللہ علیہ وسلم، ساتھی

(۱۶۷)سَیِّدِنَا صَاحِبُ الحُجَّۃِ ﷺ، دلیل والا

(۱۶۸)سَیِّدِنَاصَاحِبُ الحَطِیمِ ﷺ، حطیم والے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱۶۹)سَیِّدِنَاصَاحِبُ الحَوضِ المَورُودِ ﷺ،حوض کوثر پرآنے والے

(۱۷۰)سَیِّدِنَا صَاحِبُ الخَیرِ ﷺ،نیکی کرنے والے

(۱۷۱)سَیِّدِنَاصَاحِبُ الدَّرَجَۃِ العَالِیَۃِ الرَّفِیعَۃِ ﷺ ،بلنداور اونچے درجے والے

(۱۷۲)سَیِّدِنَاصَاحِبُ السُّجُودِ لِلرَّبِ المَحمُودِ ﷺ،اس رب کو سجدہ کرنے والے جس کی تعریف کی جاتی ہے

(۱۷۳)سَیِّدِنَاصَاحِبُ السَّرَایَا ﷺ،لشکر والے

(۱۷۴)سَیِّدِنَاصَاحِبُ السُّلطَانِ ﷺ، بادشاہت اور غلبہ والے

(۱۷۵)سَیِّدِنَاصَاحِبُ السَّیفِ ﷺ، تلوار والے

(۱۷۶)سَیِّدِنَاصَاحِبُ الشَّرعِ ﷺ، احکام شریعت بیان کرنے والے

(۱۷۷)سَیِّدِنَاصَاحِبُ الشَّفَاعَۃِ الکُبرٰی ﷺ، بڑی شفاعت والے

(۱۷۸)سَیِّدِنَا صَاحِبُ العَطَایَا ﷺ، عطیات دینے والے

(۱۷۹)سَیِّدِنَاصَاحِبُ العَلَامَاتِ ﷺ،نشانیوں والے

(۱۸۰)سَیِّدِنَاصَاحِبُ البَاھِرَاتِ ﷺ، روشن دلیل والے

(۱۸۱)سَیِّدِنَا صَاحِبُ الفَضِیلَۃِ ﷺ،فضیلت والے

(۱۸۲)سَیِّدِنَاصَاحِبُ القَضِیبِ الأَصغَرِ چھوٹی بہت تیز تلوار والے

(۱۸۳)سَیِّدِنَاصَاحِبُ قَولِ لَا إِلٰہَ إِلَّا اللّٰہ ﷺ،لاالہ الااللہ کہنے والے۔

(۱۸۴)سَیِّدِنَاصَاحِبُ الکَوثَرِ ﷺ،حوض کوثر والے

(۱۸۵)سَیِّدِنَا صَاحِبُ اللِّوَاءِ ﷺ ، جھنڈے والے

(۱۸۶)سَیِّدِنَاصاحب المحشر ﷺ، میدان محشر والے۔

(۱۸۷)سَیِّدِنَاصَاحِبُ المَدِینَۃِ ﷺ، مدینہ والے

(۱۸۸)سَیِّدِنَاصَاحِبُ المِعرَاجِ ﷺ معراج والے

(۱۸۹)سَیِّدِنَاصَاحِبُ المَغنَم ﷺ، غنیمتوں کا مال تقسیم کرنے والے ﷺ

(۱۹۰)سَیِّدِنَا صَاحِبُ المَقَامِ المَحمُودِ ﷺ، مقام محمود والے۔

(۱۹۱)سَیِّدِنَا صَاحِبُ المِنبَرِ ﷺ، منبر والے

(۱۹۲)سَیِّدِنَاصَاحِبُ المُنِیرِ ﷺ، نور ہدایت سے روشن کرنے والے۔

(۱۹۳)سَیِّدِنَاصَاحِبُ النَّعلَینِ ﷺ، نعلین والے

(۱۹۴)سَیِّدِنَاصَاحِبُ الهِرَاوَۃِ ﷺ، عصاء رکھنے والے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(۱۹۵)سَیِّدِنَاصَاحِبُ الوَسِیلَۃِ ﷺ، وسیلہ والے۔

(۱۹۶)سَیِّدِنَاالصَّادِعُ بِمَا اُمِرَ جس چیز کا حکم دیے گئے اسے کھول کربتا نے والے

(۱۹۷)سَیِّدِنَا الصَّادِقُ ﷺ ، سچائی والے

(۱۹۸)سَیِّدِنَاالصَّبُورُ ﷺ، بہت زیادہ صبر کرنے والے

(۱۹۹)سَیِّدِنَاالصِّدقُ ﷺ ، سراپا سچ وصداقت

(۲۰۰)سَیِّدِنَاصِرَاطَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیهِم ﷺ، انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر چلنے والے

(۲۰۱)سَیِّدِنَاالصِّرَاطَ المُستَقِیمَ ﷺ، سیدھے راستے پر گامزن

(۲۰۲)سَیِّدِنَا الصَّفُوحُ ﷺ، در گزر کرنے والے۔

(۲۰۳)سَیِّدِنَااَلصَّفوَةُ ﷺ، خالص اور عمدگی کی صفت رکھنے والے

(۲۰۴)سَیِّدِنَااَلصَّفِيُ ﷺ مخلص دوست۔

حرف "ض" سے شروع ہونے والے نام

(۲۰۵)سَیِّدِنَااَلضَّحَاكُ ﷺ، مسکراتے چہرے سے ملنے والے۔

(۲۰۶)سَیِّدِنَااَلضَّحُوكُ ﷺ، بہت مسکرانے والا۔

حرف "ط" سے شروع ہونے والے نام

(۲۰۷)سَیِّدِنَا طَابَ طَابَ ﷺ، بہت اچھا

(۲۰۸)سَیِّدِنَااَلطَّاهِرُ ﷺ، پاکیزہ

(۲۰۹)سَیِّدِنَا الطبیب ﷺ، روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج کرنے والا

(۲۱۰)سَیِّدِنَاطٰسٓمٓ ﷺ

(۲۱۱)سَیِّدِنَاطٰسٓ ﷺ

(۲۱۲)سَیِّدِنَاطٰهٰ ﷺ، ان تینوں ناموں کا معنی اللہ ہی کو معلوم ہے

(۲۱۳)سَیِّدِنَاصَاحِبُ السُّلطَانِ ، دلیل اور غلبے والے۔

حرف "ظ" سے شروع ہونے والے نام

(۲۱۴)سَیِّدِنَااَلظَّاهِرُ ﷺ، ظاہری کمالات والے

حرف "ع" سے شروع ہونے والے نام

(۲۱۵)سَیِّدِنَااَلعَابِدُ ﷺ، عبادت کرنے والے

(۲۱۶)سَیِّدِنَااَلعَادِلُ ﷺ، انصاف کرنے والے

(۲۱۷)سَیِّدِنَا اَلعَافِي ﷺ، معاف کرنے والے

(۲۱۸)سَيِّدِنَا اَلعَاقِبُ ﷺ، تمام نبیوں کے بعد میں آنے والے

(۲۱۹)سَيِّدِنَا اَلعَالِمُ ﷺ، حقائق کو جاننے والے

(۲۲۰)سَيِّدِنَا اَلعَامِلُ ﷺ ، عمل کرنے والے

(۲۲۱)سَيِّدِنَا عَبدُ اللّٰه ﷺ، اللہ کے بندے

(۲۲۲)سَيِّدِنَا اَلعَدلُ ﷺ، سراپا انصاف وعدل

(۲۲۳)سَيِّدِنَا اَلعَرَبِي ﷺ، عرب کے رہنے والے

(۲۲۴)سَيِّدِنَا اَلعُروَةُ الوُثقىٰ مضبوط کڑے کی طرح ثابت قدم رہنے والے

(۲۲۵)سَيِّدِنَا اَلعَزِيزُ ﷺ، زبردست شان والے

(۲۲۶)سَيِّدِنَا اَلعَظِيمُ ﷺ، عظمت والے

(۲۲۷)سَيِّدِنَا اَلعَفُوُّ ﷺ، درگزر کرنے والے

(۲۲۸)سَيِّدِنَا اَلعَفِيفُ ﷺ، پاکباز

(۲۲۹)سَيِّدِنَا اَلعَلِيمُ ﷺ، خوب آگاہی رکھنے والے

(۲۳۰)سَيِّدِنَا اَلعَلَمِيُّ ﷺ، حق کی نشانی

(۲۳۱)سَيِّدِنَا اَلعَلَّامَةُ ﷺ، بہت زیادہ جاننے والے

حرف "غ" سے شروع ہونے والے نام

(۲۳۲)سَيِّدِنَا اَلغَالِبُ ﷺ، دشمنوں پر غلبہ پانے والے

(۲۳۳)سَيِّدِنَا اَلغَنِيُّ بِاللّٰه ﷺ، اللہ کی مدد سے مخلوق سے مستغنی

(۲۳۴)سَيِّدِنَا اَلغَيثُ ﷺ، بارش کی طرح نفع پہنچانے والے

حرف "ف" سے شروع ہونے والے نام

(۲۳۵)سَیِّدِنَااَلفَاتِحُ ﷺ،کامیابی حاصل کرنے والے

(۲۳۶)سَیِّدِنَااَلفَار قَلِیطُ ﷺ ،اللہ کی بہت زیادہ تعریف کرنے والے

(۲۳۷)سَیِّدِنَااَلفَارِقُ ﷺ، حق و باطل میں فرق کرنے والے

(۲۳۸)سَیِّدِنَااَلفَتَّاحُ ﷺ، رحمت کے خزانوں کو کھلوانے والے

(۲۳۹)سَیِّدِنَا اَلفَخرُ ﷺ، فخر کرنے والے

(۲۴۰)سَیِّدِنَااَلفَرطُ ﷺ، حوض کوثر پر پہلے پہنچنے والے

(۲۴۱)سَیِّدِنَااَلفَصِیحُ ﷺ، فصاحت رکھنے والے

(۲۴۲)سَیِّدِنَافَضلُ اللہ ﷺ، اللہ تعالیٰ کا فضل

(۲۴۳)سَیِّدِنَافَوَاتِحُ النُّورِ ﷺ، نور کا افتتاح کرنے والے

حرف "ق" سے شروع ہونے والے نام

(۲۴۴)سَیِّدِنَا اَلقَاسِمُ ﷺ، تقسیم کرنے والے

(۲۴۵)سَیِّدِنَا اَلقَانِتُ ﷺ، فرمانبردار

(۲۴۶)سَیِّدِنَاقَائِدُ الخَیرِ ﷺ، خیر کے قائد

(۲۴۷)سَیِّدِنَاقَائدُ الغُرِّ المُحَجَّلِینَ ﷺ، سفید، چمکدار اعضاء وجوارح والوں کے قائد

(۲۴۸)سَیِّدِنَااَلقَائِلُ ﷺ، بات کہنے والے

(۲۴۹)سَیِّدِنَااَلقَائِمُ ﷺ، قائم رہنے والے

(۲۵۰)سَیِّدِنَااَلقَتَّالُ ﷺ، دشمنوں سے لڑنے والے

(۲۵۱)سَیِّدِنَااَلقَتُولُ ﷺ، دشمنان اسلام سے لڑائی کرنے والا

(۲۵۲)سَیِّدِنَا قُثَمُ ﷺ ،بہت سخی، فیاض

(۲۵۳)سَیِّدِنَا اَلقَثُومُ ﷺ، نیکیوں کو جمع کرنے والا

(۲۵۴)سَیِّدِنَاقَدَمَ صِدقٍ ﷺ، سچائی کا قدم رکھنے والا

(۲۵۵)سَیِّدِنَااَلقَرَشِيُ ﷺ، خاندان قریش سے تعلق رکھنے والے

(۲۵۶)سَیِّدِنَااَلقَرِیبُ ﷺ ،اللہ کا بہت زیادہ قرب حاصل کرنے والے

(۲۵۷)سَیِّدِنَااَلقَمَرُ ﷺ، چاند جیسے

(۲۵۸)سَیِّدِنَااَلقَیِّمُ ﷺ تمام امور کے جامع اور اپنی ذات میں کامل

حرف "ک" سے شروع ہونے والے نام

(۲۵۹)سَیِّدِنَاکَافَّةُ النَّاسِ ﷺ، لوگوں میں کامل اور کافی

(۲۶۰)سَیِّدِنَا اَلکَامِلُ فِي جَمِیعِ أُمُورِهِ اپنے تمام کاموں میں کمال رکھنے والے

(۲۶۱)سَیِّدِنَااَلکَرِیمُ ﷺ، سخاوت والے

(۲۶۲)سَیِّدِنَا کَندِیدَةٌ ﷺ، مضبوط ساخت والے

(۲۶۳)سَیِّدِنَا کٰھٰیٰعٰصٓ ﷺ، اللہ اس کا معنی خوب جانتے ہیں

حرف "ل" سے شروع ہونے والے نام

(۲۶۴)سَیِّدِنَااَللِّسَانُ ﷺ، سچے قول والے

حرف "م" سے شروع ہونے والے نام

(۲۶۵)سَیِّدِنَااَلمَجدُ ﷺ، بزرگی والے

(۲۶۶)سَیِّدِنَااَلمَاحِيُ ﷺ برائی کو مٹانے والے

(۲۶۷)سَیِّدِنَا مَاذَ مَاذَ ﷺ بہت زیادہ دین کی باتیں کرنے والے

(۲۶۸)سَیِّدِنَا اَلمَأمُونُ ﷺ امن وامان حاصل کیے ہوئے

(۲۶۹)سَیِّدِنَا مَاءٌ مَّعِینٌ ﷺ، بہتے ہوئے پانی کی طرح سخی

(۲۷۰)سَیِّدِنَا اَلمُبَارَكُ ﷺ برکت والے

(۲۷۱)سَیِّدِنَا اَلمُبتَهِلُ ﷺ ،اللہ کے خوف اور ڈر سے آہ وبکا کرنے والے

(۲۷۲)سَیِّدِنَا اَلمُبَشِّرُ ﷺ جنت کی خوشخبری سنانے والے

(۲۷۳)سَیِّدِنَا اَلمَبعُوثُ ﷺ اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے

(۲۷۴)سَیِّدِنَا اَلمُبَلِّغُ ﷺ دین کی تبلیغ کرنے والے

(۲۷۵)سَیِّدِنَا اَلمُبِیحُ ﷺ شریعت میں امامت کا حکم جاری کرنے والے

(۲۷۶)سَیِّدِنَا اَلمُبِینُ ﷺ کھول کھول کر بیان کرنے والے

(۲۷۷)سَیِّدِنَا اَلمُتَبَتِّلُ ﷺ، سب سے ہٹ کر اللہ کی طرف مائل ہونے والے

(۲۷۸)سَیِّدِنَا اَلمُتَبَسِّمُ ﷺ مسکرانے والے

(۲۷۹)سَیِّدِنَا اَلمُتَرَبِّصُ ﷺ، احکام خداوندی کا انتظار کرنے والے

(۲۸۰)سَیِّدِنَا اَلمُتَرَحِّمُ ﷺ سب پر رحم کھانے والے

(۲۸۱)سَیِّدِنَا اَلمُتَضَرِّعُ ﷺ اللہ کے سامنے گڑگڑانے والے

(۲۸۲)سَیِّدِنَا اَلمُتَّقِيُ ﷺ، اللہ سے ڈرنے والے

(۲۸۳)سَیِّدِنَا اَلمَتلُوُّ عَلَیهِ ﷺ وہ ذات جس پر کلام اللہ کی تلاوت کی گئی

(۲۸۴)سَیِّدِنَا اَلمُتَهَجِّدُ ﷺ تہجد پڑھنے والے

(۲۸۵)سَیِّدِنَا اَلمُتَوَسِّطُ ﷺ میانہ روی اختیار کرنے والے

(۲۸۶)سَیِّدِنَا اَلمُتَوَکِّلُ ﷺ اللہ پر بھروسہ کرنے والے

(۲۸۷)سَیِّدِنَا اَلْمُثبِتُ ﷺ حق کو دلائل سے ثابت کرنے والے

(۲۸۸)سَیِّدِنَا اَلْمُجتَبي ﷺ اللہ کے ہاں منتخب

(۲۸۹)سَیِّدِنَا اَلْمُجِیرُ ﷺ مصیبت زدہ کو پناہ دینے والے

(۲۹۰)سَیِّدِنَا اَلْمُحرِضُ ﷺ نیکی پر ابھارنے والے

(۲۹۱)سَیِّدِنَا اَلْمُحرِمُ ﷺ، احرام باندھنے والے

(۲۹۲)سَیِّدِنَا اَلْمَحفُوظُ ﷺ جن کی حفاظت کی گئی ہے

(۲۹۳)سَیِّدِنَا اَلْمُحَلِّلُ ﷺ حلال کرنے والے

(۲۹۴)سَیِّدِنَا مُحَمَّدٌ ﷺ، جن کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہو

(۲۹۵)سَیِّدِنَا اَلْمَحمُودُ ﷺ تعریف کیا ہوا

(۲۹۶)سَیِّدِنَا اَلْمُخبِرُ ﷺ، حق کی خبر دینے والے

(۲۹۷)سَیِّدِنَا اَلْمُختَارُ ﷺ، جن کو اختیار دیا گیا

(۲۹۸)سَیِّدِنَا اَلْمُخلِصُ ﷺ، اخلاص والے

(۲۹۹)سَیِّدِنَا اَلْمُدَّثِرُ ﷺ، کپڑا اوڑھنے والے

(۳۰۰)سَیِّدِنَا اَلْمَدَنِي ﷺ مدینہ کے رہنے والے

(۳۰۱)سَیِّدِنَا مَدِینَۃُ العِلمِ ﷺ علم کا شہر

(۳۰۲)سَیِّدِنَا اَلْمُذَکِّرُ ﷺ نصیحت کرنے والے

(۳۰۳)سَیِّدِنَا اَلْمَذکُورُ ﷺ جن کو یاد کیا جائے

(۳۰۴)سَیِّدِنَا اَلْمُرتَضیٰ ﷺ، پسندیدہ

(۳۰۵)سَیِّدِنَا اَلْمُرَتِّلُ ﷺ ترتیل سے قرآن کی تلاوت کرنے والے

(۳۰۶)صَاحِبُ التَّاجِ، تاج والے

(۳۰۷)سَیِّدِنَا اَلمرسَلُ، جن کو ہدایت کے لیے بھیجا گیا

(۳۰۸)سَیِّدِنَااَلمرفَعُ الدَّرَجات ﷺ جن کے درجات کو بلند کیا گیا

(۳۰۹)سَیِّدِنَااَلمرءُ المُزَکِیُ ﷺ انسانی دلوں کی صفائی کرنے والے

(۳۱۰)سَیِّدِنَااَلمُزَمِّلُ ﷺ کملی والے

(۳۱۱)سَیِّدِنَااَلمُزِیلُ ﷺ تعلیم حق کے ساتھ باطل کے اثرات کو ہٹانے والے

(۳۱۲)سَیِّدِنَااَلمُسَبِّحُ ﷺ اللہ کی تسبیح کرنے والے

(۳۱۳)سَیِّدِنَااَلمُستَغفِرُ ﷺ امت کے لیے استغفار کرنے والے

(۳۱۴)سَیِّدِنَا اَلمُستَغنِيُ ﷺ تمام مخلوق سے مستغنی اور بے نیاز

(۳۱۵)سَیِّدِنَااَلمُستَقِیمُ ﷺ راہ راست پر گامزن

(۳۱۶)سَیِّدِنَا اَلمَسرِي بِهِ ﷺ شب معراج جنہیں سیر ائی کرائی گئی

(۳۱۷)سَیِّدِنَااَلمَسعُودُ ﷺ سعادت والے

(۳۱۸)سَیِّدِنَا اَلمُسلِمُ ﷺ فرمانبردار

(۳۱۹)سَیِّدِنَااَلمُشَاوِرُ ﷺ امت کو خیر کا مشورہ دینے والے

(۳۲۰)سَیِّدِنَا اَلمُشَفَّعَ ﷺ جن کی شفاعت قبول کرلی گئی ہو

(۳۲۱)سَیِّدِنَااَلمَشفُوعُ ﷺ جن کو مجنون کہا گیا

(۳۲۲)سَیِّدِنَا اَلمُشَقَّحُ ﷺ سرخ جوڑا پہننے والے

(۳۲۳)سَیِّدِنَااَلمَشهُورُ ﷺ جن کو شہرت دی گئی

(۳۲۴)سَیِّدِنَااَلمُشِیرُ ﷺ اشارہ کرنے والے (جن کے اشارے پر چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے)

(۳۲۵)سَیِّدِنَااَلمُصَارِعُ ﷺ پچھاڑنے والے

(۳۲۶)سَیِّدِنَا اَلمُصَافِحُ ﷺ، مصافحہ کرنے والے

(۳۲۷)سَیِّدِنَااَلمُصَدِّقُ ﷺ احکامات کی تصدیق کرنے والے

(۳۲۸)سَیِّدِنَااَلمصدُوقُ ﷺ جن کی تصدیق کی گئی

(۳۲۹)سَیِّدِنَااَلمُصطفیٰ ﷺ، چنے ہوئے

(۳۳۰)سَیِّدِنَااَلمُصلِحُ ﷺ، اصلاح کرنے والے

(۳۳۱)سَیِّدِنَااَلمُصَلِّي عَلَیہِ ﷺ جن پر درود شریف پڑھا جاتا ہے

(۳۳۲)سَیِّدِنَااَلمِصرِي ﷺ، شہر کے رہنے والے

(۳۳۳)سَیِّدِنَا اَلمُطَاعُ ﷺ جن کی اطاعت کی گئی

(۳۳۴)سَیِّدِنَااَلمُطَهِّرُ ﷺ گناہوں سے پاک کرنے والے

(۳۳۵)سَیِّدِنَااَلمُؤَیِّدُ ﷺ، جن کی فرشتہ کے ذریعے مدد کی گئی

(۳۳۶)سَیِّدِنَا اَلمُطَّلِعُ ﷺ غیب کی خبروں کی اطلاع دینے والے

(۳۳۷)سَیِّدِنَااَلمُطِیعُ ﷺ اطاعت کرنے والے

(۳۳۸)سَیِّدِنَااَلمُظَفَّرُ ﷺ کامیاب ہونے والے

(۳۳۹)سَیِّدِنَااَلمُعزَّزُ ﷺ دونوں میں جن کو عزت دی گئی

(۳۴۰)سَیِّدِنَا اَلمَعصُومُ ﷺ جن سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا

(۳۴۱)سَیِّدِنَااَلمُعطِيُ ﷺ ہر سوالی کو دینے والے

(۳۴۲)سَیِّدِنَااَلمُعَقِّبُ ﷺ تمام نبیوں سے پیچھے آنے والے

(۳۴۳)سَیِّدِنَااَلمُعَلِّمُ ﷺ ہدایت کی تعلیم دینے والے

(۳۴۴)سَیِّدِنَامُعَلِّمُ اُمَّتِہٖ ﷺ امت کو علوم و معانی سکھانے والے

(۳۴۵)سَیِّدِنَا اَلمُعلِنُ ﷺ حق کا اعلان کرنے والے

(۳۴۶)سَیِّدِنَا اَلمُعَلّٰی ﷺ انتہائی بلندی کو پہنچنے والے

(۳۴۷)سَیِّدِنَا اَلمِفضَالُ ﷺ کمالات کے لحاظ سے فضیلت کا ذریعہ

(۳۴۸)سَیِّدِنَا اَلمُفَضَّلُ ﷺ فضیلت دینے والے

(۳۴۹)سَیِّدِنَا اَلمُقتَصِدُ ﷺ میانہ روی اختیار کرنے والے

(۳۵۰)سَیِّدِنَا اَلمُقتَفِیُ ﷺ انبیاء کے بعد آنے والا

(۳۵۱)سَیِّدِنَا مُقِیمُ السُّنَّۃِ، بَعدَ الفَترَۃِ ﷺ زمانہ فترت کے بعد نبیوں کی سنت کو بقاء اور دوام دینے والے (حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے نبی کریم ﷺ کی آمد تک کے زمانے کو فترت کا زمانہ کہا جاتا ہے جس میں کوئی نبی اور رسول نہیں آیا)

(۳۵۲)سَیِّدِنَا اَلمُقِیمُ ﷺ دین کو قائم کرنے والے

(۳۵۳)سَیِّدِنَا اَلمُکَرَّمُ ﷺ، جن کو عزت دی گئی

(۳۵۴)سَیِّدِنَا اَلمُکتَفِیُ ﷺ اکتفاء کرنے والے

(۳۵۵)سَیِّدِنَا اَلمَکِینُ ﷺ اللہ کی طرف سے منتخب جگہ میں رہنے والے

(۳۵۶)سَیِّدِنَا اَلمَکِّیُ ﷺ مکہ کے رہنے والے

(۳۵۷)سَیِّدِنَا اَلمَلَاحِیُ ﷺ خوبصورت اور خوش طبع

(۳۵۸)سَیِّدِنَا مُلَقَّی القُرآنِ ﷺ جن پر قرآن کریم القا کیا گیا

(۳۵۹)سَیِّدِنَا اَلمَمنُوعُ جنہیں بذریعہ وحی کچھ افعال سے روکا گیا

(۳۶۰)سَیِّدِنَا اَلمُنَادِیُ ﷺ اللہ اور اللہ کے دین کی طرف بلانے والے

(۳۶۱)سَیِّدِنَا اَلمُنتَصِرُ ﷺ اللہ کے حکم سے دشمنان اسلام سے بدلہ لینے والے

(۳۶۲)سَیِّدِنَا اَلمُنذِرُ ﷺ اللہ کے عذاب اور دوزخ کی ہولناکی سے ڈرانے والے

(۳۶۳)سَیِّدِنَا اَلمُنَزَّلُ عَلَیهِ ﷺ جن پر اللہ کے احکامات آہستہ آہستہ اتارے گئے

(۳۶۴)سَیِّدِنَا الْمُنْحَمَنَّا ﷺ سریانی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی ہے جس کی بہت تعریف کی گئی ہو، عربی میں نبی کریم ﷺ کا نام محمد ہے، جس کا معنی ہے جس کی بہت تعریف کی گئی ہے

(۳۶۵)سَیِّدِنَا اَلمُنصِفُ ﷺ انصاف کرنے والے

(۳۶۶)سَیِّدِنَا اَلمَنصُور ﷺ جن کی نصرت کی گئی

(۳۶۷)سَیِّدِنَا اَلمُنِیبُ ﷺ اللہ کی طرف رجوع کرنے وا لے

(۳۶۸)سَیِّدِنَا اَلمُنِیرُ ﷺ، روشن کرنے والے

(۳۶۹)سَیِّدِنَا اَلمُهَاجِرُ ﷺ اللہ کے لیے اپنا وطن چھوڑنے والے

(۳۷۰)سَیِّدِنَا اَلمُهتَدِيُ ﷺ کامل ہدایت والے

(۳۷۱)سَیِّدِنَا اَلمَهدِيُ ﷺ دوسروں کو ہدایت کا راستہ بتانے والے

(۳۷۲)سَیِّدِنَا اَلمُهَیمِنُ ﷺ خوف سے بچا کر امن کا راستہ بتانے والے

(۳۷۳)سَیِّدِنَا اَلمُؤتَمَنُ ﷺ جن کے پاس امانت رکھی گئی

(۳۷۴)سَیِّدِنَا اَلمُؤتِي جَوامِعَ الكَلِم ﷺ جن کو مختصر الفاظ کے بہت زیادہ معانی عطا کیے گئے

(۳۷۵)سَیِّدِنَا اَلمُوحَي إِلَیهِ ﷺ جن کی طرف وحی کی گئی

(۳۷۶)سَیِّدِنَا اَلمُوَقَّرُ ﷺ تجربہ کار، عقل مند

(۳۷۷)سَیِّدِنَا اَلمَولیٰ ﷺ سردار، غلاموں کو آزاد کرنے والے

(۳۷۸)سَیِّدِنَا اَلمُؤمِنُ ﷺ بن دیکھی چیزوں پر ایمان لانے والے

حرف "ن" سے شروع ہونے والے نام

(۳۷۹)سَيِّدِنَاالنَّسِيبُ ﷺ صاحب نسبت

(۳۸۰)سَيِّدِنَا اَلنُّورُ ﷺ ہدایت کی روشنی

(۳۸۱)سَيِّدِنَااَلنَّابِذُ ﷺ اللہ کے حکم سے دشمن کی طرف پتھر پھینکنے والے

(۳۸۲)سَيِّدِنَا اَلنَّاجِزُ ﷺ وعدہ وفا کرنے میں جلدی کرنے والے

(۳۸۳)سَيِّدِنَااَلنَّاسُ ﷺ انسانوں میں سے

(۳۸۴)سَيِّدِنَا اَلنَّاشِرُ ﷺ دین کو پھیلانے والے

(۳۸۵)سَيِّدِنَااَلنَّاصِبُ ﷺ، دین کو قائم کرنے والے

(۳۸۶)سَيِّدِنَا صَاحِبُ البُرهانِ ﷺ دلیل والے

(۳۸۷)سَيِّدِنَا اَلنَّاصِحُ ﷺ نصیحت کرنے والے

(۳۸۸)سَيِّدِنَااَلنَّاصِرُ ﷺ مدد کرنے والے

(۳۸۹)سَيِّدِنَااَلنَّاطِقُ ﷺ حق بات کہنے والے

(۳۹۰)سَيِّدِنَااَلنَّاهِي ﷺ برائی سے روکنے والے

(۳۹۱)سَيِّدِنَانَبِيُ الأَحمَرِ ﷺ سرخ فام لوگوں کے نبی

(۳۹۲)سَيِّدِنَانَبِيُ الأَسوَدِ ﷺ سیاہ فام لوگوں کے نبی

(۳۹۳)سَيِّدِنَانَبِيُ التَّوبَةِ ﷺ توبہ کی طرف بلانے والے نبی ﷺ

(۳۹۴)سَيِّدِنَانَبِيُ الرَّاحَةِ ﷺ آرام وراحت کی زندگی کی طرف بلانے والے نبی

(۳۹۵)سَيِّدِنَانَبِيُ الرَّحمَةِ ﷺ رحمت والے نبی ﷺ

(۳۹۶)سَيِّدِنَا اَلنَّبِيُ الصَّالِحِ ﷺ نیک باتوں والے نبی

(۳۹۷)سَيِّدِنَانَبِيُ اللهِ ﷺ، اللہ جل جلالہ کے نبی

(۳۹۸)سَیِّدِنَانَبِيُ المَرحَمَةِ ﷺ، رحمت لانے والے نبی

(۳۹۹)سَیِّدِنَانَبِيُ المَلحَمَةِ ﷺ، میدان جہاد کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۴۰۰)سَیِّدِنَا نَبِيُ المَلَاحِمِ ﷺ، جنگوں والے نبی

(۴۰۱)سَیِّدِنَااَلنَّبِيُّ ﷺ اللہ کی باتوں کی خبر دینے والے

(۴۰۲)سَیِّدِنَااَلنَّجمُ ﷺ، چمکتے ستارے

(۴۰۳)سَیِّدِنَااَلنَّجمُ الثَّاقِبُ ﷺ روشن ستارہ

(۴۰۴)سَیِّدِنَااَلنِّعمَةُ ﷺ، نعمت والے

(۴۰۵)سَیِّدِنَانِعمَةُ اللهِ ﷺ، اللہ کی نعمت

(۴۰۶)سَیِّدِنَااَلنَّقِیبُ ﷺ قوم کے سردار

(۴۰۷)سَیِّدِنَا اَلنَّقِيُ ﷺ، صاف ستھرے

(۴۰۸) سَیِّدِنَا صَاحِبُ الجِهَادِ جہاد والے

(۴۰۹) سَیِّدِنَااَلقَاضِيُ ﷺ، فیصلہ کرنے والے

حرف "ھ" سے شروع ہونے والے نام

(۴۱۰)سَیِّدِنَا اَلهَادِيُ ﷺ راہنمائی کرنے والے

(۴۱۱)سَیِّدِنَا اَلهَاشِمِيُّ ﷺ ہاشمی خاندان کے چشم وچراغ

حرف "و" سے شروع ہونے والے نام

(۴۱۲)سَیِّدِنَا اَلوَاسِطُ ﷺ، درمیانی راستہ بتانے والے

(۴۱۳)سَیِّدِنَا اَلوَاسِعُ ﷺ، دنیااور آخرت میں وسعت دینے والے

(۴۱۴)سَیِّدِنَا اَلوَاضِعُ ﷺ، ہر حکم کو اس کے مناسب مقام پر رکھنے والے

(۴۱۵)سَیِّدِنَا اَلوَاعِدُ ﷺ اعمال خیر وشر پر کامیابی یاناکامی کاوعدہ کرنے والے

(۴۱۶)سَیِّدِنَا اَلوَاعِظُ ﷺ، نصیحت کرنے والے

(۴۱۷)سَیِّدِنَا اَلوَرِعُ ﷺ حلال و حرام میں پرہیز گاری بتانے والے

(۴۱۸)سَیِّدِنَا اَلوَسِیلَۃُ ﷺ، نجات کاذریعہ اور سبب

(۴۱۹)سَیِّدِنَا اَلوَفِيُ ﷺ، بہت زیادہ وعدہ پورا کرنے والے

(۴۲۰)سَیِّدِنَا وَلِيُ الفَضلِ ﷺ فضل واحسان کے مددگار

(۴۲۱)سَیِّدِنَا اَلوَلِيُّ ﷺ دوست

حرف "ی" سے شروع ہونے والے نام

(۴۲۲)سَیِّدِنَا اَلیَثرَبِيُ ﷺ یثرب کے رہنے والے

(۴۲۳)سَیِّدِنَا یٰسٓ، ﷺ

(۴۲۴)سَیِّدِنَا اَلیُسرُ ﷺ، سراپاآسانی (القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

مختلف مخلوقات میں آپ ﷺ کا نام

حسین بن محمد دامغانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "شوق العروس" اور "انس النفوس" میں حضرت کعب احبار رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی جنت والوں کے ہاں عبدالکریم ہے، دوزخ والوں کے ہاں عبدالجبار ہے، اہل عرش کے ہاں عبدالحمید ہے، تمام فرشتوں کے ہاں عبدالمجید ہے، انبیاء کرام کے ہاں عبدالوھاب ہے، شیاطین کے ہاں عبدالقہار ہے، جنات کے ہاں عبدالرحیم ہے۔

پہاڑوں میں آپ ﷺ کا نام عبدالخالق ہے، خشکی میں آپ ﷺ کا نام عبدالقادر ہے، دریاؤں میں آپ ﷺ کا نام عبدالمھیمن ہے، مچھلیوں کے ہاں آپ ﷺ کا نام عبدالقدوس ہے، کیڑوں مکوڑوں کے ہاں آپ ﷺ کا نام عبدالغیاث ہے، وحشی جانوروں کے ہاں آپ ﷺ کا نام عبدالرزّاق ہے۔

درندوں کے ہاں آپ ﷺ کا نام عبدالسلام ہے، چوپائیوں کے ہاں آپ ﷺ کا نام عبدالمؤمن ہے، پرندوں کے ہاں آپ ﷺ کا نام عبدالغفار ہے۔

تورات میں آپ ﷺ کا نام ماذ، ماذ ہے، انجیل میں آپ ﷺ کا نام طاب، طاب ہے، دیگر صحیفوں میں آپ ﷺ کا نام عاقب ہے، زبور میں آپ ﷺ کا نام فاروق ہے۔

اللہ کے ہاں طٰہٰ ہے، اہل ایمان کے ہاں آپ ﷺ کا نام محمد ہے، اور آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہے کیونکہ آپ ﷺ جنت کو اس کے مستحقین میں تقسیم کریں گے۔(القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

درود شریف میں برکت کا مطلب

برکت کا معنی ہے ثبوت ،لزوم اوراستقرار،عربی میں برک البعیراسی سے مشتق ہے،عربی میں یہ جملہ اونٹ کے لیے اس وقت بولا جاتاہے جب وہ زمین پر بیٹھ جائے ،اسی سے مبرک اور بروک کالفظ ہے ،لغت میں ہے کہ جب کوئی چیز ٹھہر جائے ،ثابت ہو جائے ، قائم ہو جائے تواسے برک اورالبرک کہاجاتاہے ،اس کامعنی ہے بہت زیادہ اونٹ ،بہت زیادہ پانی ہو تواس پر بھی یہ لفظ بولا جاتاہے ،جیسے حوض اورتالاب وغیرہ۔

درود شریف میں کَمَابَارَکتَ عَلَی اِبرَاھِیم کے الفاظ آئے ہیں ،براکاء اس وقت بولا جاتاہے جب میدان جہاد میں ثبات اوراستقامت کامظاہرہ کیا جائے ۔اور برکت کامعنی ہے بڑھنا،زیادہ ہونا،اسی سے تبریک کالفظ ہے برکت کی دعادینا،عربی میں بَارَکَہ اللہ وَبَارَک فِیہِ اوربَارَک عَلَیہِ کاجملہ بولا جاتاہے۔

قرآن کریم کی سورۃ النمل کی آیت میں "بُورِک" کالفظ استعمال ہواہے ،اسی طرح سورۃ الصافات میں "بارکنا"کالفظ استعمال ہواہے ،سورۃ الاعراف میں "بَارَکنَافِیہِ" اور "بَارَکنَافِیھا" کالفظ استعمال ہواہے ،اسی طرح حدیث شریف میں "وَبَارِک لِی" "بَارَک اللہ فِی اَھلِک وَمَالِک کاجملہ استعمال ہواہے ۔جس کے معانی برکت اورزیادتی کے ہی ہیں،اسی سے مُبَارَک کالفظ بھی ہے،جیسے حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے بارے میں مبارک کالفظ بولا تھا۔قرآن کریم کے لیے لفظ "مُبارَک "استعمال کیا گیاہے ،یہاں سب مقامات میں برکت کامعنی ہی لیا گیاہے ،برکت کامعنی ہے زیادتی ،اضافہ ،کسی چیز کازیادہ ہونا۔

نبی کریم ﷺ کے علاوہ دوسروں پر سلام

جس طرح نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجا جاتا ہے، اسی طرح دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی سلام بھیجنا چاہیے، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان ہستیوں پر سلام بھیجا ہے، جیسے حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر میں ہے

سَلامٌ عَلى نُوحٍ فِي الْعالَمِينَ* إِنَّا كَذلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ (سورة الصافات: ۷۹،۸۰)

جہان والوں میں نوح علیہ السلام پر سلام ہو، بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں

اسی طرح حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے لیے فرمایا

سَلامٌ عَلى إِبْراهِيمَ (سورة الصافات: ۱۰۸- ۱۰۹)

اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے لیے فرمایا

سَلامٌ عَلى مُوسى وَهارُونَ (سورة الصافات: ۱۱۹، ۱۲۰)

اسی طرح حضرت الیاس علیہ السلام پر سلام کا ذکر ہے، فرمایا۔

سَلامٌ عَلى إِلْ ياسِينَ (سورة الصافات: ۱۳۰)

یہ جو قرآن کریم میں فرمایا گیا کہ ہم نے ان انبیاء کرام علیہم السلام کا تذکرہ بعد والوں میں چھوڑا ہے اس کا یہی مطلب تو ہے کہ ان پر سلام ہو۔ مفسر قرآن حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ وَتَرَكْنا عَلَيهِم فِي الآخِرِينَ کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اچھے انداز میں تعریف وستائش کی جائے، بعض یہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد والوں میں سلام کا رواج دینا ہے، بعض کہتے ہیں کہ جب انبیاء کرام کا تذکرہ کیا جائے تو ان پر سلام بھیجا جائے۔

شیخ محی الدین النووی نے فرمایا کہ جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام پر سلام بھیجا جاتا ہے اسی طرح ان پر صلاۃ بھی بھیجنا چاہیے، امام مالک سے ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی پر صلاۃ وسلام نہیں بھیجنا چاہیے، مگر ان کے اصحاب اور شاگردوں نے ان کے اس قول کی یوں تاویل کی ہے کہ ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے حق میں صلاۃ و سلام بھیجنے کو عبادت سمجھتے ہیں جب کہ دوسروں پر صلاۃ بھیجنے کو عبادت خیال نہیں کرتے

آل نبی ﷺ پر صلاۃ

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ آل نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجنا بلا اختلاف جائز ہے۔ہاں جو لوگ نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجنے کے وجوب کے قائل ہیں وہ آل نبی پر صلاۃ کے وجوب پر اختلاف کرتے ہیں۔بلکہ یہاں سوال ہے کہ کیا اکیلے آل نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجی جا سکتی ہے؟ اس سوال کی دو نوعیتیں ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ **اللھم صل علی آل محمد** کہنا جائز ہے اور صلی اللہ علیہ وسلم آلہ میں آجاتا ہے، کیونکہ افراد لفظ میں ہے معنی میں نہیں ہے، دوسرا یہ کہ آل نبی ﷺ پر الگ سے درود بھیجا جائے، اور یوں کہا جائے **اللھم صل علی علیؓ یا اللھم صل علی حسن، یا اللھم صل علی فاطمہ** اور اسی طرح دوسرے کلمات، تو اس میں اختلاف کیا گیا ہے

آل نبی ﷺ کے علاوہ صحابہ پر سلام

نبی کریم ﷺ کی آل کے علاوہ دوسرے لوگوں پر صلاۃ بھیجنے کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے مکروہ کہا ہے اور کہا کہ یہ پہلے والے لوگوں کا عمل نہیں تھا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ طاؤس رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بھی

یہی کہتے ہیں، جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صلاہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے مناسب نہیں ہے۔ (القول البدیع)

فضل الصلاۃ میں قاضی اسماعیل بن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

لَا تَصلَحُ الصَّلَاةُ عَلَى أَحَدٍ إِلَّا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِن يُدعٰى لِلمُسلِمِينَ وَالمُسلِمَاتِ بِالاِستِغفَارِ

صلاۃ وسلام نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے درست نہیں ہے، ہاں مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ بھی یہی فرماتے تھے ۔جعفر بن برقان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گورنر کو ایک خط لکھا، جس میں تحریر فرمایا کہ

أَمَّا بَعدُ، فَإِنَّ نَاساً مِّنَ النَّاسِ قَدِ التَمَسُوا الدُّنيَا بِعَمَلِ الآخِرَةِ، وَإِنَّ القَصَّاصَ قَد أَحدَثُوا فِي الصَّلَاةِ عَلَى خُلَفَائِهِم وَأُمَرَائِهِم عَدلَ صَلَاتِهِم عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا جَاءَكَ كِتَابِي، فَمُرهُم أَن تَكُونَ صَلَاتُهُم عَلَى النَّبِيِّينَ، وَدُعَاؤُهُم لِلمُسلِمِينَ عَامَّةً(فضل الصلاة على النبي (ص ٦٩)

بعد حمد وصلاۃ، بے شک کچھ لوگ آخرت کے عمل کے بدلے میں دنیا تلاش کرتے ہیں، اور قصہ گو لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے ہٹ کر خلفاء اور امراء پر صلاۃ وسلام بھیجنے کی بدعت نکال لی ہے، جب میرا خط تمہارے پاس پہنچے تو انہیں حکم دو کہ وہ لوگ صرف نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجیں اور باقی مسلمانوں کے لیے دعا کریں۔

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی پر صلاۃ وسلام نہ بھیجنے پر دلائل ذکر کیے ہیں، پھر ایک فیصلہ کن بات ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر اور ان کی آل پر صلاۃ وسلام بھیجنا جائز ہے، فرشتوں، نبیوں اور ان کے پیروکاروں پر بھیجنا بھی جائز ہے، لیکن جس طرح روافض نے اسے شعار بنا لیا ہے کہ وہ صرف حضرت علیؓ رحمۃ اللہ علیہ کے لیے صلاۃ وسلام کو جائز رکھتے ہیں، ان کی طرح دوسرے خلفاء کرام رضی اللہ عنہم کے لیے اسے حرام سمجھتے ہیں، یہ شعار بنانا جائز نہیں ہے۔

یہ علیہ الصلاۃ والسلام یہاں تو ذکر کرتے ہیں مگر ان جیسوں بلکہ ان سے بہترین لوگوں کے لیے نہیں کہتے، تو ایسا کرنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ روافض کا شعار بن چکا ہے، اس لیے ایسے موقع پر اسے ترک کر دینا چاہیے۔ ہاں اگر گاہے گاہے یوں ہی کہہ دیا جائے، جیسے زکوٰۃ دینے والے کو کہا جائے، یا جیسے ابن عمرؓ رضی اللہ عنہ نے میت کے لیے کہا کہ صلی اللہ علیہ، اور جیسے نبی کریم ﷺ نے ایک عورت اور اس کے خاوند کے لیے فرمایا تھا، یا جس طرح حضرت علیؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے صلاۃ کا لفظ استعمال کیا تھا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بندہ ناچیز (راقم الحروف حدوٹی) کے نزدیک اگر آدمی یوں کہے کہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وخلفاء ہ واتباعہ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسے تشہد میں السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کا ذکر ہے، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، خلفاء راشدین سے بڑھ کر کون صالح ہوگا۔

ہمارے ہاں مشہور اور متعارف طریقہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے "جل جلالہ" انبیاء کرام کے لیے "علیہ السلام" نبی کریم ﷺ کے لیے "علیہ الصلاۃ والسلام

"اور "صلی اللہ علیہ وسلم "حضرات صحابہ کرامؓ کے لیے "رضی اللہ عنھم "ایک صحابی کے لیے "رضی اللہ عنہ "حضرت علیؓ کے لیے "کرم اللہ وجھہ "ازواج مطہرات کے لیے "رضی اللہ عنھن "اوراولیاء کرام، بزرگان دین اورائمہ اطہار کے لیے "رحمۃ اللہ علیہ "کہتے ہیں۔

☆☆☆

حکایات اکابر متعلقہ درود شریف

اللہ تعالیٰ کے ارشاد اور نبی کریم ﷺ کے فرمودات کے بعد حکایات کی چنداں ضرورت نہیں تھی، لیکن شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرتے ہوئے تشویق کے لیے انہی کی کتاب "فضائل درود شریف" سے چیدہ چیدہ حکایات نقل کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

① مواہب لدنیہ میں تفسیر قشیری سے نقل کیا ہے کہ قیامت میں کسی مومن کی نیکیاں کم وزن ہو جائیں گی تو رسول اللہ ﷺ ایک پرچہ سرانگشت (انگلی کے پورے برابر) کے برابر نکال کر میزان میں رکھ دیں گے جس سے نیکیوں کا پلہ وزنی ہو جائے گا۔ وہ مومن کہے گا میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت اور سیرت کیسی اچھی ہے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے میں تیرا نبی ﷺ ہوں اور یہ دُرود شریف ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا، میں نے تیری حاجت کے وقت اس کو ادا کر دیا۔ (حاشیہ حصین)

② حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر تابعی ہیں اور خلیفہ راشد ہیں۔ شام سے مدینہ منورہ کو خاص قاصد بھیجتے تھے کہ ان کی طرف سے روضہ شریفہ پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے۔ (حاشیہ حصین از فتح القدیر)

③ روضۃ الاحباب میں امام اسمٰعیل بن ابراہیم مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے جو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے شاگردوں میں ہیں نقل کیا ہے کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو بعد انتقال کے خواب میں دیکھا اور پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟۔ وہ بولے مجھے

بخش دیا اور حکم فرمایا کہ مجھ کو تعظیم واحترام کے ساتھ بہشت میں لے جائیں اور یہ سب برکت ایک دُرود کی ہے جس کو میں پڑھا کرتا تھا۔ میں نے پوچھا وہ کون سا دُرود ہے؟ فرمایا یہ ہے اَللّٰھمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُونَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَن ذِکرِہِ الغَافِلُونَ (حاشیہ حصن)

④ مناہج الحسنات میں ابنِ فاکہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ نیک صالح موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ ضریر بھی تھے۔ انہوں نے اپنا گزرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا۔ اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی، اس حالت میں رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو دُرود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں۔ ہنور تین سو بار پر نوبت پہنچی تھی کہ جہاز نے نجات پائی اور بَعدَ المَمَاتِ کے اِنَّک عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیرٌ بھی اس میں پڑھنا معمول ہے اور خُوب ہے وہ دُرود یہ ہے۔

اَللّٰھمَّ صَلِّ عَلٰی سَیدِنَا مُحَمَّدٍ صَلوٰۃً تُنجِینَا بِھا مِن جَمِیعِ الاَھوَالِ وَالاٰفَاتِ وَتَقضِی لَنَا بِھا اَقصَ اَلغَایَاتِ مِن جَمِیعِ الخَیرَاتِ فِی الحَیٰوۃِ وَبَعدَالمَمَاتِ۔

اور شیخ مجد الدین رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ قاموس نے بھی اس حکایات کو بسند خود ذکر کیا ہے۔ (فض)

⑤ بعض رسائل میں عبید اللہ بن عمر قواریری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ایک کاتب میرا ہمسایہ تھا، وہ مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا، اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ کہا مجھے بخش دیا۔ میں نے سبب پوچھا، کہا میری عادت تھی جب نام پاک رسُول اللہ ﷺ کا کتاب میں لکھتا تو ﷺ بھی بڑھاتا۔ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو ایسا کچھ دیا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل پر گزرا۔ (گلشن جنت)

⑥ دلائل الخیرات کی وجہ تالیف مشہور ہے کہ مؤلف کو سفر میں وضو کے لیے پانی کی ضرورت تھی اور ڈول رسی کے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان تھے۔ایک لڑکی نے یہ حال دیکھ کر دریافت کیا اور کنویں کے اندر تھوک دیا۔ پانی کنارے تک اُبل آیا۔ مؤلف نے حیران ہو کر وجہ پوچھی۔اس نے کہا یہ برکت ہے دُرود شریف کی۔ جس کے بعد اُنہوں نے یہ کتاب دلائل الخیرات تالیف کی۔

⑦ شیخ زردق رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت دُرود شریف کی ہے۔

⑧ ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھنو کی حکایت بیان کی۔ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اوّل ایک بار دُرود شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے۔جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو غلبہ فکرِ آخرت سے خوف زدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھیے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ایک مجذوب آنکلے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے، وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں۔

⑨ مولانا فیض الحسن سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے داماد نے مجھ سے بیان کیا کہ جس مکان میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا وہاں ایک مہینے تک خوشبو عطر کی آتی رہی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس کو بیان کیا۔ فرمایا یہ برکت دُرود شریف کی ہے۔ مولوی صاحب کا معمول تھا کہ ہر شب جمعہ کو بیدار رہ کر دُرود شریف کا شغل فرماتے۔

⑩ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا کہ آسمان میں فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے۔اس سے سب حصول اس درجے کا پوچھا۔اس نے کہا میں نے

دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں۔ جب نامِ مبارک آنحضرت ﷺ کا آتا، میں دُرود لکھتا تھا۔اس سبب سے مجھے یہ درجہ ملا (فض)

⑪ امام شافعیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور حکایت ہے کہ ان کو بعد انتقال کے کسی نے خواب میں دیکھا اور مغفرت کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے فرمایا یہ پانچ دُرود شریف جمعہ کی رات کو میں پڑھا کرتا تھا۔

اَللّٰهمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَن صَلّٰى عَلَيهِ وَصَلِ عَلٰى مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَن لَّم يُصَلِّ عَلَيهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَآ اَمرتَ بِالصَّلوٰةِ عَلَيهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّد كَمَا تُحِبُّ اَن يُصَلّٰى عَلَيهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا يَنبَغِي اَن تُصَلّٰى عَلَيهِ۔

اس دُرود کو دُرودِ خمسہ کہتے ہیں (فض)

⑫ شیخ ابنِ حجر مکیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ ایک صالح کو کسی نے خواب میں دیکھا اس سے حال پوچھا۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا اور مجھے بخش دیا اور جنت میں داخل کیا۔ سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا فرشتوں نے میرے گناہ اور میرے دُرود کو شمار کیا۔ سو دُرود کا شمار زیادہ نکلا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اتنا بس ہے، اس کا حساب مت کرو اور اس کو بہشت میں لے جاؤ (فض)

⑬ شیخ ابنِ حجر مکیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک مرد صالح نے معمول مقرر کیا تھا کہ ہر رات کو سوتے وقت دُرود بعد د معین پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور تمام گھر اس کا روشن ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ منہ لاؤ جو درود پڑھتا ہے کہ بوسہ دوں۔ اس شخص نے شرم کی وجہ سے رخسار سامنے کر دیا۔ آپ ﷺ نے اس رخسار پر بوسہ دیا بعد اس کے وہ بیدار ہو گیا تو سارے گھر میں مشک کی خوشبو باقی رہی (فض)

⑭ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ جب حضرت حوا پیدا ہوئیں، حضرت آدمؑ نے ان پر ہاتھ بڑھانا چاہا۔ ملائکہ نے کہا صبر کرو جب تک نکاح نہ ہو جائے اور مہر ادا نہ کردو۔ انہوں نے پوچھا مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تین بار دُرود شریف پڑھنا اور ایک روایت میں بیس بار آیا ہے۔

⑮ علامہ سخاویؒ لکھتے ہیں کہ رشید عطار نے بیان کیا کہ ہمارے یہاں مصر میں ایک بزرگ تھے جن کا نام ابو سعید خیاطؒ تھا، وہ بہت یکسو رہتے تھے، لوگوں سے میل جول بالکل نہیں رکھتے تھے، اس کے بعد انہوں نے ابن رشیقؒ کی مجلس میں بہت کثرت سے جانا شروع کر دیا اور بہت اہتمام سے جایا کرتے، لوگوں کو اس پر تعجب ہوا، لوگوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت بتائی اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے خواب میں ارشاد فرمایا کہ ان کی مجلس میں جایا کر اس لیے کہ یہ اپنی مجلس میں مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِيبِک خَيرِ الخَلقِ کُلِّهِم

⑯ ابوالعباس احمد بن منصورؒ کا جب انتقال ہو گیا تو اہل شیراز میں سے ایک شخص نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ شیراز کی جامع مسجد میں محراب میں کھڑے ہیں اور ان پر ایک جوڑا ہے اور سر پر ایک تاج ہے جو جواہر اور موتیوں سے لدا ہوا ہے، خواب دیکھنے والے نے ان سے پوچھا، انہوں نے کہا اللہ جل شانہ نے میری مغفرت فرما دی اور میرا بہت اکرام فرمایا اور مجھے تاج عطا فرمایا اور یہ سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت درود کی وجہ سے (القول البدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

⑰ صوفیاء میں سے ایک بزرگ نقل کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو کہ جس کا نام مسطح تھا، اور وہ اپنی زندگی میں دین کے اعتبار سے بہت ہی بے پرواہ اور بے باک تھا (یعنی گناہوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتا تھا) مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے میری مغفرت فرمادی۔ میں نے پوچھا یہ کس عمل سے ہوئی اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے میری مغفرت فرمادی۔ میں نے پوچھا یہ کس عمل سے ہوئی اس نے کہا کہ میں ایک محدّث کی خدمت میں حدیث نقل کر رہا تھا۔ استاذ نے دُرود شریف پڑھا۔ میں نے بھی ان کے ساتھ بہت آواز سے دُرود پڑھا۔ میری آواز سُن کر سب مجلس والوں نے دُرود پڑھا حق تعالیٰ شانہٗ نے اس وقت ساری مجلس والوں کی مغفرت فرمادی (قول بدیع)

نزہۃ المجالس میں بھی اسی قسم کا ایک اور قصہ نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی تھا۔ بہت گناہگار تھا۔ میں اس کو بار بار توبہ کی تاکید کرتا تھا مگر وہ نہیں کرتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اسے جنت میں دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو اس مرتبہ پر کیسے پہنچ گیا؟ اس نے کہا، میں ایک محدث کی مجلس میں تھا۔ انہوں نے یہ کہا کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زور سے دُرود پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہے۔ میں نے آواز سے دُرود پڑھا اور اس پر اور لوگوں نے بھی پڑھا اور اس پر ہم سب کی مغفرت ہوگئی۔ اس قصہ کو روض الفائق میں بھی ذرا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صوفیا میں سے ایک بزرگ نے کہا کہ میرا ایک پڑوسی تھا بہت گناہگار، ہر وقت شراب کے نشہ میں مدہوش رہتا تھا۔ اس کو دن رات کی بھی خبر نہ

رہتی تھی۔ میں اس کو نصیحت کرتا تو سنتا نہیں تھا۔ میں توبہ کو کہتا تو وہ مانتا نہیں تھا۔ جب وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں بہت اونچے مقام پر اور جنت کے لباس فاخرہ میں دیکھا، بڑے اعزاز واکرام میں تھا۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو اس نے اوپر والا قصہ محدث کا ذکر کیا

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

⑱ ابوالحسن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابوعبداللہ بن حامد رحمۃ اللہ علیہ کو مرنے کے بعد کئی دفعہ خواب میں دیکھا۔ اُن سے پوچھا کہ کیا گزری؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور مجھ پر رحم فرمایا۔ انہوں نے اُن سے یہ پوچھا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتاؤ جس سے میں سیدھا جنت میں داخل ہو جاؤں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھ اور ہر رکعت میں ایک ہزار مرتبہ قل ہُواللہ۔ انہوں نے کہا یہ تو بہت مشکل عمل ہے تو انہوں نے کہا کہ پھر تو ہر شب میں ایک ہزار مرتبہ دُرود شریف پڑھا کر۔ دارمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ میں نے اپنا معمول بنالیا (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

⑲ ایک صاحب نے ابوحفص کاغذی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ ان سے پوچھا کہ کیا معاملہ گزرا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے مجھ پر رحم فرمایا، میری مغفرت فرمادی۔ مجھے جنت میں داخل کرنے کا حکم دے دیا۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ جب میری پیشی ہوئی تو ملائکہ کو حکم دیا گیا۔ انہوں نے میرے گناہ اور میرے دُرود شریف کو شمار کیا تو میرا دُرود شریف گناہوں پر بڑھ گیا، تو میرے مولیٰ جل جلالہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اے فرشتو! بس بس آگے حِساب نہ کرو اور اس کو میری جنت میں لے جاو (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۲۰) علامہ بخاریؒ بعض تواریخ سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت گناہ گار تھا جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو ویسے ہی زمین پر پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اس کو غسل دے کر اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں، میں نے اس شخص کی مغفرت کر دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یااللہ یہ کیسے ہو گیا؟ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ اس نے ایک دفعہ تورات کو کھولا تھا اس میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام دیکھا تو اس نے ان پر دُرود پڑھا تھا تو میں نے اس کی وجہ سے اس کی مغفرت کر دی۔ (بدیع)

اس قسم کے واقعات میں کوئی اشکال کی بات نہیں۔ نہ تو ان کا یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ دُرود شریف پڑھ لینے سے سارے گناہِ کبیرہ اور حقوق العباد سب معاف ہو جاتے ہیں اور نہ اس قسم کے واقعات میں کوئی مبالغہ یا جھوٹ وغیرہ ہے، یہ مالک کے قبول کر لینے پر ہے۔ وہ کسی شخص کو معمولی سی عبادت، ایک دفعہ کا کلمہ طیبہ قبول کر لے جیسا کہ حدیث البطاقہ میں ہے، تو اس کی برکت سے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لاَيَغفِرُ اَن يُّشرَک بہ وَيَغفِرُ مَا دُونَ ذٰلِک لِمَن يَّشَآءُ۔

اللہ تعالیٰ کا قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شانہٗ اسکی تو مغفرت نہیں فرماتے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے (یعنی مشرک و کافر کی تو مغفرت ہے ہی نہیں) اس کے علاوہ جس کو چاہیں گے بخش دیں گے"۔ اس لیے ان قصوں میں اس قسم کے دوسرے قصوں میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کو کسی کا ایک دفعہ کا دُرود پڑھنا پسند آجائے اور وہ اس کی وجہ سے سارے گناہ معاف کر دے، بااختیار ہے۔ ایک شخص کے کسی کے ذمہ ہزاروں روپے قرض ہیں۔ وہ قرضدار کی

کسی بات پر جو قرض دینے والے کو پسند آگئی ہو یا بغیر ہی کسی بات کے اپنا سارا قرضہ معاف کر دے تو کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اللہ جل شانہٗ اگر کسی کو محض اپنے لطف وکرم سے بخش دے تو اس میں کیا اشکال کی بات ہے۔ ان قصوں سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف کو مالک کی خوشنودی میں بہت زیادہ دخل ہے اس لیے بہت ہی کثرت سے پڑھتے رہنا چاہیے نہ معلوم کس وقت کا پڑھا ہوا اور کس محبت کا پڑھا ہوا پسند آجائے۔ ایک دفعہ کا بھی پسند آجائے تو بیڑا پار ہے۔

بس ہے اپنا ایک ہی نالہ اگر پہنچے وہاں گرچہ کرتے ہیں بہت سے نالہ وفریاد ہم

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِيبِک خَيرِ الخَلقِ كُلِّهِم

(21) ایک بزرگ نے خواب میں ایک بہت ہی بُری بدہیت صورت دیکھی۔ انہوں نے اس سے پوچھا تو کیا بلا ہے؟ اس نے کہا میں تیرے بُرے عمل ہوں۔ انہوں نے پوچھا تجھ سے نجات کی کیا صورت ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت محمد ﷺ پر دُرود کی کثرت۔ (بدیع) ہم میں سے کون سا شخص ایسا ہے جو دِن رات بداعمالیوں میں مبتلا نہیں ہے، اس کے بدرقہ کے لیے دُرود شریف بہترین چیز ہے۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے جتنا بھی پڑھا جا سکے دریغ نہ کیا جائے کہ اکسیر اعظم ہے۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِيبِک خَيرِ الخَلقِ كُلِّهِم

(۲۲) شیخ المشائخ حضرت شبلی نور اللہ مرقدہٗ سے نقل کیا گیا ہے کہ میرے پڑوس میں ایک آدمی مر گیا۔ میں نے اس کو خواب میں دیکھا۔ میں نے اس سے پُوچھا کیا گزری۔ اس نے کہا شبلی بہت ہی سخت پریشانیاں گزریں اور مجھ پر منکر نکیر کے سوال کے وقت گڑ بڑ ہونے لگی۔ میں نے اپنے دِل میں سوچا کہ یااللہ یہ مصیبت کہاں سے آرہی، کیا میں اسلام پر نہیں مرا۔ مجھے ایک آواز آئی کہ یہ دنیا میں تیری زبان کی بے

احتیاطی کی سزا ہے۔ جب ان دونوں فرشتوں نے میرے عذاب کا ارادہ کیا تو فوراً ایک نہایت حسین شخص میرے اور ان کے درمیان حائل ہو گیا۔ اس میں سے نہایت ہی بہتر خوشبو آرہی تھی۔ اس نے مجھ کو فرشتوں کے جوابات بتا دیے میں نے فوراً کہہ دیے میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا میں ایک آدمی ہوں جو تیرے کثرتِ دُرود سے پیدا کیا گیا ہوں۔ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر مصیبت میں تیری مدد کروں (بدیع) نیک اعمال بہترین صورتوں میں اور برے اعمال قبیح صُورتوں میں آخرت میں ممثل ہوتے ہیں۔ فضائل صدقات حصہ دوم میں مردہ کے جو احوال تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں اس میں تفصیل سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ میت کی نعش جب قبر میں رکھی جاتی ہے تو نماز اس کی دائیں طرف، روزہ بائیں طرف اور قرآن پاک کی تلاوت اور اللہ کا ذکر سر کی طرف وغیرہ وغیرہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور جس جانب سے عذاب آتا ہے وہ مدافعت کرتے ہیں۔ اسی طرح سے بُرے اعمال خبیث صُورتوں میں، زکوٰۃ کا مال ادا نہ کرنے کی صورت میں تو قرآن پاک اور احادیث میں کثرت سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ مال اژدہا بن کر اس کے گلے کا طوق ہو جاتا ہے اَللّٰھمَ اَحفَظنَا مِنہُ

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۲۴) حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خلفؓ سے نقل کرتے ہیں کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ حدیث پڑھا کرتا تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا، میں نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ نئے سبز کپڑوں میں دوڑتا پھر رہا ہے، میں نے اس سے کہا کہ تُو حدیث پڑھنے میں تو ہمارے ساتھ تھا پھر یہ اعزاز واکرام تیرا کس بات پر ہو رہا ہے؟ اس نے کہا کہ حدیثیں تو میں تمہارے ساتھ ہی لکھا کرتا تھا لیکن جب بھی نبی

کریم ﷺ کا پاک نام حدیث میں آتا میں اس کے نیچے ﷺ لکھ دیتا تھا۔ اللہ جل شانہٗ نے اس کے بدلہ میں میرا یہ اکرام فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۲۵) ابو سُلیمان محمد بن الحسین حرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمارے پڑوس میں ایک صاحب تھے کہ جن کا نام فضل تھا۔ بہت کثرت سے نماز روزہ میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں حدیث لکھا کرتا تھا لیکن اس میں دُرود شریف نہیں لکھتا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو میرا نام لکھتا ہے یا لیتا ہے تو درود شریف کیوں نہیں پڑھتا (اس کے بعد انہوں نے دُرود کا اہتمام شروع کر دیا) اس کے کچھ دنوں بعد حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا دُرود میرے پاس پہنچ رہا ہے جب میرا نام لیا کرے تو ﷺ کہا کر۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۲۶) انہیں ابو سلیمان حرانی رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنا ایک قصہ نقل کیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ابو سلیمان جب تو حدیث میں میرا نام لیتا ہے اور اس پر دُرود بھی پڑھتا ہے تو پھر وسلم کیوں نہیں کہا کرتا۔ یہ چار حرف ہیں اور ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں تو تُو چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۲۷) ابراہیم نسفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو میں نے نبی کریم ﷺ کو کچھ اپنے سے منقبض پایا تو میں نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! میں تو حدیث کے خدمت گاروں میں ہوں، اہلِ سنت سے ہوں، مسافر ہوں۔ حضور ﷺ

نے تبسم فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ جب تو مجھ پر دُرود بھیجتا ہے تو سلام کیوں نہیں بھیجتا۔ اس کے بعد میرا معمول ہو گیا کہ میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنے لگا۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۲۸) ابن ابی سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی۔ میں نے پوچھا کس عمل پر؟ انہوں نے فرمایا کہ ہر حدیث میں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود لکھا کرتا تھا۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۲۹) جعفر بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے (مشہور محدث) حضرت ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آسمان پر ہیں اور فرشتوں کی امامت نماز میں کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ عالی مرتبہ کس چیز سے ملا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے اس ہاتھ سے دس لاکھ حدیثیں لکھی ہیں اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ مبارک لکھتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ نامی پر صلوٰۃ وسلام لکھتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ دُرود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ دُرود (رحمت) بھیجتے ہیں۔ (بدیع) اس حساب سے حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے ایک کروڑ دُرود ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی تو ایک ہی رحمت سب کچھ ہے پھر چہ جائیکہ ایک کروڑ۔

یارب صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۳۰) علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ قولِ بدیع میں عبداللہ بن عبدالحکم رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ نے مجھ پر رحم فرمایا، میری مغفرت فرما دی اور میرے لیے جنت ایسی مزین کی گئی جیسا کہ دُولہن کو مزین کیا جاتا ہے اور

میرے اوپر ایسی بکھیر کی گئی جیسا دُولہن پر بکھیر کی جاتی ہے (شادی میں دولہا اور دولہنوں پر روپے پیسے وغیرہ نچھاور کیے جاتے ہیں) میں نے پوچھا کہ یہ مرتبہ کیسے پہنچا؟ مجھ سے کسی کہنے والے نے یوں کہا کہ کتاب الرسالہ میں جو دُرود لکھا ہے اس کی وجہ سے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ مجھ سے بتایا گیا کہ وہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَاذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَعَدَدَ مَاغَفَلَ عَن ذِكرِهِ الغَافِلُونَ

ہے۔ جب میں صبح کو اٹھا تو میں نے امام صاحبؒ کی کتاب الرسالہ میں یہ دُرود اسی طرح پایا۔ نمیریؒ وغیرہ نے امام مزنیؒ کی روایت سے ان کے خواب کا قصہ اس طرح نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے کہا میری مغفرت فرمادی ایک دُرود کی وجہ سے۔ وہ یہ ہے

اللّٰهمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَ الذَّاكِرُونَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا غَفَلَ عَن ذِكرِهِ الغَافِلُونَ

بیہقی نے ابوالحسن شافعیؒ سے ان کا اپنا خواب نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) امام شافعیؒ نے جو اپنے رسالہ میں دُرود لکھا ہے

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ وَغَفَلَ عَن ذِكرِهِ الغَافِلُونَ

آپ کی طرف سے ان کو اس کا کیا بدلہ دیا گیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری طرف سے یہ بدلہ دیا گیا ہے کہ وہ حساب کے لیے نہیں روکے جائیں گے۔ ابن بنان اصبہانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! محمد بن ادریس یعنی امام شافعیؒ آپ کے چچا کی اولاد ہیں (چچا کی اولاد اس وجہ سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دادا ہاشم پر جا کر ان کا نسب مل جاتا

ہے وہ عبد یزید بن ہاشم کی اولاد میں ہیں) آپ نے کوئی خصوصی اکرام ان کے لیے فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں، میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کی ہے کہ قیامت میں ان کا حساب نہ لیا جائے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ اکرام ان پر کس عمل کی وجہ سے ہُوا؟

حضور (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے ارشاد فرمایا، میرے اوپر دُرود ایسے الفاظ کے ساتھ پڑھا کرتا تھا کہ جن الفاظ کے ساتھ کسی اور نے نہیں پڑھا۔ میں نے عرض کیا یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کیا الفاظ ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَللّٰھمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُونَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفلَ عَن ذِکرِہِ الغَافِلُونَ۔ (بدیع)۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۳۱) ابوالقاسم مروزیؒ کہتے ہیں کہ میں اور میرے والد رحمہ اللہ تعالیٰ رات میں حدیث کی کتاب کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ خواب میں یہ دیکھا گیا کہ جس جگہ ہم مقابلہ کیا کرتے تھے اس جگہ ایک نُور کا ستون ہے جو اتنا اونچا ہے کہ آسمان تک پہنچ گیا۔ کسی نے پوچھا یہ ستون کیسا ہے تو یہ بتایا گیا کہ وہ دُرود شریف ہے جس کو یہ دونوں کتاب کے مقابلہ کے وقت پڑھا کرتے تھے۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّفَ وَکَرَّمَ۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۳۲) ابواسحٰق نہشلؒ کہتے ہیں کہ میں حدیث کی کتاب لکھا کرتا تھا اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پاک نام اس طرح لکھا کرتا تھا قَال النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ تَسلِیماً۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میری لکھی ہوئی "کتاب ملاحظہ فرمائی اور ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ عمدہ ہے (بظاہر لفظ تسلیماً کے اضافہ کی

طرف اشارہ ہے) علامہ سخاویؒ نے اور بھی بہت سے حضرات کے خواب اس قسم کے لکھے ہیں کہ ان کو مرنے کے بعد جب بہت اچھی حالت میں دیکھا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ یہ اعزاز کس وجہ سے ہے تو انہوں نے بتایا کہ ہر حدیث میں حضور اقدس ﷺ کے پاک نام پر دُرود شریف لکھنے کی وجہ سے۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۳۳) حسن بن موسٰی الحضرمیؒ جو ابن عجینہ کے نام سے مشہور ہیں کہتے ہیں کہ میں حدیث پاک نقل کیا کرتا تھا اور جلدی کے خیال سے حضور ﷺ کے نام کے ساتھ درود شریف نہیں لکھتا تھا، حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو حدیث لکھتا ہے تو مجھ پر دُرود کیوں نہیں لکھتا، جیسا کہ ابو عمرو طبریؒ لکھتے ہیں۔ میری آنکھ کھلی تو مجھ پر بڑی گھبراہٹ سوار تھی۔ میں نے اسی وقت عہد کر لیا کہ اب سے جب کوئی حدیث لکھوں گا تو ﷺ ضرور لکھوں گا۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۳۴) ابو علی حسن بن علی عطّارؒ کہتے ہیں کہ مجھے ابو طاہرؒ نے حدیث پاک کے چند اجزا لکھ کر دیے میں نے ان میں دیکھا کہ جہاں بھی کہیں نبی کریم ﷺ کا پاک نام آیا وہ حضور ﷺ کے پاک نام کے بعد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ تَسلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا لکھا کرتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اس طرح کیوں لکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنی نوعمری میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور حضور اقدس ﷺ کے پاک نام پر دُرود نہیں لکھا کرتا تھا۔ میں نے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے سلام عرض کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے منہ پھیر لیا۔ میں نے دُوسری جانب حاضر ہو کر

سلام عرض کیا۔ حضور ﷺ نے اُدھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ میں تیسری دفعہ چہرۂ انور کی طرف حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ مجھ سے رو گردانی کیوں فرما رہے ہیں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس لیے کہ جب تُو اپنی کتاب میں میرا نام لکھتا ہے تو مجھ پر دُرود نہیں بھیجتا۔ اس وقت سے میرا یہ دستور ہو گیا کہ جب میں حضور اقدس ﷺ کا پاک نام لکھتا ہوں تو صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ تَسلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا كَثِيرًا لکھتا ہوں۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰى حَبِيبِک خَيرِ الخَلقِ كُلِّهِم

(۳۵) ابو حفص سمرقندیؒ اپنی کتاب رونق المجالس میں لکھتے ہیں کہ بلخ میں ایک تاجر تھا جو بہت زیادہ مالدار تھا اس کا انتقال ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ میراث میں اس کا مال آدھا آدھا تقسیم ہو گیا۔ لیکن ترکہ میں تین بال بھی حضور اقدس ﷺ کے موجود تھے۔ ایک ایک دونوں نے لے لیا، تیسرے بال کے متعلق بڑے بھائی نے کہا کہ اس کو آدھا آدھا کر لیں۔ چھوٹے بھائی نے کہا ہرگز نہیں، خدا کی قسم حضور ﷺ کا موئے مبارک نہیں کاٹا جا سکتا۔ بڑے بھائی نے کہا کیا تو اس پر راضی ہے کہ یہ تینوں بال تُو لے لے اور یہ مال سارا میرے حصے میں لگا دے۔

چھوٹا بھائی خوشی سے راضی ہو گیا۔ بڑے بھائی نے سارا مال لے لیا اور چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لے لیے۔ وہ ان کو اپنی جیب میں ہر وقت رکھتا اور بار بار نکالتا ان کی زیارت کرتا اور دُرود شریف پڑھتا۔ تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ بڑے بھائی کا سارا مال ختم ہو گیا اور چھوٹا بھائی بہت زیادہ مالدار ہو گیا۔

جب اس چھوٹے بھائی کی وفات ہوئی تو صلحاء میں سے بعض نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی کو کوئی ضرورت ہو اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر اللہ تعالیٰ شانہٗ سے دعا کیا کرے۔ (بدیع)

نزہۃ المجالس میں بھی یہ قصہ مختصر نقل کیا ہے لیکن اتنا اس میں اضافہ ہے کہ بڑا بھائی جس نے سارا مال لے لیا تھا، بعد میں فقیر ہو گیا تو اس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے فقرو فاقہ کی شکایت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں فرمایا، او محروم! تو نے میرے بالوں میں بے رغبتی کی اور تیرے بھائی نے ان کو لے لیا اور وہ جب ان کو دیکھتا ہے مجھ پر دُرود بھیجتا ہے اللہ جل شانہٗ نے اس کو دنیا اور آخرت میں سعید بنا دیا جب اس کی آنکھ کھلی تو آکر چھوٹے بھائی کے خادموں میں داخل ہو گیا۔ فقط

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا　　عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۳۶) ایک عورت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میری لڑکی کا انتقال ہو گیا، میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ عشا کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل نماز پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد اَلھٰکُمُ التَّکَاثُر پڑھ اور اس کے بعد لیٹ جا اور سونے تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پڑھتی رہ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے۔ تارکول کا لباس اس پر ہے، دونوں ہاتھ اس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے پاؤں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔

میں صبح کو اٹھ کر پھر حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئی، حضرت حسن بصریؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ کر شاید اللہ جل شانہٗ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرما دے۔ اگلے دن حضرت حسنؒ نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اونچا تخت ہے اور اس پر ایک بہت نہایت حسین و جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے، اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے، وہ

کہنے لگی حسنؒ تم نے مجھے بھی پہچانا۔ میں نے کہا نہیں میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی، میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے دُرود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (یعنی عشاء کے بعد سونے تک) حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ تیری ماں نے تیرا حال اس کے بالکل برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں اس نے کہا کہ میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔

میں نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ہم ستّر ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گزر ہمارے قبرستان پر ہوا۔ انہوں نے ایک دفعہ دُرود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ ان کا دُرود اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسا قبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب اس عذاب سے آزاد کر دیے گئے اور ان بزرگ کی برکت سے یہ رُتبہ نصیب ہوا۔ (بدیع)

روض الفائق میں اسی نوع کا ایک دوسرا قصّہ لکھا ہے کہ ایک عورت تھی اس کا لڑکا بہت ہی گناہگار تھا اس کی ماں اس کو بار بار نصیحت کرتی مگر وہ بالکل نہیں مانتا تھا، اسی حال میں وہ مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت ہی رنج تھا کہ وہ بغیر توبہ کے مرا۔ اس کو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح اس کو خواب میں دیکھے اس کو خواب میں دیکھا تو وہ عذاب میں مبتلا تھا۔

اس کی وجہ سے اس کی ماں کو اور بھی زیادہ صدمہ ہوا۔ ایک زمانہ کے بعد اس نے دوبارہ خواب میں دیکھا تو بہت اچھی حالت میں تھا۔ نہایت خوش و خرم۔ ماں نے پوچھا کہ یہ کیا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ایک بہت بڑا گناہ گار شخص اس قبرستان پر سے گزرا۔ قبروں کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل

سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور بیس مرتبہ دُرود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا جس میں میں تھا۔ اس میں سے جو حصّہ مجھے ملا، اس کا یہ اثر ہے جو تم دیکھ رہی ہو۔ میری اماں، حضور ﷺ پر درود دِلوں کا نور ہے، گناہوں کا کفارہ ہے اور زندہ اور مُردہ دونوں کے لیے رحمت ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۳۷) حضرت کعب احبارؓ جو تورات کے بہت بڑے عالم ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس وحی بھیجی کہ اے موسیٰ! اگر دنیا میں ایسے لوگ نہ ہوں جو میری حمد و ثنا کرتے رہتے ہیں تو آسمان سے ایک قطرہ پانی کا نہ ٹپکاؤں اور زمین سے ایک دانہ نہ اُگاؤں، اور بھی بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا، اے موسیٰ علیہ السلام اگر تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ قریب ہو جاؤں جتنا تیری زبان سے تیرا کلام اور جتنے تیرے دِل سے اس کے خطرات اور تیرے بدن سے اس کی رُوح اور تیری آنکھ سے اس کی روشنی۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا یا اللہ ضرور بتائیں۔ ارشاد ہوا کہ رسول اللہ ﷺ پر کثرت سے دُرود پڑھا کر۔ (بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۳۸) محمد بن سعید بن مطرفؒ جو نیک لوگوں میں سے ایک بزرگ تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا یہ معمول بنا رکھا تھا کہ رات کو جب سونے کے واسطے لیٹتا تو ایک مقدار معین دُرود شریف کی پڑھا کرتا تھا۔ ایک رات کو میں بالا خانہ پر اپنا معمول پُورا کر کے سو گیا تو حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ بالا خانہ کے دروازہ سے اندر تشریف لائے۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری سے بالا خانہ سارا ایک دم روشن ہو گیا۔ حضور ﷺ میری طرف کو

تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ لا اس منہ کو لا، جس سے تو کثرت سے مجھ پر دُرود پڑھتا ہے میں اس کو چوموں گا۔ مجھے اس سے شرم آئی کہ میں دہن مبارک کی طرف منہ کروں تو میں نے ادھر سے اپنے منہ کو پھیر لیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے رخسار پر پیار کیا۔ میری گھبرا کر ایک دم آنکھ کھل گئی۔ میری گھبراہٹ سے میری بیوی جو میرے پاس پڑی ہوئی تھی، اس کی بھی ایک دم آنکھ کھل گئی تو سارا بالا خانہ مشک کی خوشبو سے مہک رہا تھا اور مشک کی خوشبو میرے رخسار میں سے آٹھ دن تک آتی رہی۔ (بدیع)۔

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۳۹) محمد مالکؒ کہتے ہیں کہ میں بغداد گیا تاکہ قاری ابو بکر بن مجاہدؒ کے پاس کچھ پڑھوں۔ ہماری ایک جماعت ان کی خدمت میں حاضر تھی اور قرأت ہو رہی تھی۔ اتنے میں ایک بڑے میاں ان کی مجلس میں آئے جن کے سر پر بہت ہی پرانا عمامہ تھا، ایک پُرانا کُرتا تھا، ایک پُرانی سی چادر تھی۔ ابو بکرؒ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے اُن کے گھر والوں کی، اہل و عیال کی خیریت پوچھی۔ ان بڑے میاں نے کہا رات میرے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ گھر والوں نے مجھ سے گھی اور شہد کی فرمائش کی۔ شیخ ابو بکرؒ کہتے ہیں کہ میں ان کا حال سُن کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اسی رنج و غم کی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اتنا رنج کیوں ہے۔ علی بن عیسی وزیر کے پاس جا اور اس کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ علامت بتانا کہ تو ہر جمعہ کی رات کو اس وقت تک نہیں سوتا جب تک کہ مجھ پر ایک ہزار مرتبہ دُرود نہ پڑھ لے اور اس

جمعہ کی رات میں تُونے سات سو مرتبہ پڑھا تھا کہ تیرے پاس بادشاہ کا آدمی بُلانے آگیا تُو وہاں چلا گیا، اور وہاں سے آنے کے بعد تونے اس مقدار کو پُورا کیا۔ یہ علامت بتانے کے بعد اس سے کہنا کہ اس نو مولود کے والد کو سو دینار (اشرفیاں) دے دے تاکہ یہ اپنی ضروریات میں خرچ کرلے۔

قاری ابو بکرؒ اٹھے اور ان بڑے میاں نو مولود کے والد کو ساتھ لیا اور دونوں وزیر کے پاس پہنچے۔ قاری ابو بکرؒ اٹھے اور اُن بڑے میاں نو مولود کے والد کو ساتھ لیا اور دونوں وزیر کے پاس پہنچے۔ قاری ابو بکر نے وزیر سے کہا ان بڑے میاں کو حضور (ﷺ) نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ وزیر کھڑے ہو گئے اور ان کو اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے قصہ پوچھا۔

شیخ ابو بکرؒ نے سارا قصہ سنایا جس سے وزیر کو بہت ہی خوشی ہوئی اور اپنے غلام کو حکم کیا کہ ایک توڑا نکال کر لائے (توڑا ہمیانی تھیلی جس میں دس ہزار کی مقدار ہوتی ہے) اس میں سے سو دینار اس نو مولود کے والد کو دیے۔ اس کے بعد اور نکالے تاکہ شیخ ابو بکرؒ کو دے۔ شیخ نے ان کے لینے سے انکار کیا۔ وزیر نے اصرار کیا کہ ان کو لے لیجیے اس لیے کہ یہ اس بشارت کی وجہ سے ہے جو آپ نے مجھے اس واقعہ کے متعلق سنائی، اس لیے کہ یہ واقعی یعنی ایک ہزار دُرود والا ایک راز ہے جس کو میرے اور اللہ تعالٰی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

پھر سو دینار اور نکالے اور یہ کہا کہ یہ اس خوشخبری کے بدلہ میں ہیں کہ تم نے مجھے اس کی بشارت سنائی کہ نبی کریم ﷺ کو میرے دُرود شریف پڑھنے کی اطلاع ہے۔ اور پھر سو اشرفیاں اور نکالیں اور یہ کہا کہ یہ اس مشقت کے بدلہ میں ہے جو تم کو یہاں آنے میں ہوئی اور اسی طرح سو سو اشرفیاں نکالتے رہے یہاں تک کہ ایک ہزار

اشرفیاں نکالیں مگرانہوں نے یہ کہہ کرانکار کردیا کہ ہم اس مقدار یعنی سو دینار سے زائد نہیں لیں گے جن کا حضور اقدس ﷺ نے حکم فرمایا۔(بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۴۰)عبدالرحیم بن عبدالرحمنؒ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ غسل خانے میں گرنے کی وجہ سے میرے ہاتھ میں بہت ہی سخت چوٹ لگ گئی۔اس کی وجہ سے ہاتھ پر ورم ہو گیا۔ میں نے رات بہت بے چینی میں گزاری۔ میری آنکھ لگ گئی تو نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی میں نے اتنا ہی عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ! حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تیری کثرتِ دُرود نے مجھے گھبرادیا میری آنکھ کھلی تو تکلیف بالکل جاتی رہی تھی اور ورم بھی جاتارہا تھا۔(بدیع)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۴۱)علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ احمد بن رسلانؒ کے شاگردوں میں سے ایک معتمد نے کہا کہ ان کو نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب قول بدیع فی الصلوٰۃ علی الحبیب الشفیع جو حضور اقدس ﷺ پر دُرود ہی کے بیان میں علامہ سخاویؒ کی مشہور تالیف ہے اور اس رسالہ کے اکثر مضامین اسی سے لیے گئے ہیں۔

حضور ﷺ کی خدمت میں یہ کتاب پیش کی گئی حضور اقدس ﷺ نے اس کو قبول فرمایا۔ بہت طویل خواب ہے جس کی وجہ سے مجھے انتہائی مسرت ہوئی۔اور میں اللہ کے اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے اس کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں اور ان شاء اللہ دارین میں زیادہ سے زیادہ ثواب کا امیدوار ہوں۔ پس تو بھی او مخاطب اپنے نبی ﷺ کا ذکر خوبیوں کے ساتھ کرتا رہا کر، اور دل اور زبان سے

حضور اقدس ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتا رہا کر، اس لیے کہ تیرا دُرود حضور اقدس ﷺ کے پاس حضور ﷺ کی قبرِ اطہر میں پہنچتا ہے اور تیرا نام حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔(بدیع)

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحبِہٖ وَاَتبَاعِہٖ وَسَلَّمَ تَسلِیمًا کَثِیراً کَثِیراً کَثِیرً کُلَّمَا ذَکَرَہ الذَّاکِرُونَ وَکُلَّمَا غَفَلَ عَن ذِکرِہِ الغَافِلُونَ۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۴۲)علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ابو بکر بن محمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو بکر بن مجاہدؒ کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ان کو دیکھ کر ابو بکر بن مجاہدؒ کھڑے ہوگئے ان سے معانقہ کیا،ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلیؒ کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ پاگل ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا کہ جو حضور اقدس ﷺ کو کرتے دیکھا۔پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں شبلیؒ حاضر ہوئے۔حضور اقدس ﷺ کھڑے ہوگئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لَقَدجَآءَکُم رَسُولٌ مِّن اَنفُسِکُم آخر سُورۃ تک پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر دُرود پڑھتا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیتِ شریفہ لَقَدجَآءَ کُم رَسُولٌ مِّن اَنفُسِکُم پڑھتا ہے اور اس کے بعد یہ تین مرتبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیک یَامُحَمَّدُ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیک یَامُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیک یَامُحَمَّدُ پڑھتا ہے۔

ابو بکرؒ کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد شبلیؒ آئے تو میں نے اُن سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا دُرود پڑھتے ہو تو انہوں نے یہی بتایا۔ایک اور صاحب سے اسی نوع کا ایک

قصہ نقل کیا گیا ہے۔ ابوالقاسم خفافؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ، ابو بکر بن مجاہدؒ کی مسجد میں گئے۔ ابو بکرؒ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ابو بکرؒ کے شاگردوں میں اس کا چرچا ہوا۔

انہوں نے استاذ سے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں وزیراعظم آئے ان کے لیے تو آپ کھڑے ہوئے نہیں، شبلیؒ کے لیے آپ کھڑے ہو گئے، انہوں نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کے لیے کیوں نہ کھڑا ہوں جس کی تعظیم حضور اقدس ﷺ خود کرتے ہوں۔

اس کے بعد استاذ نے اپنا ایک خواب بیان کیا اور یہ کہا۔ رات میں نے حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت کی تھی، حضور اقدس ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ کل کو تیرے پاس ایک جنتی شخص آئے گا، جب وہ آئے تو اس کا اکرام کرنا۔ ابو بکرؒ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے دو ایک دن کے بعد پھر حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اقدس ﷺ نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکر! اللہ تمہارا بھی ایسا ہی اکرام فرمائے جیسا کہ تم نے ایک جنتی آدمی کا اکرام کیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! شبلی کا یہ اعزاز آپ کے ہاں کس وجہ سے ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ پانچوں نمازوں کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے۔ لَقَد جَآءَكُم رَسُولٌ الآیۃ اور اسّی برس سے اس کا یہ معمول ہے۔ (بدیع)

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِيبِک خَيرِ الخَلقِ كُلِّهِم

(۴۳) امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں عبدالواحد بن زید بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میں حج کو جا رہا تھا، ایک شخص میرا رفیقِ سفر ہو گیا۔ وہ ہر وقت چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے حضور اقدس ﷺ پر دُرود بھیجا کرتا تھا۔ میں نے اس سے اس کثرتِ دُرود کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا کہ جب میں سب سے پہلے حج کے لیے حاضر ہوا تو میرے

باپ بھی ساتھ تھے۔ جب ہم لوٹنے لگے تو ہم ایک منزل پر سو گئے۔ میں نے خواب میں دیکھا مجھ سے کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ اُٹھ تیرا باپ مر گیا اور اس کا منہ کالا ہو گیا۔ میں گھبرایا ہوا اٹھا تو اپنے باپ کے منہ پر سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا منہ کالا ہو رہا تھا۔

مجھ پر اس واقعہ سے اِتنا غم سوار ہوا کہ میں اس کی وجہ سے بہت ہی مرعوب ہو رہا تھا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دوبارہ خواب میں دیکھا کہ میرے باپ کے سر پر چار حبشی کالے چہرے والے جن کے ہاتھ میں لوہے کے بڑے ڈنڈے تھے، مسلط ہیں۔ اتنے میں ایک بزرگ نہایت حسین صورت، دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے ان حبشیوں کو ہٹا دیا اور اپنے دست مبارک کو میرے باپ کے منہ پر پھیرا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اٹھ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ کے چہرہ کو سفید کر دیا۔

میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرا نام محمد ہے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)۔ اس کے بعد سے میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود کبھی نہیں چھوڑا۔

نزہۃ المجالس میں ایک اور قصہ اسی نوع کا ابو حامد قزوینیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص اور اس کا بیٹا دونوں سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں باپ کا انتقال ہو گیا اور اس کا سر (منہ وغیرہ) سور جیسا ہو گیا۔ وہ بیٹا بہت رویا اور اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں دعا اور عاجزی کی۔ اتنے میں اس کی آنکھ لگ گئی تو خواب میں دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ تیرا باپ سُود کھایا کرتا تھا اس لیے یہ صورت بدل گئی لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے اس لیے کہ جب یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر مبارک

سنتا تو دُرود بھیجا کرتا تھا۔آپ کی سفارش سے اس کو اس کی اپنی اصلی صورت پر لوٹا دیا گیا۔

روض الفائق میں اسی نوع کا ایک اور قصہ نقل کیا ہے۔وہ حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا۔میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر دُرود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔میں نے اس سے پوچھا اسکی کیا وجہ ؟اس نے پوچھا تو کون ہے ؟ میں نے کہا کہ میں سفیان ثوریؒ ہوں۔اس نے کہا کہ اگر تو اپنے زمانہ کا یکتانہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔پھر اس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے۔ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہو گیا۔میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہو گیا اور منہ کالا ہو گیا میں دیکھ کر بہت ہی رنجیدہ ہوا اور اِنّاللہ پڑھی اور کپڑے سے اُن کا منہ ڈھک دیا۔اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صاحب جن سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی، تیزی سے قدم بڑھائے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ پر سے کپڑا اہٹایا اور اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہو گیا۔

وہ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کو نہیں کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ صاحبِ قرآن ہوں (ﷺ) یہ تیرا باپ بڑا گناہ گار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجتا تھا۔جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو میں اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے دُرود بھیجے۔

یَامَن یُّجِیبُ دُعَاءَ المُضطَرِّفِی الظُّلَمِ   یَاکَاشِفَ الضُّرِّ وَالبَلویٰ مَعَ السَّقَمِ

اے وہ پاک ذات! جو مضطر کی اندھیروں کی دعائیں قبول کرتا ہے، اے وہ پاک ذات ! جو مضرتوں کو، بلاؤں کو، بیماریوں کو زائل کرنے والا ہے

شَفِّع نَبِیّک فِی ذُلِّی وَمَسکَنتِی وَاستُرفَانَّک ذُوفَضلٍ وَّذُوکَرَم

اپنے نبی ﷺ کی شفاعت، میری ذلت اور عاجزی میں قبول فرمالے اور میرے گناہوں کی پردہ پوشی فرما، بے شک تو احسان اور کرم والا ہے

وَاغفِرذُنُوبِی وَسَامِحنِی بِها کَرَمًا تَفَضُّلاً مِنک یَاذَاالفَضلِ وَالنَّعَم

میرے گناہوں کو معاف فرمااوران سے مسامحت فرمااپنے کرم اوراحسان کی وجہ سے اے احسان والے! اوراے نعمتوں والے!

اِن لَّم تُغِثنِی بِعَفوٍ مِّنک یَاآمَلِی وَاخَجلَتِی وَاحَیَاءِی مِنک وَاندَمِی

اے میری امید گاہ! اگر تو اپنے عفو سے میری مدد نہیں فرمائے گا تو مجھے کتنی خجالت ہو گی، کتنی تجھ سے شرم آئے گی اور کتنی ندامت ہو گی۔

یَارَبِّ صَلِّ عَلَی المُختَارِ مِن مُّضر اَزکَی الخَلَائِقِ مِن عَربٍ وَمِن عَجَم

اے رب! دُرود بھیج اس شخص پر جو قبیلہ مضر میں سب سے زیادہ برگزیدہ ہے اور جو ساری مخلوق میں عرب کی ہو یا عجم کی، سب سے افضل ہے

یارَبِّ صَلِّ عَلَی الھادِی البَشِیرِ وَمَن لَہ الشَّفَاعَۃُ فِی العَاصِی اَخِی النَّدَم

اے میرے رب! دُرود بھیج ہادی بشیر پر اور اس ذات پر جس کے لیے شفاعت کا حق ہے گناہ گار اور ندامت والے کے حق میں۔

یَارَبِّ صَلِّ عَلٰی خَیرِ الاَنَامِ وَمَن سَادَ القَبَائلَ فِی الاَنسَابِ وَالشِیَم

اے رب! دُرود بھیجیے اس شخص پر جو ساری دنیا سے افضل ہے اور اس شخص پر جو تمام قبائل کا سردار بن گیا ہے، نسب کے اعتبار سے بھی اور اخلاق کے اعتبار سے بھی

صَلُّ عَلَیہِ الَّذِی اَعطَاہُ مَنزِلَۃَ عُلیَآءَ اِذکَانَ حَقًّا اَفضَلَ الاُمَمِ

جس پاک ذات نے اس کو اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا ہے وہی اس پر دُرود بھی بھیجے بے شک وہ اس درجہ کا مستحق بھی ہے اور ساری مخلوق سے افضل۔

صَلّٰی عَلَیہِ الَّذِی اَعلَاہُ مَرتَبَۃً مَولَاہُ ثُمَّ عَلیٰ صَحبٍ وَّذِی رَحِمِ

وہی پاک ذات اس پر دُرود بھیجے جس نے اس کو اعلیٰ مرتبہ عطا فرمایا، پھر اس کو اپنا محبوب بنانے کے لیے چھانٹا وہ پاک ذات جو مخلوق کو پیدا کرنے والی ہے۔

صَلَّی عَلَیہِ صَلَاۃً لَااِنقِطَاعَ لَہا مَولَاہُ ثُمَّ عَلَی صَحبٍ وَّذِی رَحِمِ

اس کا مولیٰ اس پر ایسا دُرود بھیجے جو کبھی ختم ہونے والا نہ ہو، اس کے بعد اس کے صحابہؓ پر دُرود بھیجے اور اس کے رشتہ داروں پر۔ (روض الفائق)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۴۴) نزہۃ المجالس میں لکھا ہے کہ ایک صاحب کسی بیمار کے پاس گئے (ان کی نزع کی حالت تھی) اُن سے پوچھا کہ موت کی کڑواہٹ کیسی مل رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں معلوم ہو رہا ہے، اس لیے کہ میں نے علما سے سنا ہے کہ جو شخص کثرت سے دُرود شریف پڑھتا ہے وہ موت کی تلخی سے محفوظ رہتا ہے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۴۵) نزہتہ المجالس میں لکھا ہے کہ بعض صلحاء میں سے ایک صاحب کو حبسِ بول ہو گیا۔ انہوں نے خواب میں عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین بن رسلانؒ کو جو بڑے زاہد اور عالم تھے دیکھا اور ان سے اپنے مرض کی شکایت و تکلیف کہی۔ انہوں نے فرمایا تو تریاق مجرّب سے کہاں غافل ہے یہ دُرود پڑھا کرے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَبَارِک عَلٰی رُوحِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی الاَرواحِ وَصَلِّ وَسَلِّم عَلٰی قَلبِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی القُلُوبِ وَصَلِّ وَسَلِّم عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الاَجسَادِ وَصَلِّ وَسَلِّم عَلٰی قَبرِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ فِی القُبُورِ

خواب سے اٹھنے کے بعد ان صاحب نے اس دُرود کو کثرت سے پڑھا اور ان کا مرض زائل ہو گیا۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۴۶) حافظ ابو نعیمؒ، حضرت سفیان ثوریؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ باہر جا رہا تھا۔ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ جب وہ قدم اٹھاتا ہے یار کھتا ہے تو یوں کہتا ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ میں نے اس سے پوچھا کیا کسی علمی دلیل سے تیرا یہ عمل ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا سفیان ثوریؒ۔ اس نے کہا کیا عراق والے سفیان۔ میں نے کہا ہاں! کہنے لگا تجھے اللہ کی معرفت حاصل ہے میں نے کہا، ہاں ہے۔

اس نے پوچھا کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا وہ رات سے دن نکالتا ہے، دن سے رات نکالتا ہے، ماں کے پیٹ میں بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ کچھ نہیں پہچانا میں نے کہا پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟

اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دُوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ تیرا دُرود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا، میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا۔

میری ماں وہیں رہ گئی (یعنی مر گئی) اس کا منہ کالا ہو گیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ کوئی بہت بڑا سخت گناہ ہوا ہے۔ اس سے میں نے اللہ جل شانہٗ کی طرف دعا کے لیے ہاتھ اٹھاءے تو میں نے دیکھا کہ تہامہ (حجاز) سے ایک اَبر آیا، اس سے ایک آدمی ظاہر ہوا۔

اس نے اپنا مبارک ہاتھ میری ماں کے منہ پر پھیرا جس سے وہ بالکل روشن ہو گیا، اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو ورم بالکل جاتا رہا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ کون ہیں کہ میری اور میری ماں کی مصیبت کو آپ نے دُور کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تیرا نبی محمد (ﷺ) ہوں۔ میں نے عرض کیا مجھے کوئی وصیت کیجیے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی قدم رکھا کرے یا اٹھایا کرے تو اَللّٰھمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھا کر۔ (نزہتہ المجالس)

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۴۷) صاحبِ احیاء نے لکھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے وصال کے بعد حضرت عمرؓ رو رہے تھے اور یوں کہہ رہے تھے کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ایک کھجور کا تنا جس پر سہارا لگا کر آپ ﷺ منبر بننے سے پہلے خطبہ پڑھا کرتے تھے پھر جب منبر بن گیا اور آپ اس پر تشریف لے گئے تو وہ کھجور کا تنا آپ کے فراق سے رونے لگا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس پر رکھا جس سے اس کو سکون ہوا (یہ حدیث کا مشہور قصہ ہے)

یارسول اللہ! آپ کی امت آپ کے فراق سے رونے کی زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس تنے کے (یعنی امت اپنے سکون کے لیے توجہ کی زیادہ محتاج ہے) یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا عالی مرتبہ اللہ کے نزدیک اس قدر اونچا ہوا کہ اس نے آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا چنانچہ ارشاد فرمایا

مَن یُطِعِ الرَّسُولَ فَقَد اَطَاعَ اللہَ

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی فضیلت اللہ کے نزدیک اتنی اونچی ہوئی کہ آپ سے مطالبہ سے پہلے معافی کی اطلاع فرمادی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا عَفَااللہُ عَنک لِمَ

اَذِنتَ لَهم "اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے تم نے ان منافقوں کو جانے کی اجازت دی ہی کیوں؟ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کا علو شان اللہ کے نزدیک ایسا ہے کہ آپ اگرچہ زمانہ کے اعتبار سے آخر میں آئے لیکن انبیاءؑ کی میثاق میں آپ کو سب سے پہلے ذکر کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے

وَاِذ اَخَذنَامِنَ النَّبِيّينَ مِيثَاقَهم وَمِنك وَمِن نُّوحٍ وَّابرَاهِيمَ(الآية)

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کی فضیلت کا اللہ کے یہاں یہ حال ہے کہ کافر جہنم میں پڑے ہوئے اس کی تمنا کریں گے کہ کاش آپ کی اطاعت کرتے اور کہیں گے يٰلَيتَنَآ اَطَعنَا اللّٰهَ وَاَطَعنَا الرَّسُولَ۔ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر حضرت موسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اللہ جل شانہٗ نے یہ معجزہ عطا فرمایا ہے کہ پتھر سے نہریں نکال دیں تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی انگلیوں سے پانی جاری کر دیا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ مشہور ہے) یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان کہ اگر حضرت سلیمان (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کہ ہوا ان کو صبح کے وقت میں ایک مہینہ کا راستہ طے کرا دے اور شام کے وقت میں ایک مہینہ کا طے کرا دے تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ آپ کا براق رات کے وقت میں آپ کو ساتویں آسمان سے بھی پرے لے جائے اور صبح کے وقت آپ مکہ مکرمہ واپس آجائیں، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيك اللہ تعالیٰ ہی آپ پر دُرود بھیجے۔

یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر حضرت عیسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) کو اللہ تعالیٰ نے یہ معجزہ عطا فرمایا کہ وہ مردوں کو زندہ فرمادیں تو یہ اس سے زیادہ عجیب نہیں کہ ایک بکری جس کے گوشت کے ٹکڑے آگ میں بھون دیے

گئے ہوں وہ آپ سے یہ درخواست کرے کہ آپ مجھے نہ کھائیں اس لیے کہ مجھ میں زہر ملایا گیا ہے۔

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان، حضرت نُوح (علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اپنی قوم کے لیے یہ ارشاد فرمایا۔ رَبِّ لَا تَذَرعَلَی الاَرضِ مِنَ الکٰفِرِینَ دَیَّارًا۔ "اے میرے رب! کافروں میں سے زمین پر بسنے والا کوئی نہ چھوڑ۔" اگر آپ بھی ہمارے لیے بددعا کر دیتے تو ہم میں سے ایک بھی باقی نہ رہتا۔

بے شک کافروں نے آپ کی پشت مبارک کو روندا (کہ جب آپ نماز میں سجدہ میں تھے آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کا بچہ دان رکھ دیا تھا اور غزوۂ اُحد میں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک کو خون آلودہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دندانِ مبارک کو شہید کیا، اور آپ نے بجائے بدُعا کے یوں ارشاد فرمایا

اَللّٰھمَّ اغفِر لِقَومِی فَاِنَّھم لَایَعلَمُونَ۔

اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما کہ یہ لوگ جانتے نہیں (جاہل ہیں)

یارسُول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی عمر کے بہت تھوڑے سے حصے میں (کہ نبوت کے تیس ہی سال ملے) اتنا بڑا مجمع آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لایا کہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طویل عمر (ایک ہزار برس) میں اتنے آدمی مسلمان نہ ہوئے (کہ حجۃ الوداع میں ایک لاکھ چوبیس ہزار تو صحابہؓ تھے اور جو لوگ غائبانہ مسلمان ہوئے حاضر نہ ہو سکے ان کی تعداد تو اللہ ہی کو معلوم ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت زیادہ سے زیادہ ہے

(بخاری کی مشہور حدیث عرضت علی الامم میں دیکھا کہ جس نے سارے جہان کو گھیر رکھا تھا) اور حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والے بہت تھوڑے

ہیں (قرآن پاک میں ہے وَمَآاٰمَنَ مَعَهُ اِلَّا قَلِیلٌ) یارسُول اللہ! ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان اگر آپ اپنے ہم جنسوں ہی کے ساتھ نشست و برخواست فرماتے تو آپ ہمارے پاس کبھی نہ بیٹھتے اور اگر آپ نکاح نہ کرتے مگر اپنے ہی ہم مرتبہ سے تو ہمارے میں سے کسی کے ساتھ بھی آپ کا نکاح نہ ہو سکتا تھا،

اور اگر آپ ﷺ اپنے ساتھ کھانا نہ کھلاتے مگر اپنے ہی ہمسروں کو، تو ہم میں سے کسی کو اپنے ساتھ کھانا نہ کھلاتے۔ بیشک آپ نے ہمیں اپنے پاس بٹھایا، ہماری عورتوں سے نکاح کیا، ہمیں اپنے ساتھ کھانا کھلایا، بالوں کے کپڑے پہنے (عربی گدھے پر سواری فرمائی اور اپنے پیچھے دوسرے کو بٹھایا اور زمین پر (دستر خوان بچھا کر) کھانا کھایا اور کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو (زبان سے) چاٹا اور یہ سب امور آپ نے تواضع کے طور پر اختیار فرمائے۔ ﷺ۔ اللہ تعالیٰ ہی آپ پر دُرود و سلام بھیجے۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّهِم

(۴۸) نزہتہ البساتین میں حضرت ابراہیم خواصؒ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ کو سفر میں پیاس معلوم ہوئی اور شدّتِ پیاس سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ کسی نے میرے منہ پر پانی چھڑ کا میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک مرد حسین خوبرو کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ اس نے مجھ کو پانی پلایا اور کہا میرے ساتھ رہو۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس جوان نے مجھ سے کہا تم کیا دیکھتے ہو، میں نے کہا یہ مدینہ ہے اس نے کہا اتر جاؤ۔ میرا اسلام حضرت رسولِ خدا ﷺ سے کہنا اور عرض کرنا آپ کا بھائی خِضر آپ کو سلام کہتا ہے۔

شیخ ابوالخیر قطعؒ فرماتے ہیں، میں مدینہ منورہ میں آیا، پانچ دن وہاں قیام کیا، کچھ مجھ کو ذوق و لطف حاصل نہ ہوا۔ میں قبر شریف کے پاس حاضر ہوا اور حضرت رسولِ

خدا ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو سلام کیا اور عرض کیا، یا رسول اللہ ! ﷺ آج میں آپ کا مہمان ہوں پھر وہاں سے ہٹ کر منبر کے پیچھے سو رہا۔

خواب میں حضور سرور عالم ﷺ کو دیکھا۔ حضرت ابو بکرؓ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی داہنی اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی بائیں جانب تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے آگے تھے۔ حضرت علیؓ نے مجھ کو ہلایا اور فرمایا کہ اٹھ رسولِ خدا ﷺ تشریف لائے ہیں۔ میں اٹھا اور حضرت ﷺ کے دونوں آنکھوں کے درمیان چوما۔ حضور ﷺ نے ایک روٹی مجھ کو عنایت فرمائی۔ میں نے آدھی کھائی اور جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

یہ شیخ ابو الخیرؒ کا قصّہ علامہ سخادیؒ نے قولِ بدیع میں بھی نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نزہتہ کے ترجمہ میں کچھ تسامح ہوا۔ قولِ بدیع کے الفاظ یہ ہیں اَقَمتُ خَمسَۃَ اَیَّامٍ مَاذُقتُ ذَوَاقاً۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں پانچ دن رہا اور مجھے ان دنوں میں کوئی چیز چکھنے کو بھی نہیں ملی۔ ذوق و شوق حاصل نہ ہونا ترجمہ کا تسامح ہے۔(ماخوذ فضائل درود شریف حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ)

ہمارے حضرت اقدس شیخ المشائخ مسندِ ہند امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ اپنے رسالہ حرز ثمین فی مبشرات النبی الامین جس میں انہوں نے چالیس خواب یا مکاشفات اپنے یا اپنے والد ماجد کے حضور اقدس ﷺ کی زیارت کے سلسلہ میں تحریر فرمائے ہیں اس میں ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے بہت ہی بھوک لگی (نہ معلوم کے دن کا فاقہ ہوگا) میں نے اللہ جل شانہٗ سے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی رُوحِ مقدس آسمان سے اتری اور حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ایک روٹی تھی گویا اللہ جل شانہٗ نے حضور ﷺ کو ارشاد

فرمایا تھا کہ یہ روٹی مجھے مرحمت فرمائیں۔

۱۴پر تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے رات کو کھانے کو کچھ نہیں ملا تو میرے دوستوں میں سے ایک شخص دُودھ کا پیالہ لایا جس کو میں نے پیا اور سو گیا۔ خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دُودھ میں نے ہی بھیجا تھا یعنی میں نے توجہ سے اس کے دل میں یہ بات ڈالی تھی کہ وہ دُودھ لے کر جائے۔ اور جب اکابر صوفیا کی توجہات معروف و متواتر ہیں تو پھر سید الاوّلین والآخرین ﷺ کی توجہ کا کیا پُوچھنا۔

حضرت شاہ صاحبؒ ۱۵پر تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے بیٹے کیسی طبیعت ہے؟ اس کے بعد شفا کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک میں سے دو بال مرحمت فرمائے۔ مجھے اسی وقت صحت ہو گئی اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ والد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ان دو بالوں میں سے ایک مجھے مرحمت فرمایا تھا۔
اسی طرح شاہ صاحب ۱۸پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ابتدائے طالب علمی میں مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمیشہ روزہ رکھا کروں مگر مجھے اس میں علما کے اختلاف کی وجہ سے تردّد تھا کہ ایسا کروں یا نہ کروں۔

میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔ حضور اقدس ﷺ نے مجھے خواب میں ایک روٹی مرحمت فرمائی۔ حضرات شیخین وغیرہ تشریف فرما تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا الهدايا مشتركة۔ میں نے وہ روٹی ان کے سامنے کر دی۔ انہوں نے ایک ٹکڑا توڑ لیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا الهدايا مشتركة۔ میں نے وہ روٹی ان کے سامنے کر دی۔ انہوں نے بھی ایک ٹکڑا توڑ لیا۔

پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ **الهدايا مشتركه**۔ میں نے عرض کیا کہ اگر یہی الہدایا مشترکہ رہا تو یہ روٹی اسی طرح تقسیم ہو جائے گی، مجھ فقیر کے پاس کیا بچے گا؟ حرزِ ثمین میں تو یہ قصہ اتنا ہی لکھا ہے لیکن حضرتؒ کی دوسری کتاب "انفاس العارفین" میں کچھ اور بھی تفصیل ہے وہ یہ کہ میں نے سونے سے اٹھنے کے بعد اس پر غور کیا کہ اس کی کیا وجہ کہ حضرات شیخین کے کہنے پر تو میں نے روٹی ان کے سامنے کر دی اور حضرت عثمانؓ کے فرمانے پر انکار کر دیا۔

میرے ذہن میں اس کی وجہ یہ آئی کہ میری نسبت نقشبندیہ حضرت صدیق اکبرؓ سے ملتی ہے اور میرا سلسلہ نسب حضرت عمرؓ سے ملتا ہے اس لیے ان دونوں حضرات کے سامنے تو مجھے انکار کی جرأت نہیں ہوئی اور حضرت عثمانؓ سے میرا نہ تو سلسلۂ سلوک ملتا تھا نہ سلسلۂ نسب، اس لیے وہاں بولنے کی جرأت ہو گئی فقط۔ یہ حدیث الہدایا مشترکہ والی محدثین کے نزدیک تو متکلم فیہ ہے۔ (فضائل درود شریف)

حضرت شاہ صاحبؒ اپنے رسالہ حرز ثمین میں ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے ارشاد فرمایا، کہ وہ رمضان المبارک میں سفر کر رہے تھے، نہایت شدید گرمی تھی جس کی وجہ سے بہت ہی مشقت اٹھانی پڑی۔ اسی حالت میں مجھے اُونگھ آگئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ہی لذیذ کھانا جس میں چاول اور میٹھا اور زعفران اور گھی خوب تھا (نہایت لذیذ زردہ) مرحمت فرمایا جس کو خوب سیر ہو کر کھایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی مرحمت فرمایا جس کو خوب سیر ہو کر پیا، جس سے بھوک پیاس سب جاتی رہی اور جب آنکھ کھلی تو میرے ہاتھوں میں سے زعفران کی خوشبو آرہی تھی۔

ان قصوں میں کچھ تردّد نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ احادیث صوم وصال میں **اِنِّی يُطعِمُنِي رَبِّي وَسَقِينِي** (مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے) میں ان چیزوں کا ماخذ اور

اصل موجود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد اِنِی لَستُ کھیئتکم (کہ میں تم جیسا نہیں ہوں) عوام کے اعتبار سے ہے۔ اگر کسی خوش نصیب کو یہ کرامت حاصل ہو جائے تو کوءی مانع نہیں۔ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ کراماتِ اولیاء حق ہیں۔

قرآن پاک میں حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ میں کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیھا زَکَرِیَّا المِحرَابَ وَجَدَ عِندَھا رِزقًا (الآیۃ) وارد ہے یعنی جب بھی حضرت زکریاؑ ان کے پاس تشریف لے جاتے تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پاتے اور ان سے دریافت فرماتے کہ اے مریمؑ یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں۔ وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئی ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔ ور منثور کی روایات میں اس رزق کی تفاصیل وارد ہوئی ہیں کہ بغیر موسم کے انگوروں کی زنبیل بھری ہوئی ہوتی تھی اور گرمی کے زمانہ میں سردی کے پھل، سردی کے زمانہ میں گرمی کے پھل۔

یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَآئِماً اَبَدًا عَلٰی حَبِیبِک خَیرِ الخَلقِ کُلِّھِم

(۴۹) نزہتہ المجالس میں ایک عجیب قصہ لکھا ہے کہ رات اور دن میں آپس میں مناظرہ ہوا کہ ہم میں سے کون سا افضل ہے۔ دن نے اپنی فضیلت کے لیے کہا کہ میرے میں تین فرض نمازیں ہیں اور تیرے میں دو، اور مجھ میں جمعہ کے دن ایک ساعت اجابت ہے جس میں آدمی جو مانگے وہ ملتا ہے (یہ صحیح اور مشہور حدیث ہے) اور میرے اندر رمضان المبارک کے روزے رکھے جاتے ہیں تُو لوگوں کے لیے سونے اور غفلت کا ذریعہ ہے اور میرے ساتھ تیقظ اور چوکنا پن ہے اور مجھ میں حرکت ہے اور حرکت میں برکت ہے، اور میرے میں آفتاب نکلتا ہے جو ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے۔

رات نے کہا کہ اگر تُو اپنے آفتاب پر فخر کرتا ہے تو میرے آفتاب اللہ والوں کے قلوب ہیں۔ اہلِ تہجد اور اللہ کی حکمتوں میں غور کرنے والوں کے قلوب ہیں۔ تو اُن عاشقوں کے شراب تک کہاں پہنچ سکتا ہے جو خلوت کے وقت میں میرے ساتھ ہوتے ہیں، تو معراج کی رات کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے، تو اللہ جل شانہٗ کے پاک ارشاد کا کیا جواب دے گا جو اس نے اپنے پاک رسول ﷺ سے فرمایا وَمِنَ اللَّيلِ فَتَهجَّد بِهٖ نَافِلَةً لَّک کہ رات کو تہجد پڑھیے جو بطور نافلہ کے ہے، آپ کے لیے ، اللہ نے مجھے تجھ سے پہلے پیدا کیا۔ میرے اندر لیلۃ القدر ہے جس میں مالک کی نہ معلوم کیا کیا عطائیں ہوتی ہیں۔ اللہ کا پاک ارشاد ہے کہ وہ ہر رات کے آخری حصہ میں یوں ارشاد فرماتا ہے کوئی ہے مانگنے والا جس کو دُوں؟ کوئی ہے توبہ کرنے والا جس کی توبہ قبول کروں؟ کیا تجھے اللہ کے اس پاک ارشاد کی خبر نہیں یَاَیُّھَاالمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّيلَ اِلَّا قَلِيلًا۔ کیا تجھے اللہ کے اس ارشاد کی خبر نہیں کہ جس میں اللہ نے ارشاد فرمایا

سُبحٰنَ الَّذِی اَسرٰی بِعَبدِہٖ لَيلًا مِنَ المَسجِدِ الحَرَامِ اِلَی المَسجِدِ الاَقصیٰ

پاک ہے وہ ذات جو رات کو لے گیا اپنے بندے کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک"

یقیناً حضور اقدس ﷺ کے معجزات میں معراج کا قصہ بھی ایک بڑی اہمیت اور بڑی خصوصیت رکھتا ہے۔

قاضی عیاضؒ شفاء میں فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے فضائل میں معراج کی کرامت بہت ہی اہمیت رکھتی ہے اور بہت ہی فضائل کو متضمن ہے۔ اللہ جل شانہٗ سے سرگوشی، اللہ تعالیٰ شانہٗ کی زیارت، انبیاء کرام کی امامت اور سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف بری وَمَارَاٰی مِن اٰیَاتِ رَبِّهِ الکبرٰی۔

کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی بڑی بڑی نشانیوں کی سیر، یہ معراج کا قصہ حضور اقدس ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ اور اس قصہ میں جتنے درجاتِ رفیعہ جن پر قرآن

پاک اور احادیثِ صحیحہ میں روشنی ڈالی گئی ہے، یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات ہیں۔(از فضائل درود شریف)

ان ساری حکایات کو اللہ کی قدرت پر محمول کرنا چاہیے، اللہ ایسا کرنے پر آئے تو اسے کون روک سکتا ہے، وہ قادر و قدیر ذات ہے۔

صلاۃ وسلام کا طریقہ

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ سورۃ الاحزاب کی آیت چھپن کے نزول کے بعد حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ ہمیں سلام کا طریقہ تو معلوم ہے، آپ ﷺ ہمیں صلاۃ کا طریقہ بھی سکھادیں، اس پر آپ ﷺ نے وہ الفاظ سکھائے جو مشہور درود شریف ہے، جسے درود ابراہیمی کہا جاتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال کی منشاء یہ تھی کہ سلام کا طریقہ تو ہمیں تشہد میں سکھادیا گیا ہے، جہاں

اَلسَّلَامُ عَلَیک اَیُّھاالنَّبِیِ وَرَحمَۃُ اللہ وَبَرَکَاتُہ

آیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر عشق رسول ﷺ میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اپنے محبوب نبی ﷺ کے مبارک الفاظ اور کلمات کی بجائے اپنی طرف سے کوئی اضافہ اور کمی کرنا گوارا نہیں کیا، بلکہ انہوں نے اسی درود شریف کے کلمات اورالفاظ کو فوقیت اور ہمیت دی جو پیارے نبی کریم ﷺ کی مبارک زبان سے نکلے اور متعین ہوگئے، جو الفاظ آپ ﷺ کی پاکیزہ زبان سے نکلے وہ نماز کے لیے متعین ہوگئے، جنازے میں پڑھنے کے لیے متعین ہوگئے۔

نماز اہم ترین عبادت ہے، اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے، جنت میں جانے کا ذریعہ ہے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ ہے، اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے، جب نماز میں درود ابراہیمی پڑھنے کا حکم ہے، آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں اور نماز جنازہ میں یہی درود شریف پڑھتے تھے، ان کے عشق رسول میں کوئی فرق نہیں آیا، بلکہ ان دیوانوں پروانوں اور مستانوں کے عشق ومحبت میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا چلا گیا، جس کے صلے میں اللہ ان سے راضی ہوا، اللہ نے ان لوگوں کو جنتی قرار دیا، ان میں سے بعض کے

نام لے لے کر نبی کریم ﷺ نے جنتی قرار دیا،ان سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے فرمایا: کہ یہ سب جنتی ہیں۔

اہم ترین بات یہ ہے کہ جب درود ابراہیمی پڑھنے والوں کے لیے جنت ہے، جنت کی بشارت ہے، اللہ اور رسول اللہ ﷺ ان سے خوش ہیں تو پھر میرے خیال میں آج جو لوگ درود ابراہیمی پڑھتے ہیں وہ بھی عاشقان رسول ہیں، ان کے اعمال میں بھی فرق نہیں پڑتا، ان کے جنتی ہونے پر بھی کوئی اشکال نہیں کیا جاسکتا، ان کو بھی دائرہ اسلام سے باہر نہیں نکالا جاسکتا، انہیں بھی اپنی طرف سے بنائے ہوئے صلاۃ وسلام کے پڑھنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، اگر یہ لوگ درود ابراہیمی پڑھتے ہیں تو میرے خیال میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سچے پیروکار ہیں، نبی کریم ﷺ کے سچے عاشق ہیں، سچے دیوانے ہیں، ان کے ایمان دار ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

پھر اس میں ایک بات اور بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کی زبان سے صرف درود ابراہیمی ہی کے الفاظ اور صیغے منقول نہیں ہیں بلکہ آپ ﷺ کی زبان سے درود شریف کے مختلف صیغے منقول ہیں، اس لیے جب اللہ نے حکم دے دیا کہ نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجو تو آپ ﷺ کے سکھائے اور بتائے ہوئے کسی بھی صلاۃ وسلام کو پڑھنے سے اللہ کے حکم کی تعمیل ہو جائے گی، کسی بھی صیغے سے پڑھے جانے والے درود شریف سے اللہ راضی ہو جائے گا، اللہ رحمتوں کا مینہ برسا دے گا، اللہ اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے گا، کسی بھی درود شریف سے اپنے آقا ﷺ کو خوش کرنے سے اللہ اور رسول اللہ خوش ہو جائیں گے، کسی بھی صیغے والے درود شریف کو فرشتے سنتے ہیں اور روضۂ اطہر کے اوپر پیش کر دیتے ہیں، روضۂ اطہر پر متعین فرشتہ اسے سن کر آپ ﷺ تک پہنچا دیتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ " اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ الفاظ آنحضرت ﷺ سے بعینہ منقول بھی ہوں بلکہ جس عبارت سے بھی صلوٰۃ و سلام کے الفاظ ادا کیئے جائیں اس حکم کی تعمیل اور درود شریف کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جو الفاظ خود آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں وہ زیادہ بابرکت اور زیادہ ثواب کے موجب ہیں، اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے الفاظ صلوٰۃ آپ سے متعین کرانے کا سوال فرمایا تھا۔
(تفسیر معارف القرآن، سورۃ الاحزاب آیت ۵٦)

صلاۃ و سلام سے متعلق چند مسائل

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ
قعدہ نماز میں تو قیامت تک الفاظ صلوٰۃ و سلام اسی طرح کہنا مسنون ہے، جس طرح اوپر منقول ہوئے ہیں اور خارج نماز میں جب آنحضرت ﷺ خود مخاطب ہوں جیسا کہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں، وہاں تو وہی الفاظ الصلوٰۃ و السلام علیک کے اختیار کئے جائیں، آپ ﷺ کی وفات کے بعد روضۂ اقدس کے سامنے جب سلام عرض کیا جائے تو اس میں بھی صیغہ السلام علیک کا اختیار کرنا مسنون ہے۔ اس کے علاوہ جہاں غائبانہ صلوٰۃ و سلام پڑھا جائے تو صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور ائمہ امت سے صیغہ غائب کا استعمال کرنا منقول ہے، مثلاً "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" جیسا کہ عام محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی کتابیں اس سے لبریز ہیں۔

علم کی کمی کی وجہ سے آج بعض لوگ صرف مروجہ صلاۃ وسلام کو ہی درود شریف سمجھتے ہیں، اسی وجہ سے زیادہ انتشار برپا ہے، ورنہ اعتدال والی بات وہی ہے جو حضرت مفتی محمد شفیعؒ نے تحریر فرمائی ہے۔

صلاۃ وسلام کے اس طریقے میں حکمت

حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "جو طریقہ صلوٰۃ وسلام کا رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک اور آپ کے عمل سے ثابت ہوا اس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب مسلمان آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت و سلامتی کی دعا کریں۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مقصود آیت کا تو یہ تھا کہ ہم آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کا حق خود ادا کریں۔ مگر طریقہ یہ بتلایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا حق تعظیم و اطاعت پورا ادا کرنا ہمارے کسی کے بس میں نہیں، اس لئے ہم پر یہ لازم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ (روح المعانی بحوالہ معارف القرآن)

صلاۃ وسلام کے احکام

سورۃ الاحزاب کی آیت ۵٦ کے ذیل میں حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ کچھ احکامات ذکر کرتے ہیں جو درود شریف سے متعلق ہیں۔

نماز کے قعدۂ اخیرہ میں صلوٰۃ (درود شریف) سنت موکدہ تو سب کے نزدیک ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب ہے، جس کے ترک سے نماز واجب اعادہ ہو جاتی ہے۔

اس پر بھی جمہور فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے کہ جب کوئی آنحضرت ﷺ کا ذکر کرے یا سنے تو اس پر درود شریف واجب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حدیث میں آپ ﷺ کے ذکر مبارک کے وقت درود شریف نہ پڑھنے پر وعید آئی ہے، جامع ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

رَغِمَ اَنفَ رَجُلٍ ذُکِرتُ عِندَہُ فَلَم یُصَلِّ عَلَیَّ (ترمذی)

''یعنی ذلیل ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے اَلبَخِیلُ مَن ذُکِرتُ عِندَہُ فَلَم یُصَلِّ عَلَیَّ

''یعنی بخیل وہ شخص ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''

اگر ایک مجلس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک بار بار آئے تو صرف ایک مرتبہ درود پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے، لیکن مستحب یہ ہے کہ جتنی بار ذکر مبارک خود کرے یا کسی سے سنے ہر مرتبہ درود شریف پڑھے۔

حضرات محدثین رحمۃ اللہ علیہم سے زیادہ کون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کر سکتا ہے کہ ان کا ہر وقت کا مشغلہ ہی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، جس میں ہر وقت بار بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا ہے، تمام ائمہ حدیث رحمۃ اللہ علیہم کا دستور یہی رہا ہے کہ ہر مرتبہ درود سلام پڑھتے اور لکھتے ہیں۔ تمام کتب حدیث اس پر شاہد ہیں۔ انہوں نے اس کی بھی پروا نہیں کی کہ اس تکرار صلوٰۃ و سلام سے کتاب کی ضخامت کافی بڑھ جاتی ہے کیونکہ اکثر تو چھوٹی چھوٹی حدیثیں آتی ہیں جن میں ایک دو سطر کے بعد نام مبارک آتا ہے، اور بعض جگہ تو ایک سطر میں ایک سے زیادہ مرتبہ نام مبارک مذکور ہوتا ہے۔

حضرات محدثین رحمۃ اللہ علیہم کہیں صلوٰۃ و سلام ترک نہیں کرتے۔ جس طرح زبان سے ذکر مبارک کے وقت زبانی صلوٰۃ و سلام واجب ہے اسی طرح قلم سے لکھنے کے وقت صلوٰۃ و سلام کا قلم سے لکھنا بھی واجب ہے، اور اس میں جو لوگ حروف کا اختصار کر کے ''صلعم'' لکھ دیتے ہیں یہ کافی نہیں، پورا صلوٰۃ و سلام لکھنا چاہئے۔

ذکر مبارک کے وقت افضل و اعلیٰ اور مستحب تو یہی ہے کہ صلوٰۃ اور سلام دونوں پڑھے اور لکھے جائیں، لیکن اگر کوئی شخص ان میں سے ایک یعنی صرف صلوٰۃ یا

صرف سلام پر اکتفا کرے تو جمہور فقہاء رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک کوئی گناہ نہیں۔ شیخ الاسلام نووی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے دونوں میں سے صرف ایک پر اکتفا کرنا مکروہ فرمایا ہے۔ ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کی مراد کراہت سے خلاف اولیٰ ہونا ہے، جس کو اصطلاح میں مکروہ تنزیہی کہا جاتا ہے۔

اور علماء امت رحمۃ اللہ علیہم کا مسلسل عمل اس پر شاہد ہے کہ وہ دونوں ہی کو جمع کرتے ہیں اور بعض اوقات ایک پر بھی اکتفا کر لیتے ہیں۔

لفظ صلوٰۃ انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی کے لئے استعمال کرنا جمہور علماء رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک جائز نہیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فتویٰ نقل کیا ہے:

لَا یُصَلَّی عَلٰی اَحَدٍ اِلَّا عَلٰی النَّبِی صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ لٰکِن یُدعیٰ لِلمُسلِمِینَ وَالمُسلِمَاتِ بِالاِستِغفَارِ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غیر نبی کے لئے لفظ صلوٰۃ کا استعمال مستقلاً مکروہ ہے، امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی مذہب ہے، البتہ تبعاً جائز ہے یعنی آنحضرت ﷺ پر صلوٰۃ وسلام کے ساتھ آل واصحاب یا تمام مومنین کو شریک کر لے اس میں مضائقہ نہیں۔

اور امام جوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو حکم لفظ صلوٰۃ کا ہے وہی لفظ سلام کا بھی ہے کہ غیر نبی کے لئے اس کا استعمال درست نہیں، بجز اس کے کہ کسی کو خطاب کرنے کے وقت بطور تحیہ کے السلام علیکم کہے، یہ جائز و مسنون ہے۔ مگر کسی غائب کے نام کے ساتھ ''علیہ السلام'' کہنا اور لکھنا غیر نبی کے لئے درست نہیں (خصائص کبریٰ سیوطی ص ۲۶۲ ج ۲)

علامہ لقائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ محققین علماء امت اس طرف گئے ہیں اور میرے نزدیک بھی یہی صحیح ہے، اور اسی کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے فقہاء و متکلمین رحمۃ اللہ علیہم نے اختیار کیا ہے کہ صلوۃ وتسلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے غیر نبی کے لئے جائز نہیں، جیسے لفظ سبحانہ اور تعالیٰ، اللہ جل شانہ، کے لئے مخصوص ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سوا عام مسلمانوں کے لئے مغفرت اور رضا کی دعا ہونا چاہیے، جیسے قرآن میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق آیا رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُم وَرَضُوا عَنهُ (روح المعانی، معارف القرآن)

درود شریف سے متعلق مزید احکامات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فضائل درود شریف کے صفحہ ۸۹ پر لکھتے ہیں کہ "حکم کا تقاضا وجوب ہے، اس لیے جمہور علماء رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک درود شریف کا کم سے کم عمر میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے، بعض علماء رحمۃ اللہ علیہم نے اس پر اجماع بھی نقل کیا ہے۔

جو وعیدیں اس مضمون کی گزری ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک نام آنے پر درود نہ پڑھنے والا بخیل ہے، ظالم ہے، بدبخت ہے، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور حضرت جبریل علیہ السلام کی طرف سے ہلاکت کی بددعائیں ہیں وغیرہ وغیرہ، ان کی بنا پر بعض علماء رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی آئے اس وقت ہر مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے۔ علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں، اس میں دس مذہب نقل کیے ہیں اور اوجز المسالک میں زیادہ بحث تفصیلی اس پر کی گئی ہے، اس میں لکھا ہے کہ بعض علماء رحمۃ اللہ علیہم نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ہر مسلمان

پر عمر بھر میں کم سے کم ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے اور اس کے بعد میں اختلاف ہے، خود حنفیہ رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں بھی اس میں دو قول ہیں، طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی رائے یہ ہے کہ جب بھی نبی کریم ﷺ کا نام نامی آئے تو درود شریف پڑھنا واجب ہے، امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ فرض کا درجہ ایک ہی مرتبہ ہے اور ہر مرتبہ استحباب کا درجہ ہے۔(فضائل درود شریف)

نبی کریم ﷺ کے نام کے ساتھ لفظ "سیّدنا"

مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "نبی کریم ﷺ کے نام نامی کے ساتھ شروع میں "سیّدنا" کا لفظ بڑھادینا مستحب ہے، درمختار میں لکھا ہے کہ سیّدنا کا بڑھادینا مستحب ہے، اس لیے کہ ایسی چیز کی زیادتی جو واقعہ میں ہو عین ادب ہے ،جیسا کہ رملی رحمۃ اللہ علیہ، شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کہا ہے، یعنی نبی کریم ﷺ کا سید ہونا ایک امر واقعی ہے لہذا اس کے بڑھانے میں کوئی اشکال کی بات نہیں، بلکہ ادب یہی ہے ،لیکن بعض لوگ اس سے منع کرتے ہیں، غالباً ان کو ابوداؤد کی ایک حدیث سے اشتباہ ہورہا ہے، ابوداؤد شریف میں ایک صحابیؓ ابو مطرف رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ میں ایک وفد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ہم نے حضور ﷺ سے عرض کیا "انت سیّدنا" آپ ﷺ ہمارے سردار ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اَلسَّیِّدُاللہ کہ حقیقی سید تو اللہ ہی ہے اور یہ ارشاد عالی بالکل صحیح ہے، یقیناً حقیقی سیادت اور کمال سیادت اللہ ہی کے لیے ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضور ﷺ کے نام پر سیدنا کا بڑھانا ناجائز ہے، بالخصوص جب کہ خود حضور اقدس ﷺ کا پاک ارشاد جیسا کہ مشکوٰۃ میں بروایۃ شیخین (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ اَنَاسَیِّدُالنَّاسِ یَومَ القِیَامَۃِ کہ میں لوگوں کا سردار ہوں گا قیامت کے دن، اور دوسری روایت میں مسلم کی روایت سے نقل کیا ہے اَنَاسَیِّدُوُلدِآدَمَ یَومَ القِیَامَۃِ کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا، نیز بروایۃ ترمذی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے اَنَاسَیِّدُوُلدِآدَمَ یَومَ القِیَامَۃِ وَلَافخرَ کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا اور کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پاک ارشاد کا مطلب جو ابوداؤد کی روایت میں گزراوہ کمال سیادت مراد ہے، جیساکہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مسکین وہ نہیں جس کو ایک ایک دو دو لقمے دربدر پھراتے ہوں بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس نہ وسعت ہو نہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔

اسی طرح مسلم شریف میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم پچھاڑنے والا کس کو سمجھتے ہو (یعنی وہ پہلوان جو دوسرے کو زیر کردے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! اس کو سمجھتے ہیں جس کو کوئی دوسرا پچھاڑ نہ سکے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلوان نہیں بلکہ پچھاڑنے والا (یعنی پہلوان) وہ ہے جو غصہ کے وقت میں اپنے نفس پر قابو پائے۔ (فضائل درود)

اسی حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ سوال بھی نقل کیا گیا کہ تم رقوب (یعنی لاولد) کس کو کہتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ جس کے اولاد نہ ہو، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ لاولد نہیں بلکہ لاولد وہ ہے جس نے کسی چھوٹی اولاد کو ذخیرۂ آخرت نہ بنایا ہو، (یعنی اس کے کسی معصوم بچہ کی موت نہ ہوئی ہو) اب ظاہر ہے کہ

جو مسکین بھیک مانگتا ہے اس کو مسکین کہنا کون جائز کہہ دے گا، اسی طرح جو پہلوان لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہو لیکن اپنے غصہ پر اس کو قابو نہ ہو تو بہر حال پہلوان ہی کہلائے گا۔

اسی طرح سے ابوداؤد شریف میں ایک صحابی کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضوراقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارکہ پر مہرِ نبوت دیکھ کر یہ درخواست کی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک پر یہ (اُبھرا ہوا گوشت ہے) مجھے دکھلایئے کہ میں اس کا علاج کروں، کیونکہ میں طبیب ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ طبیب تو اللہ شانہ ہی ہیں، جس نے اس کو پیدا کیا، اب ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک سے معالجوں کو طبیب کہنا کون حرام کہہ دے گا، بلکہ صاحب مجمع نے یہ کہا ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے طبیب نہیں ہے اور اسی طرح سے احادیث میں بہت کثرت سے مضمون ملے گا کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مواقع میں کمال کے اعتبار سے نفی فرمائی ہے حقیقت کی نفی نہیں۔(فضائل درود شریف)

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ مجد الدین رحمۃ اللہ علیہ (صاحب قاموس) نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بہت سے لوگ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

کہتے ہیں، اور اس میں بحث ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ نماز میں تو ظاہر ہے کہ نہ کہنا چاہیے نماز کے علاوہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر انکار کیا تھا، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدنا سے خطاب کیا تھا، جیسا کہ حدیث مشہور میں ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار احتمال رکھتا ہے کہ تواضع ہو یا منہ پر تعریف کرنے کو پسند نہ کیا ہو یا اس وجہ سے کہ یہ زمانۂ جاہلیت کا دستور تھا یا اس وجہ سے کہ انہوں نے مبالغہ بہت کیا، چنانچہ انہوں نے

کہا تھا کہ آپ ہمارے سردار ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے باپ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے فضیلت میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر بخشش کرنے میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **جفنة الغراء** ہیں، یہ بھی زمانۂ جاہلیت کا ایک مشہور مقولہ ہے کہ وہ اپنے اس سردار کو جو بڑا کھلانے والا ہو اور بڑے بڑے پیالوں میں لوگوں کو دنبوں کی چکتی اور گھی سے لبریز پیالوں میں کھلاتا ہو اور آپ ایسے ہیں اور آپ ایسے ہیں، تو ان سب باتوں کے مجموعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمایا تھا۔

اور فرمایا تھا کہ شیطان تم کو مبالغہ میں نہ ڈال دے، حالانکہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد ثابت ہے **اَنَاسَیِّدُوُلِدِآدَمَ** کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں، نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ثابت ہے، اپنے نواسہ حسنؓ کے لیے **ابنی هذَاسَیِّدٌ** میرا یہ بیٹا سردار ہے۔

اسی طرح سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کی قوم کو یہ کہنا **قُومُوا اِلٰی سَیِّدِکُم** کہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے لیے، اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "عمل الیوم واللیلہ" میں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو **یَاسَیِّدِی** کے ساتھ خطاب کرنا وارد ہے، اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درود میں **اَللّٰھمَّ صَلِّ عَلَی سَیِّدِالمُرسَلِینَ** کا لفظ وارد ہے، ان سب امور میں دلالت واضحہ ہے اور روشن دلائل ہیں اس لفظ کے جواز میں اور جو اس کا انکار کرے وہ محتاج ہے اس بات کا کہ کوئی دلیل قائم کرے۔

(فضائل درود شریف ص ۹۲)

یہ تو ظاہر ہے کہ کمال سیادت اللہ ہی کے لیے ہے، لیکن کوئی دلیل ایسی نہیں جس کی وجہ سے اس کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز معلوم ہوتا ہو، قرآن پاک میں حضرت یحییٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں سَیِّدًا وَّحَصُورًا کا لفظ وارد ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے وہ فرمایا کرتے تھے اَبُوبَکرٍسَیِّدُنَا وَاَعتَقَ سَیِّدَنَا یعنی بلالاً ابو بکر ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کیا۔ (فضائل درود شریف)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ نے انصار کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں قُومُوا اِلٰی سَیِّدِکُم یعنی اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ کہا تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے، اس بات پر کہ اگر کوئی شخص سیدی اور مولائی کہے تو اس کو نہیں روکا جائے گا، اس لیے کہ سیادت کا مرجع اور مآل اپنے ماتحتوں پر بڑائی ہے اور ان کے لیے حسن تدبیر، اسی لیے خاوند کو سید کہا جاتا ہے ، جب قرآن میں وَاَلفَیَاسَیِّدَھا فرمایا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی شخص نے پوچھا تھا کہ کیا کوئی شخص مدینہ منورہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہے کہ اپنے سردار کو یاسیدی کہے؟ انہوں نے فرمایا کوئی نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز پر حضور ﷺ کے ارشاد مِن سَیِّدِکُم سے بھی استدلال کیا ہے جو حدیث کا ٹکڑا ہے، جس کو خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب المفرد میں ذکر کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے بنو سلمہ سے پوچھا مِن سَیِّدِکُم کہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جد بن قیس رضی اللہ عنہ، حضور ﷺ نے فرمایا بَل سَیِّدُکُم عَمرُوبنُ جُمُوحٍ بلکہ تمہارا سردار عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ہے، نیز اِذَانَصَحَ العَبدُسَیِّدَہُ مشہور حدیث ہے، جو متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث

کی اکثر کتابوں بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے، نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بخاری شریف میں حضوراقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیاہے کہ کوئی شخص اَطعِم رَبَّک وَضِّی رَبَّک نہ کہے یعنی اپنے آقا کورب کے لفظ سے تعبیر نہ کرے، وَلیَقُل سَیِّدِی وَمَولَائِی بلکہ یوں کہے کہ میرا سیداور میرا مولیٰ، یہ تو سیداور مولیٰ کہنے کا حکم صاف ہے۔(فضائل درود شریف)

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "اسی طرح نبی کریم ﷺ کے پاک نام پر مولانا کا لفظ بھی بعض لوگ پسند نہیں کرتے، ممانعت کی کوئی دلیل باوجود تلاش کے اس ناکارہ کو اب تک نہیں ملی، البتہ غزوۂ اُحد کے قصہ میں ابوسفیان کو جواب دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد اللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَی لَکُمْ وارد ہے۔

اورقرآن پاک میں سورۃ محمد میں ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ ہے، لیکن اس سے غیر اللہ پر لفظ مولا کے اطلاق کی ممانعت معلوم نہیں ہوتی، یہاں بھی کمال ولایت مراد ہے کہ حقیقی مولا وہی پاک ذات ہے، جیسا کہ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ

کہ تمہارے لیے اللہ کے سوانہ کوئی ولی ہے نہ کوئی مددگار اوردوسری جگہ ارشاد ہے واللہ وَلِیُ المُومِنِینَ اور بخاری شریف میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے مَن تَرَک کَلاً اَوضِیَاعاً فَاَنَاوَلِیُّه یہاں حضوراقدس ﷺ نے اپنے آپ کوولی بتایا ہے۔ (فضائل درود شریف)

حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے مَولیٰ القَومِ مِن اَنفُسِهِم مشہور ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ اور حدیث وفقہ کی کتاب ا لنکاح توکتاب الاولیاء سے پر ہے اور مشکوٰۃ شریف بروایت شیخین حضور اقدس ﷺ کا ارشاد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اَنتَ اَخُونَا وَمَولَانَا وارد ہے۔(فضائل درود شریف)

نیز بروایت مسند احمد رحمۃ اللہ علیہ و ترمذی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ یعنی جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔

یہ حدیث مشہور ہے ،متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نقل کی گئی ہے ،ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح نہایہ میں لکھتے ہیں کہ مولیٰ کا اطلاق بہت سے معنی پر آتا ہے، جیسے رب، مالک، سید اور منعم یعنی احسان کرنے والا، معتق یعنی غلام آزاد کرنے والا، ناصر (مددگار) محب، تابع، پڑوسی، چچازاد بھائی اور حلیف وغیرہ وغیرہ، بہت سے معنی گنوائے ہیں۔

اس لیے ہر ایک کے مناسب معنی مراد ہوں گے، جہاں اللَّهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ وارد ہوا ہے ،وہاں رب کے معنی میں ہے اور حضور ﷺ کے نام مبارک پر آیا ہے جیساکہ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ وہاں ناصر اور مددگار کے معنی میں ہے، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کا شان ورود یہ لکھا ہے کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ کہہ دیا تھا کہ تم میرے مولیٰ نہیں ہو، میرے مولیٰ حضور اقدس ﷺ ہیں ،اس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔(فضائل درود شریف)

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع" میں علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "مواہب اللدنیہ "میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں بھی لفظ مولٰی کا شمار کرایاہے، علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں مولٰی یعنی سید، منعم، مددگار، محب اور یہ اللہ تعالٰی شانہ کے ناموں میں سے ہے،اور عنقریب علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کا استدلال اس نام پر اَنَا اَولٰی بِکُلِّ مُومِنٍ سے آرہاہے۔

اس کے بعد علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کی شرح کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کی شرح میں کہتے ہیں کہ ولی اور مولٰی یہ دونوں اللہ کے ناموں میں سے ہیں اور ان دونوں کے معنی مددگار کے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادہے جیسا کہ بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیاہے،انا ولی کل مومن اور بخاری ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں کہ میں اس کے ساتھ دنیاوآخرت میں اولٰی نہ ہوں،پس جس نے مال چھوڑا ہو وہ اس کے ورثہ کو دیاجائے اور جس نے قرضہ ضائع ہونے والی چیزیں چھوڑی ہوں وہ میرے پاس آئے،میں اس کا مولٰی ہوں،نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایاکہ جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولٰی ہے (فضائل درود شریف ص ۹۵)

علامہ رازی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ محمد کی آیت شریفہ وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر یہ اشکال کیاجائے کہ آیت بالا اور دوسری آیت شریفہ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ میں کس طرح جمع کیاجائے تو یہ کہاجائے گا کہ مولٰی کے کئی معنٰی آتے ہیں،سردار کے،رب کے،مددگار کے،پس جس جگہ یہ کہاگیا ہے کہ کوئی مولٰی نہیں ہے،وہاں یہ مراد ہے کہ کوئی مددگار نہیں اور جس جگہ مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ کہاگیاہے،وہاں ان کا رب اور مالک مراد ہے۔(فضائل درود شریف ۹۵)

صاحب جلالین رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ انعام کی آیت مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ کی تفسیر مالک کے ساتھ کی ہے، اس پر صاحب جمل رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مالک کے ساتھ تفسیر اس واسطے کی گئی ہے کہ آیت شریفہ مومن اور کافر دونوں کے بارے میں وارد ہوئی ہے اور دوسری آیت یعنی سورۂ محمد میں وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ وارد ہوا ہے۔ ان دونوں میں جمع اس طرح پر ہے کہ مولیٰ سے مراد پہلی آیت میں مالک، خالق اور معبود ہے اور دوسری آیت میں مددگار، لہذا کوئی تعارض نہیں رہا، اس کے علاوہ بہت سی وجوہ اس بات پر دال ہیں کہ مولینا جب کہ رب اور مالک کے معنی میں استعمال ہو تو وہ مخصوص ہے، اللہ جل شانہ کے ساتھ لیکن جب سردار اور اس جیسے دوسرے معنی میں مستعمل ہو تو اس کا نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بلکہ ہر بڑے پر استعمال کیا جا سکتا ہے ، جیسے روایت میں ہے کہ اپنے آقا کو سیدی و مولائی کے لفظ سے پکارا کریں۔ (فضائل درود شریف ص ۹۶)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بروایت احمد حضرت رباح رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں آئی، انہوں نے آکر عرض کیا، السلام علیک یا مولانا! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہارا مولیٰ کیسے ہوں ؟ تم عرب ہو، انہوں نے عرض کیا، ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا ہے مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں، جب وہ جماعت جانے لگی تو میں ان کے پیچھے لگا اور میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ انصار کی جماعت ہے، جس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ (فضائل درود شریف)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں اس سلسلہ میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مولیٰ کا اطلاق سید کے بہ نسبت اَقرَب اِلٰی عَدمِ الکَرَاہَۃِ ہے اس لیے کہ سید کا لفظ تو اعلیٰ ہی پر بولا جاتا ہے لیکن لفظ مولیٰ تو اعلیٰ اور اسفل دونوں پر بولا جاتا ہے۔ (فضائل درود شریف)

آداب صلاۃ وسلام

ہمارے بزرگوں کا طریقہ رہا ہے کہ وہ جب کبھی کسی کے سامنے بیان، وعظ یا تقریر کررہے ہوں تو وہ حمد ربانی کے بعد نبی کریم ﷺ کی ذات عالی پر درود شریف پڑھتے اور اپنے سامنے بیٹھنے والوں کو بھی تلقین کرتے کہ وہ آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ذوق وشوق کے ساتھ درود شریف پڑھیں، اس پر سارا مجمع بیک زبان نبی کریم ﷺ پر درود شریف میں محو ہو جایا کرتا تھا، اسی طرح اہلِ قلم جب اپنی کتابوں میں کوئی چیز پیش کرتے، اس دوران اگر نبی کریم ﷺ کا اسمِ گرامی آجاتا تو اس پر بلاکم وکاست ﷺ لکھتے تھے، کسی مقام پر وہ بخل سے کام لیتے ہوئے (صلعم) یا (ص) وغیرہ لکھنے کو بے ادبی سمجھتے تھے۔

حدیث شریف پڑھانے والے اور لکھنے والے علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم اس معاملے میں سخت واقع ہوئے ہیں، محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے یہاں تک اہتمام کیا ہے کہ اگر ان کے کسی استاذ کی کتاب میں ﷺ کا جملہ نہ بھی ہوتا تو شاگرد اس کو درست کرکے اپنی کتاب میں لکھ دیتے تھے۔

مسلم شریف کے شارح حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور مشہور محدث حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ذکر مبارک کے وقت زبان کو اور انگلیوں کو درود شریف کے ساتھ جمع کرے یعنی زبان سے درود شریف پڑھے اور انگلیوں سے لکھے بھی اور اس میں اصل کتاب کا اتباع نہ کرے (فضائل درود شریف)

شمس الدین علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب القول البدیع میں فرماتے ہیں کہ

فَأعلَم أَنَّه كَمَا تُصَلِّي عَلَيهِ بِلِسَانِك فَكَذٰلِكَ خَطِّ الصَّلَاةَ عَلَيهِ بِبَنَانِك مَهمَا كَتَبتَ اِسمَهُ الشَّرِيفَ فِي كِتَابٍ

یہ بات جان لیجیے کہ جیسا تو اپنی زبان سے نبی کریم ﷺ کی ذات پر درود شریف پڑھتا ہے، اسی طرح اپنی انگلیوں کے پوروں کے ساتھ بھی درود شریف لکھ جب تو آپ ﷺ کا اسم گرامی کتاب میں تحریر کرے۔ اس میں لکھنے والے کے لیے بہت زیادہ ثواب ہے ،یہ ایسی فضیلت ہے جس کے باعث حدیث شریف لکھنے والے اور احادیث نقل کرنے والے راوی اور حاملین سنت کامیاب ہوتے ہیں۔

اہل علم وفضل نے اس بات کو پسندیدہ قرار دیا ہے کہ لکھنے والا نبی کریم ﷺ پر بار بار درود شریف لکھے، اور پورا جملہ "صلی اللہ علیہ وسلم" لکھے، سست، کاہل لوگوں کی طرح سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صرف "صلعم" نہ لکھے، القول البدیع میں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت لائے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

مَن صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَم تَزَلِ المَلَائِكَةُ يَستَغفِرُونَ لَه مَادَامَ اِسمِي فِي ذَالِكَ الكِتَابِ (الطبراني في الأوسط والخطيب في شرف أصحاب الحديث)

جو شخص کسی کتاب میں میرا نام لکھے گا، فرشتے ہمیشہ اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں جب تک کہ میرا نام اس کتاب میں رہتا ہے (طبرانی فی الاوسط، شرف اصحاب الحدیث)

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں بہت سی ایسی روایات ذکر کی ہیں، بعض نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے، بعض نے متروک اور بعض نے رواۃ کو متہم کیا ہے، مگر فضائل کے باب میں یہ روایات قابل قبول ہیں، ایک روایت میں یہاں تک ہے کہ جب تک میرا نام اس کتاب میں رہتا ہے تب تک فرشتے اس کے مغفرت کی

دعا کرتے رہتے ہیں، یہاں تک ہے کہ جس نے اپنی کتاب میں میرا نام لکھنے کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا اس کے لیے فرشتے ہمیشہ استغفار کرتے رہتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَن كَتَبَ عَنِّي عِلماً فَكَتَبَ مَعَهُ صَلَوَاتٍ عَلَيَّ لَم تَزَل فِي آخِرِ مَا قُرِئَ ذَلِكَ الكِتَابُ (الدارقطني وابن بشكوال)

جس شخص نے میری طرف سے کوئی علم کی بات لکھی اس کے ساتھ مجھ پر درود شریف لکھا تو جب تک وہ پڑھا جاتا رہے گا اس کے لیے فرشتے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

مَن صَلَّى عَلَيَّ فِي كِتَابٍ لَم تَزَلِ الصَّلَاةُ جَارِيَةٌ لَّه مَادَامَ اِسمِي فِي ذَلِكَ الكِتَابِ

جس نے کسی کتاب میں مجھ پر درود شریف لکھا اس کا یہ درود شریف جاری رہے گا جب تک کہ میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔(الترغیب ابوالقاسم)

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقوف روایت نقل فرمائی ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف لکھا اس کے لیے فرشتے دن رات دعا کرتے رہتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

إِذَا كَانَ يَومَ القِيَامَةِ يَجِيءُ أَصحَابُ الحَدِيثِ مَعَهُمُ المَحَابِرُ فَيَقُولُ اللهُ لَهُم أَنتُم أَصحَابُ الحَدِيثِ طَالَ مَا كُنتُم تَكتُبُونَ الصَّلَاةَ عَلَى نَبِيٍ صلى الله عليه وسلم أَنطَلِقُوا إِلَى الجَنَّةِ(أخرجه الطبراني)

جب قیامت کا دن ہو گا تو حدیث والے لوگ ایسے آئیں گے کہ ان کے پاس دواتیں ہوں گی، اللہ تعالیٰ انہیں فرمائیں گے حدیث والے لوگ ہو تم اپنے نبی درود شریف

بہت زیادہ لکھتے تھے اس لیے تم جنت کی طرف چلو۔ مسند الفردوس میں ایک روایت ہے کہ

إذا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَاءَ أَصْحَابُ الحَدِيثِ بِأَيْدِيهِم المَحَابِرُ فَيَأمُرُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ جِبْرِيلَ أَن يَأْتِيهُم فَيَسأَلهُم مَن هُم فَيَأتِيهِم فَيَسأَلُهُم فَيَقُولُونَ نَحنُ أَصْحَابُ الحَدِيثِ فَيَقُولُ اللهُ تَعَالَى اُدخُلُوا الْجَنَّةَ طَالَ مَا كُنْتُم تُصَلُّونَ عَلَى النَّبِي (ج١ص٢٥٤)

جب قیامت کا دن آئے گا تو حدیث والے لوگ اللہ کی بارگاہ میں آئیں گے، اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کو حکم دیں گے ان لوگوں کے پاس جائیں، پھر جبریل علیہ السلام ان کے پاس آکر ان سے پوچھیں گے کہ وہ کون لوگ ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم حدیث والے لوگ ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ انہیں فرمائیں گے تم جنت میں داخل ہو جاو، کیونکہ تم لوگ بہت زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھا کرتے تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ

يَحشُرُ اللهُ أَصحَابَ الحَدِيثِ وَأَهلَ العِلمِ يَومَ القِيَامَةِ وَحِبَرُهُم خلوق يَفُوحُ فَيَقِفُونَ بَينَ يَدَيِ اللهِ فَيَقُولُ لَهُم طَالَ مَا كُنتُم تُصَلُّونَ عَلى نَبِي أنطَلِقُوا بِهِم إِلَى الجَنَّةِ

اللہ تعالیٰ حدیث والوں کو جمع کرے گا، علم والوں کو جمع کرے گا، ان کے ہاتھوں میں خوشبودار دواتیں ہوں گی، وہ اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے، پس اللہ انہیں فرمائے گا تم ایک عرصہ تک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پ درود شریف لکھتے رہے ہو اس لیے ان کو تم (اے فرشتو!) جنت کی طرف لے جاؤ۔ (القول البدیع)

ان روایات سے اہلِ قلم واہلِ علم کو ترغیب دی جارہی ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف لکھا کریں، اس کے

صلے میں انہیں اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائیں گے اور انہیں یہ اعزاز ملے گا کہ ان کے ساتھ وہ دواتیں بھی ہوں گی جن میں سیاہی ہوا کرتی تھی ،وہ دواتیں آج خوشبو سے مہک رہی ہوں گی ، پھر اس کتابت اور صلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے انہیں جنت میں جانے کا حکم دیا جائے گا، پھر ایک اعزاز یہ بھی ہو گا کہ اللہ انہیں فرمائیں گے تم ایک لمبے عرصے تک میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف لکھتے رہے ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف لکھنے والے کے لیے باقی اعزازات تو ہیں ہی، مگر ایک اعزاز اس کے لیے یہ بھی ہے کہ جب تک اس کی کتاب میں درود شریف لکھا رہے گا تب تک اس کے لیے فرشتے مغفرت کی دعا کرتے رہیں گے ،استغفار کرتے رہیں گے ،اس لیے طالب علموں کو اور اساتذہ کرام کو چاہیے کہ محض سستی اور غفلت کی بناء پر اتنے بڑے اعزاز سے محروم نہ رہیں، جلد بازی کی وجہ سے درود شریف نہیں چھوڑنا چاہیے ، بزرگوں نے اس پر بہت سے بشارات سنائی ہیں۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبِ اتحاف کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ طلبۂ حدیث کو عجلت اور جلد بازی کی وجہ سے درود شریف کو چھوڑنا نہ چاہیے، ہم نے اس میں بہت مبارک خواب دیکھے ہیں ،اس کے بعد پھر انہوں نے کئی خواب اس کے بارے میں نقل کیے ہیں ، حضرت سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ میرا ایک دوست تھا وہ مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا ،میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ گزرا ،اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی ، میں نے کہا کس عمل پر؟اس نے کہا کہ میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آتا تو اس پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا،اسی پر میری مغفرت ہو گئی۔ (فضائل درود شریف)

ابو الحسن میمونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ ابو علی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، ان کی انگلیوں کے اوپر کوئی چیز سونے یا زعفران کے رنگ سے لکھی ہوئی تھی میں نے ان سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں حدیث پاک کے اوپر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا، حسن بن محمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا، انہوں نے فرمایا کہ کاش! تو یہ دیکھتا کہ ہمارا نبی کریم ﷺ پر کتابوں میں درود لکھنا کیسا ہمارے سامنے روشن اور منور ہو رہا ہے (القول البدیع)

بخل کی وجہ سے درود شریف نہ لکھنا

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے "زاد السعید" میں آداب کے ذیل میں لکھا ہے کہ ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بخل نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض اکلہ عارض ہوا، یعنی اس کا ہاتھ گل گیا۔

وسلم نہ کہنے سے چالیس نیکیوں میں کمی

حضرت ابو سلیمان محمد بن الحسین حرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، خواب میں نبی کریم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا، اے ابو سلیمان! جب تو حدیث میں میرا نام لیتا ہے اور اس پر درود بھی پڑھتا ہے تو پھر "وسلم" کیوں نہیں کہتا؟ یہ چار حرف ہیں، ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں، تو تو چالیس نیکیاں چھوڑ دیتا ہے۔

سلام نہ کہنے کی وجہ سے آپ ﷺ کی ناراضگی

حضرت ابراہیم نسفی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، تو مجھے محسوس ہوا کہ نبی کریم ﷺ کچھ مجھ سے ناراض ہیں، میں نے جلدی جلدی ہاتھ آگے بڑھایا اور نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھ پر بوسہ دیا اور میں

نے خدمت اقدس میں عرض کیا، یارسول اللہ! میں حدیث شریف کے خدمت گاروں میں سے ہوں، اہل سنت والجماعت میں سے ہوں، ایک مسافرآدمی ہوں، اس گفتگو کو سننے کے بعد نبی کریم ﷺ مسکرائے اورآپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: کہ جب تو مجھ پر درود شریف بھیجتا ہے تو سلام کیوں نہیں کہتا، یہ فرمان مجھے سننا تھا کہ پھر اس کے بعد میں نے اپنا معمول بنالیا کہ درود شریف کے ساتھ سلام بھی بھیجتا ہوں، یعنی پورا صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہوں۔

ان واقعات سے معلوم ہوا کہ آداب نبوی کا تقاضا ہے کہ بندہ اہتمام کے ساتھ درود شریف پڑھے اورآپ ﷺ کی ذات اقدس پر سلام بھی بھیجے اور خوش دلی سے سلام بھیجے، بخل اور کنجوسی سے کام نہ لے، اسے بوجھ نہ سمجھے، اس عظیم کام کو اپنے لیے سعادت خیال کرے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے ادب کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کے مبارک نام سے پہلے لفظ "سیدنا" کا اضافہ کرے اور ایسا کرنا افضل اور مستحب ہے

ایک مجلس میں کئی بار درود شریف

آپ ﷺ کے آداب کا تقاضا ہے کہ جب کسی مجلس میں کئی بار آپ ﷺ کا نام لیا جائے تو ہر بار ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود شریف پڑھنا واجب ہے، مگر فتویٰ اس پر ہے کہ ایک بار آپ ﷺ کے ذکر خیر پر درود شریف پڑھنا واجب ہے اس کے بعد محفل اور مجلس میں جتنی بار آپ ﷺ کا ذکر خیر ہوتا رہے اس پر درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

فقہ حنفی کی مشہور اور مایہ ناز کتاب البدائع والصنائع میں ہے

(وَأَمَّا) الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ ذَكَرَهُ أَوْ سَمِعَ ذِكْرَهُ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِرَارًا فَلَمْ يُذْكَرْ فِي الْكُتُبِ وَذَهَبَ الْمُتَقَدِّمُونَ مِنْ أَصْحَابِنَا إلَى أَنَّهُ يَكْفِيهِ مَرَّةٌ وَاحِدَةٌ قِيَاسًا عَلَى السَّجْدَةِ وَقَالَ بَعْضُ

الْمُتَأَخِّرِينَ يُصَلِّ عَلَيْهِ فِي كُلِّ مَرَّةٍ لِقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «لَا تَجْفُونِي بَعْدَ مَوْتِي فَقِيلَ لَهُ: وَكَيْفَ نَجْفُوكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: أَنْ أُذْكَرَ فِي مَوْضِعٍ فَلَا يُصَلَّى عَلَيَّ» وَبِهِ تَبَيَّنَ أَنَّهُ حَقُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ(البدائع والصنائع ج١ص ١٨١)

اگر نبی کریم ﷺ کا تذکرہ کرے یا آپ ﷺ کا ذکر ایک مجلس میں کئی بار سنے تو متقدمین احناف رحمۃ اللہ علیہم اس طرف گئے ہیں کہ ایک ہی بار درود شریف پڑھے، جیسے آیت سجدہ ایک مجلس میں کئی بار سننے سے ایک ہی سجدہ تلاوت کرنا ہوتا ہے، بعض متأخرین نے کہا کہ ہر بار آپ ﷺ کا نام سننے پر اور آپ ﷺ کے تذکرے پر درود شریف پڑھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے مرنے کے بعد مجھ پر ظلم نہ کرنا، آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! آپ ﷺ پر ہم کیسے ظلم کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اس طرح کہ جب میرا تذکرہ کیا جائے تو مجھ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔ اسی سے یہ بات واضح ہوئی کہ درود شریف پڑھنا یہ نبی کریم ﷺ کا حق ہے۔

نماز میں ایک ہی مقام پر درود شریف

یہ بات بھی آداب میں سے ہے کہ نماز میں جس مقام پر آپ ﷺ نے درود شریف پڑھنے کی تعلیم دی ہے اسی مقام پر پڑھا جائے، یعنی التحیات میں آخری تشہد میں درود شریف پڑھا جائے، اس کے علاوہ کسی دوسرے رکن کی ادائیگی کے دوران درود شریف پڑھنے کو علماء نے مکروہ لکھا ہے۔ (در مختار)

خطبہ کے دوران آیت صلاۃ کی تلاوت

خطبہ کے دوران جب خطیب نبی کریم ﷺ کا نام گرامی لے، یا سورۃ الاحزاب کی آیت مبارکہ جس میں صلاۃ وسلام کا حکم دیا گیا ہے پڑھے تو اس دوران نبی کریم

ﷺ پر درود شریف کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دے بلکہ اپنے دل ہی دل میں صلی اللہ علیہ وسلم کہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب البدائع والصنائع میں حضرت امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے

أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فِي نَفْسِهِ عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِهِ لِأَنَّ ذَلِكَ مِمَّا لَا يَشْغَلُهُ عَنْ سَمَاعِ الْخُطْبَةِ فَكَانَ إحْرَازُ الْفَضِيلَتَيْنِ أَحَقَّ(البدائع والصنائع ج۱ص ۲۶۴)

کہ مناسب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر آپ ﷺ کا نام سننے کے وقت اپنے دل ہی میں درود شریف پڑھے، کیونکہ دل میں درود شریف پڑھنا اسے خطبہ سننے سے غافل نہیں کر سکتا، اس لیے دونوں فضیلتوں کو جمع کرنے کا زیادہ حق دار ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

إنَّ سَمَاعَ الْخُطْبَةِ أَفْضَلُ مِنْ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْبَغِي أَنْ يَسْتَمِعَ وَلَا يُصَلِّيَ عَلَيْهِ عِنْدَ سَمَاعِ اسْمِهِ فِي الْخُطْبَةِ لِمَا أَنَّ إحْرَازَ فَضِيلَةِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا يُمْكِنُ فِي كُلِّ وَقْتٍ وَإِحْرَازُ ثَوَابِ سَمَاعِ الْخُطْبَةِ يَخْتَصُّ بِهَذِهِ الْحَالَةِ فَكَانَ السَّمَاعُ أَفْضَلَ(البدائع والصنائع ج۱ص ۲۶۴)

اس موقع پر خطبہ سننا درود شریف پڑھنے سے زیادہ افضل ہے، اس لیے مناسب ہے کہ وہ توجہ سے خطبہ سنے اور آپ ﷺ کا نام مبارک سننے پر خطبہ کے دوران درود شریف نہ پڑھے، کیونکہ اس میں درود شریف پڑھنے کی وجہ سے فضیلت کو سمیٹنا ہے جو ہر وقت حاصل کی جا سکتی ہے، جب کہ خطبے کا ثواب سمیٹنا تو اسی وقت کے ساتھ، اسی حالت کے ساتھ خاص ہے، اس لیے اس وقت خطبہ سننا ہی افضل ہے۔

جن اوقات میں نماز مکروہ، درود پڑھنا افضل

بحرالرائق شرح کنزالدقائق فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہے، اس میں ہے کہ

الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ وَالدُّعَاءُ وَالتَّسْبِيحُ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ (بحرالرائق ۱/ ۲۶۴)

جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، ان میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا، دعا مانگنا اور تسبیح پڑھنا تلاوت قرآن سے افضل عمل ہے۔

فقہ حنفی کی عظیم کتاب در مختار میں ہے

الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالدُّعَاءُ وَالتَّسْبِيحُ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الْأَوْقَاتِ الَّتِي نُهِيَ عَنْ الصَّلَاةِ فِيهَا(درمختار ج۶ ص ۴۲۳)

جن اوقات میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے ان میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا، دعا کرنا تسبیح پڑھنا تلاوت قرآن سے افضل ہے۔

عام دعائیں تو انسان اپنے لیے، اپنے عزیز و اقارب کے لیے، اپنے چاہنے والوں کے لیے مانگتا ہے، مگر درود شریف وہ دعا ہے جو عام نہیں خاص ہے، جس میں نبی کریم ﷺ کے لیے بندہ دعائیں مانگتا ہے کہ اللہ انہیں اعلیٰ مراتب عطا فرمائے، اللہ آپ ﷺ کے درجات بلند فرمائے، اللہ تعالیٰ اپنی شایان شان رحمتیں آقائے نامدار، تاجدار مدینہ، مراد المشتاقین، راحۃ للعاشقین، سپہ سالار بدر و حنین، صاحب المعراج والبراق، حضرت نبی کریم، رؤف ورحیم ﷺ اوپر نازل فرمائے۔

بندہ درود شریف میں آپ ﷺ کے لیے وسیلہ کی دعا کرتا ہے، تو یہ بھی ان اوقات میں مانگنا زیادہ باعث فضیلت ہے جن میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے، جن میں نماز پڑھنا ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

درود شریف کے لیے وضو

وضو کے بغیر بھی اگر کوئی شخص درود شریف پڑھنا چاہے تو یہ جائز ہے ، لیکن اس عظیم کام کے لیے وضو کر لیا جائے تو بہت ہی اچھا اور مستحسن کام ہے ،ادب کا تقاضا ہے کہ وضو کے ساتھ ہی درود شریف پڑھنے کا اہتمام کیا جائے۔

درود شریف کا ایک اہم ادب

درود شریف کے آداب میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی ذات پر، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی ذوات قدسیہ پر اور فرشتوں پر مستقلاً درود شریف پڑھے ، کسی اور کے لیے مستقلاً درود شریف نہ پڑھے اگر انبیاء کرام علیہم السلام پر درود شریف پڑھتے ہوئے ساتھ ہی دوسروں پر بھی درود شریف کہہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ یوں نہ کہے کہ
اللھم صل علی آل محمد بلکہ یوں کہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد
(در مختار)۔

فقہ حنفی کی مشہور کتاب بحر الرائق میں ہے
وَلَا يُصَلِّي عَلَى غَيْرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمَلَائِكَةِ إلَّا بِطَرِيقِ التَّبَعِ
انبیاء اور فرشتوں کے علاوہ کسی پر درود شریف نہ پڑھے مگر ان کی اتباع میں۔

دنیوی مقصد کے لیے درود شریف

تجارت کے اسباب کھولنے کے وقت یا ایسے ہی کسی موقع پر یعنی جہاں درود شریف پڑھنا مقصود نہ ہو بلکہ کسی دنیوی غرض کا اس کو ذریعہ بنایا جائے وہاں درود شریف پڑھنا مکروہ ہے ،اہل علم نے سات مواقع پر درود شریف پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔

درمختار میں ہے

تُكْرَهُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبْعَةِ مَوَاضِعَ: الْجِمَاعِ، وَحَاجَةِ الْإِنْسَانِ، وَشُهْرَةِ الْمَبِيعِ وَالْعَثْرَةِ، وَالتَّعَجُّبِ، وَالذَّبْحِ، وَالْعُطَاسِ (ج۱ص ۵۱۸)

سات مقامات پر درود شریف پڑھنا مکروہ ہے ، جماع،انسانی حاجت، پاؤں پھسلنے کے وقت مبیع کی تشہیر کے لیے، تعجب کے موقع پر، ذبح کے موقع پر اور چھینک کے موقع پر۔

حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے

وَعِنْدَ فَتحِ التَّاجِرِ مَتَاعَهُ إِن قَصَدَ بِذٰلِكَ الإِعلَامُ بِجودَتِهِ

تاجر کا اپنا سامان کھولتے وقت، اگر اس کا ارادہ اس کے کھرے پن کی تشہیر ہو۔

درود شریف جس طرح اہم عبادت ہے اسی طرح اس کا تقاضا ہے کہ ادب واحترام کے ساتھ اسے پڑھا جائے ، درود شریف پڑھتے وقت اعضا کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہالت ہے ، کسی حالت میں بھی ، کسی ہئیت میں درود شریف پڑھا جاسکتا ہے، کسی خاص حالت اور خاص ادا کے ساتھ کھڑے ہو کر پڑھنے کو لازم قرار دینا بھی جہل ہے، درود شریف پڑھنے کے دوران چیخنا اور چلانا صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہم اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کے طریقہ کے بالکل خلاف ہے۔

افضیلت پیغمبر ﷺ کے الفاظ کو ہی حاصل ہے

درود شریف کے الفاظ کئی طرح سے وارد ہیں ، یہ بات یادرکھنے کی ہے کہ مسلمان کوئی سا بھی درود پڑھ سکتا ہے ، مگر نماز کی حالت میں ، جنازے کی نماز میں وہی درود پڑھنا چاہیے جو نبی کریم ﷺ نے سکھایا، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیکھا اور اسے اپنی نمازوں میں پڑھا، بخاری شریف کی روایت میں جو درود ہے وہی

پڑھنا چاہیے جسے درود ابراہیمی کہا جاتا ہے، احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اسی درود شریف کو ہی نماز میں پڑھنا افضل اور بہتر ہے، جیسے حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کن الفاظ کے ساتھ درود شریف پڑھنا چاہیے تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہی درود شریف پڑھنا چاہیے، یہی درود شریف بخاری اور مسلم شریف کی روایت کے موافق ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے منیۃ المصلی سے اس عبارت کو نقل کیا ہے، منیۃ المصلی میں ہے کہ یہ درود شریف بخاری اور مسلم کی روایت جو حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اس کے موافق ہے، اور حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ہی کی روایت سے ان الفاظ کی تعیین ہوتی ہے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ الاحزاب کی آیت چھپن کے نزول کے بعد اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سکھائے تھے، اس کے علاوہ اکابرین رحمۃ اللہ علیہم اور اسلاف سے اسی درود کا افضل ہونا نقل کیا گیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوال پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی یہی درود شریف انہیں سکھایا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ درود ابراہیمی ہی سب سے افضل درود ہے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب روضۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ قسم کھالے کہ میں سب سے افضل درود پڑھوں گا تو اس درود کے پڑھنے سے قسم پوری ہو جائے گی، حصن حصین کے حاشیے پر حرز ثمین کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ درود شریف سب سے زیادہ صحیح ہے اور سب سے زیادہ افضل ہے، نماز اور بغیر نماز اسی کا اہتمام کرنا چاہیے۔

درود ابراہیمی میں موجود تشبیہ پر اشکال اور اس کے جوابات

درود ابراہیمی میں کہا جاتا ہے کہ اے اللہ تو نبی کریم ﷺ پر ایسا درود بھیج جو ابراہیم اور ان کی آل پر بھیجا تھا، اس تشبیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم نبی کریم ﷺ سے افضل ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں، پھر جو درود آپ ﷺ پر بھیجا جاتا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھیجے جانے والے درود جیسا کیونکر ہے، کیونکہ مشبہ بہ مشبہ سے برتر اور اعلیٰ ہوتا ہے، گویا یہاں دو متضاد امر جمع ہو گئے، ایک یہ کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں مگر مشبہ بہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، تو مشبہ بہ افضل ہوا کرتا ہے، اس پر علماء کرام نے اپنی اپنی بساط اور ہمت کے مطابق جوابات دیے ہیں۔

اس مسئلہ کی وضاحت میں **علامہ سخاوی** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع" میں، **علامہ ابن القیم جوزی** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "جلاء الافہام فی الصلاۃ والسلام علی محمد خیر الانام" **علامہ ابن حجر عسقلانی** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شرح "فتح الباری" میں، شیخ الحدیث حضرت **مولانا محمد زکریا** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اوجز المسالک شرح موطا امام مالک" میں، میرے استاذ، محدث عظیم و جلیل حضرت **شیخ موسیٰ روحانی البازی** رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز کتاب "فتح العلیم" میں شرح وبسط کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، بلکہ ان متاخرین علماء کرام میں جس قدر بحث انہوں نے فرمائی ہے اس قدر متقدمین نے بھی نہیں کی، اگرچہ ان کی کتاب اسلاف کی تحریروں سے مزین ہے مگر تفصیل اسی کتاب میں سب سے زیادہ موجود ہے، ہاں علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عظیم الشان کتاب جلاء الافہام میں نہ صرف مسئلہ تشبیہ کو واضح کیا ہے بلکہ اس مقام پر انہوں نے درست اور نادرست کو بھی واضح کیا ہے۔ابن

جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک گروہ کا قول ہے یہ درود نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو اس وقت سکھایا تھا جب ابھی آپ ﷺ کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ آپ ﷺ اولاد آدم علیہ السلام کے سردار ہیں، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ بات کہنے والا خاموش ہی رہتا تو بہتر تھا کیونکہ یہ درود نبی کریم ﷺ نے جب آپ ﷺ سے

{إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَه يصلونَ على النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذين آمنُوا صلوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً} الْأَحْزَاب٥٦

کی تفسیر دریافت کی گئی تو اس وقت سکھایا تھا اور قیامت تک امت کی نمازوں کے لیے مشروع فرمایا ہے، نبی کریم ﷺ تو ہمیشہ فرزندان آدم سے افضل ہیں، بتلائے جانے سے پہلے بھی اور بعد بھی، پھر یہ کہ افضیلت معلوم ہونے کے بعد بھی، تو آپ ﷺ نے ان الفاظ میں تغیر و تبدل نہیں فرمایا، اور کسی نے موجودہ الفاظ درود کے خلاف روایت نہیں کی، اس لیے یہ تو بہت ہی خراب جواب ہے۔

②۔ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ سوال وطلب اس لیے مشروع ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بھی خلیل بنالے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔

جیسا کہ روایت میں وَإِنَّ صَاحِبَكُم خَلِيلُ الرَّحْمَن ہے، یعنی نبی کریم ﷺ خلیل الرحمن ہیں، مطلب یہ کہ اس حصول منصب کے بعد الفاظ کو پلٹ دینا چاہیے تھا، اس لیے یہ جواب تو ابطل الباطل ہے یعنی بہت ہی غلط اور باطل ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ درود شریف درود پڑھنے والے کی طرف راجع ہے، اس چیز میں کہ اسے آپ ﷺ پر صلاۃ بھیجنے کی وجہ سے اجر حاصل ہوگا، اس پر وہ اپنے رب سے ثواب طلب کرتا ہے مطلب یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہے کہ اس کے بدلے میں مجھ پر ایسی رحمتیں نازل فرما جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل کی تھیں، ورنہ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے لیے جو صلاۃ مطلوب ہے وہ ایسے بڑے

اور اونچے درجے کی ہے جو دنیا والوں میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ یہ جواب بھی پہلے جوابوں کا سا ہے، بلکہ غلطی میں ان سے بڑھا ہوا ہے، کیونکہ تشبیہ درود پڑھنے والے کے لیے نہیں ہے بلکہ تشبیہ اس کے لیے ہے جس پر درود پڑھا جائے، اب جو شخص اس کے یہ معنی سمجھتا ہے کہ الٰہی میرے درود پڑھنے کا ثواب مجھے وہ دے جو آل ابراہیم علیہ السلام کو دیا ہے، بے شک وہ تحریف کرتا ہے اور کلام کو باطل بناتا ہے۔

یہ تینوں جواب تو ایسے ہیں کہ اگر ان کا ذکر بعض شارحین نے نہ کیا ہوتا اور یہ اقوال نقل کر کے اوراق سیاہ نہ کیے ہوتے اور اسے تحقیق کا نام دے کر لوگوں کو وہم میں مبتلا نہ کیا گیا ہوتا تو ان کا ذکر نہ کرنا ہی بہتر ہوتا، کیونکہ اہلِ علم کو ایسا لکھنے اور اس کی تردید کرنے میں بھی شرم آتی ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ تشبیہ فقط آل پر عائد ہوتی ہے، ان کے نزدیک اللَّهُمَّ صل علی مُحَمَّد تو ایک جداگانہ فقرہ ہے، اور علی آل محمد ایک جداگانہ فقرہ ہے، اس کو عمرانی رحمۃ اللہ علیہ نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، مگر یہ تو ان سے غلط روایت کی گئی ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی شان اس سے ارفع اور اعلیٰ ہے کہ ایسا قول کہیں، ان کی فصاحت وبلاغت، ان کا علم وزہد اس کی اطلاع دیتا ہے کہ یہ جملہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے، یہ بہت ہی کمزور اور رکیک ہے، کیونکہ بہت سی حدیثوں میں یہ الفاظ ہیں اللَّهُمَّ صل علی مُحَمَّد كَمَا صليت علی آل إِبْرَاهِيم تو پھر اس توجیہ کے کیا معنی ہوں گے

پھر عربی قواعد وضوابط کے لحاظ سے بھی یہ ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ جب عامل کا معمول ذکر کر دیا جائے اور دوسرے کو اس کا معطوف بنایا جائے اور ظرف یا جار مجرور یا مصدر یا صفت یا مصدر کی قید بھی ہو تو اس جگہ عامل معمول اور معطوف دونوں پر راجع ہو گا، یہ ایسا قاعدہ ہے کہ عربیت اس کے خلاف دوسری بات کو مان ہی نہیں سکتی، جب تم یہ کہو گے جَاءَنِي زيدٌ وَعَمْروٌ يَوْم الْجُمُعَة تو جمعہ کا دن دونوں

کے آنے کا ظرف ہوگا، تنہا عمرو کا نہیں ، یا جب تم کہوگے ضربت زیداً وعمرواً ضرباً مؤلماً أَو أَمَامَ الْأَمِير توضرب کا اثر دونوں پر سمجھا جائے گا، یا کہو سلم عَلِيّ زيد وَعَمْرو يَوْم الْجُمُعَة اسی طرح اور بہت سی مثالیں ہیں ،اگر کوئی کہے کہ یہ قاعدہ توجب ہے کہ عامل کا اعادہ نہ ہو، لیکن جب عامل کا اعادہ ہو تو تب ایسا کرنا بہتر ہوگا، مثلاً اگر کوئی کہے سلم على زيد وعَلى عَمْرو إِذا لَقيته تو یہاں کوئی ممانعت نہیں ہے، اگر اذالقیتہ کو عمرو کے ساتھ خاص کیا جائے ،چونکہ یہ بھی وعلى آل محمد کہہ کر عامل کو مکرر لا یا گیا ہے،اس لیے اوپر بیان کردہ معنی درست ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مثال بالا تو مسئلہ صلاۃ کے مطابق نہیں ہے، یہ مطابقت تو اس وقت ہوتی جب تم سلم على زيد وعَلى عَمْرو كَمَا تسلم على الْمُؤمنِينَ کہو اور پھر یہ دعویٰ کرو کہ تشبیہ صرف عمرو پر سلام کرنے میں ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ ایسا دعویٰ محض باطل ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ مشبہ بہ مشبہ سے افضل ہی ہو، بلکہ جائز ہے کہ دونوں برابر ہوں، یا مشبہ ہی مشبہ بہ سے افضل و اعلیٰ ہو، ان کا یہ بھی قول ہے کہ درود میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے برابر ہیں ، مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت دیگر وجوہات کی بناء پر ثابت ہے۔

مشبہ بہ سے مشبہ کے افضل ہونے کی دلیل یہ شعر ہے

(بنونا بَنو أَبْنَائِنَا وبناتنا ... بنوهن أَبنَاء الرِّجَال الأباعد)

واضح ہو کہ یہ قول بھی چند وجوہات کی بناء پر ضعیف ہے

① مشبہ بہ سے مشبہ کا افضل ہونا خلاف معلوم اور قاعدہ تشبیہ کے خلاف ہے ، کیونکہ عرب کسی چیز کو دوسری چیز سے تشبیہ اسی وقت دیتے ہیں جب وہ اس سے برتر ہو، اس شعر میں جس دعویٰ پر دلیل پکڑی گئی ہے اس پر دلالت نہیں کرتا،

② صلاۃ میں دوسرے شخص کا نبی کریم ﷺ کے مساوی ہونا اس لیے درست نہیں کیونکہ اللہ کی صلاۃ نام ہے اجل اور اعلیٰ مراتب کا، اور حضرت محمد ﷺ تمام مخلوق سے افضل اور اعلیٰ ہیں، اس لیے یہ ضروری ہے کہ جو صلاۃ نبی کریم ﷺ کو حاصل ہو وہ باقی مخلوق سے اعلیٰ اور افضل ہو۔ پس اس بارے میں کوئی شخص ہمارے نبی کریم ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتا۔

③ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں بعد میں حکم دیا پہلے یہ خبر دی کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجتے ہیں، اور آپ ﷺ پر صلاۃ و سلام بھیجنے کا حکم دیا اور سلام بھیجنے کی تو تاکید فرمادی، اور یہ خبر اور یہ حکم قرآن کریم میں آپ ﷺ کی ذات کے علاوہ کسی اور مخلوق کے لیے ثابت نہیں ہے۔

④ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینے والے پر درود و سلام بھیجتا ہے، یہ اس لیے کہ آپ ﷺ کی تعلیم خیر نے لوگوں کو دنیا اور آخرت کے شر سے بچایا ہے، اور یہ بات ان کی سعادت اور کامیابی کا سبب بن گئی، اور یہ بات ان کے زمرۂ مومنین میں داخل ہونے کا ذریعہ بن گئی، وہ مومنین جن پر اللہ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں، پس جب نبی کریم ﷺ سے فیض پانے والے، تعلیم پانے والے اس مرتبے اور مقام کو پہنچ گئے کہ ان پر اللہ کی رحمتیں برستی ہیں اور فرشتے ان کے لیے دعا گو ہیں تو خود معلم الخیر یعنی نبی کریم ﷺ کی کیا شان ہوگی تو یہ بات طے ہوگئی کہ خیر کی تعلیم دینے والوں میں نبی کریم ﷺ سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ کسی کی تعلیم نہیں ہے۔

آپ ﷺ سے زیادہ اپنی امت کے لیے کوئی نصیحت کرنے والا نہیں ہے، اس تعلیم کی پاداش میں آنے والے مصائب اور مشکلات پر آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی زیادہ صبر کرنے والا نہیں ہے، امت محمدیہ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کی بدولت

اس درجے اور مقام تک پہنچ گئی جہاں اس کے علاوہ کوئی امت نہیں پہنچ سکی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کی بدولت اس امت کو وہ نفع دینے والے علوم اور نیک اعمال ملے جس کے باعث اسے خیر امت ہونے کا اعزاز ملا ہے، اس لیے یہ بات سوچنے کی ہے کہ اس نبی، خیر سکھانے والے پر بھیجی جانے والی صلاۃ اس شخص کی صلاۃ کے برابر کیسے اور کیونکر ہو سکتی ہے جو اس تعلیم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر کا نہیں ہے۔

رہی یہ بات کہ بعض لوگوں نے مشبہ بہ کو مشبہ سے افضل مانا ہے اس شعر کو بنیاد بنا کر، اس کی نسبت اہل معانی کے ایک گروہ کا قول ہے کہ یا تو اس شعر میں مبتدا مؤخر اور خبر مقدم اور بنی ابناء کو ابناء سے تشبیہ دی ہے، اور خبر کو اس لیے مقدم کیا کہ معنی ظاہر ہوتے رہیں، اور التباس واقع نہ ہو، سو اس صورت میں تو تشبیہ اپنی اصلیت پر ہے اور یا اس جگہ عکس تشبیہ کا قاعدہ جاری کیا ہے، جیسا کہ چاند کو خوبصورتی میں روشن چہرے کے ساتھ۔

یا شیر کو بہادر آدمی کے ساتھ، یا دریا کو کامل سخی کے ساتھ تشبیہ دی جائے، اس تشبیہ میں خوبصورت، دلیر اور سخی کو مشبہ بہ کا درجہ دیا گیا ہے، اور عکس تشبیہ میں ایسا جائز ہوتا ہے، پس اس شعر میں شاعر نے بنی ابناء کو ابناء کا درجہ دیا ہے، اور پھر ابناء کو ان سے تشبیہ دی ہے، یہ قول تو اہل معانی میں سے ایک گروہ کا ہے، مگر میرے نزدیک شاعر کا یہ ارادہ ہی نہیں پایا جاتا، اس نے تو پوتے اور نواسے میں تفریق دکھلانے کا ارادہ کیا ہے، اور بتلایا ہے کہ نواسے ہمارے بیٹے نہیں ہو سکتے، کیونکہ وہ اپنے آباء کے تحت میں ہوتے ہیں، ہاں پوتے ضرور ہمارے بیٹے ہیں، اس لیے کہ وہ ہمارے بیٹوں کے تحت میں ہیں، پس اس شعر میں نہ تو بنی ابناء سے تشبیہ دی گئی ہے اور نہ ہی اس کے برعکس (جلاء الافہام)

ایک گروہ کا کہنا یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ کو صلاۃ خاصہ میں سے ایک حصہ حاصل ہے، جس میں کوئی بھی آپ ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتا ہے، لیکن اس مقام پر جس صلاۃ کا سوال ہے یہ اس صلاۃ خاصہ سے زائد ہے جو پہلے سے نبی کریم ﷺ کو دیا گیا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ بھی اسی زائد حصہ میں ہے اور اس میں کوئی انکار کی بات نہیں ہے کہ فاضل کے لیے بھی مفضول کی ایک فضیلت کا سوال کیا جائے، جس سے فاضل کی خصوصیات فضل پر اضافہ ہوتا ہے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ ایک شخص کو بہت سارو پیہ دے اور دوسرے کو اس سے کم، جسے روپیہ دیا گیا وہ پہلے سے غریب تھا اور دوسرا امیر تھا، اس پر یہ درخواست کی جائے کہ دونوں کو برادیا جائے، تو جو شخص پہلے سے امیر تھا تو وہ بہر حال اس دوسرے سے باوجود اس عطیہ میں برابر ہونے کے بھی بڑھ کر رہے گا۔

لیکن یہ جواب بھی کمزور ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے تو خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر صلاۃ بھیجتے ہیں، پھر اس نے ہمیں نبی کریم ﷺ پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا حکم دیا، تو اس میں کوئی شک نہیں کہ صلاۃ وہی طلب کی گئی ہے جس کی خبر دی گئی ہے، نہ اس سے کم درجے کی،

اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور نورانی فرشتوں کی صلاۃ افضل، اعلیٰ اور ارجح ہے، مرجوح اور مفضول نہیں ہے، لیکن اس گروہ کے بقول صلاۃ مرجوح طلب کی جاتی ہے نہ راجح اور وہ راجح تب بنتی ہے جب صلاۃ خاصہ سے جا کر ملتی ہے، اس صورت میں اس قول کے غلط ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا، کیونکہ پروردگار سے امت کا سوال ہمیشہ نبی کریم ﷺ کے لیے افضل اور اکمل صلاۃ کا ہوتا ہے۔

ایک گروہ کا کہنا یہ ہے کہ تشبیہ صرف اصل صلاۃ میں ہے نہ کہ اس کی مقدار اور کیفیت میں اور سوال کا مدعا ئیت کی جانب راجح ہے، نہ مقدار موہوب کی طرف، اس کی مثال یہ ہے کہ آپ کسی کو کہیں کہ اپنے بیٹے کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو جیسے فلاں شخص کے ساتھ کیا ہے، تو اس سے احسان کی مقدار مراد نہیں ہوتی، بلکہ صرف احسان کرنا مراد ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

{وَأَحْسِنْ كَمَا أحسن اللہ إِلَيْكَ} الْقَصَص۷۷

اور احسان کر جیسا کہ اللہ نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے۔

اور اس بات میں کسی کو شک نہیں ہے کہ جس طرح اللہ نے بندے پر احسان کیا ہے اس طرح بندہ احسان نہیں کر سکتا، پتا چلا کہ مقدار احسان مراد نہیں ہے بلکہ اصلِ احسان مراد ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے

{إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ} النِّسَاء ۱۶۳

بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے جیسے ہم نے نوح اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف وحی کی۔

یہاں بھی تشبیہ اصلِ وحی میں ہے، مقدارِ وحی میں تشبیہ نہیں ہے اور نہ ہی جن کی طرف وحی اتاری گئی ہے ان کی فضیلت میں ہے۔ ارشاد ربانی ہے

{فَلْيَأْتِنَا بِآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الأَوَّلُونَ} الْأَنْبِيَاء ۵

ہمارے پاس کوئی ایک نشانی لاؤ جیسے پہلوں کی طرف بھیجی گئی تھی۔

یہاں بھی جنس معجزہ مراد ہے نہ کہ نظیر معجزہ۔

اللہ تعالیٰ کا سورۃ النور میں ارشاد ہے

{وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنهم فِي الأَرْض كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ} النُّور ۵۵

اللہ نے تم میں سے اہل ایمان اور عمل صالح کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین میں ضرور بہ ضرور خلافت دے گا، جیسے ان سے پہلے لوگوں کو دی تھی اوران کے لیے جو دین پسند کیا ہے اسے ان کے لیے مضبوط کردے گا۔

یہ بات سب جانتے ہیں کہ دونوں میں خلیفہ بنائے جانے کی کیفیت مختلف تھی اس امت کے لیے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ کامل درجہ کی تھی۔

ارشاد ربانی ہے:

يَا أَيها الَّذين آمنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ(الْبَقَرَة)

اے اہل ایمان! تم پر روزے فرض کر دیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔(البقرہ، ۱۸۳

یہاں بھی غور کیا جائے تو پتا چل جائے گا کہ تشبیہ اصلِ صوم میں ہے ، مقدارِ صوم، ذاتِ صوم اور کیفیتِ صوم میں نہیں ہے۔ارشاد ربانی ہے

{كَمَا بَدَأَكُمْ تعودُونَ} الاعراف ۲۹

جیسے تمہیں پیدا کیا ایسے ہی تمہیں لوٹادے گا۔

حالانکہ ابتدائے پیدائش میں اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے میں جو فرق ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ارشاد ربانی ہے

{إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولاً شَاهِداً عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولاً} المزمل ۱۵

بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے، جو تم پر گواہ ہے جیسے ہم نے فرعون کی طرف عظیم الشان رسول بھیجا تھا۔ یہاں بھی تشبیہ اصلِ رسالت میں ہے نہ کہ دونوں رسولوں کے مساوی ہونے میں۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد گرامی بھی ہے کہ

لَو أَنكُمْ تتوكلون على الله حق توكله لرزقكم كَمَا يرْزق الطير تَغْدُو خماصاً وَتَروح بطاناً (ابن ماجه باب التوكل واليقين)

اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح اس کی ذات پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں پرندوں کی طرح رزق دے گا وہ جب صبح کو اپنے آشیانے سے نکلتے ہیں تو خالی پیٹ ہوتے ہیں اور جب شام کو واپس اپنے آشیانے میں آتے ہیں تو پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

یہاں بھی تشبیہ اصلِ رزق میں ہے نہ کہ مقدار اور کیفیت میں، اس طرح اس کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ لیکن یہ جواب بھی کمزور ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔

① جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا استعمال اعلیٰ، ادنی اور مساوی میں جائز ہے، مثال کے طور پر اگر کوئی کہے کہ کنبہ والوں سے بھی ایسا ہی سلوک کرو جیسے اپنی سواری یا غلام سے کیا کرتے ہو تو یہ جائز ہے، پس یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر تشبیہ اصلِ صلاۃ میں جائز ہے تو یوں کہنا بھی درست ہے کہ آپ کہیں

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آل مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيتَ عَلَى آلِ أَبِي أَوفیٰ أَو كَمَا صَلَّيتَ عَلَى أَحَادِ الْمُؤمِنِينَ

اسی طرح یوں کہنا بھی درست ہے کہ آپ یوں کہیں كَمَا صَلَّيتَ عَلَى آدَمَ وَنُوحٍ وَهودَ وَلُوطٍ کیونکہ ان لوگوں کے نزدیک تشبیہ اصلِ صلاۃ میں واقع ہوئی ہے ،

مقدار اور وصف میں بالکل نہیں،اس لیے ایسا شخص جس پر اللہ کی طرف سے صلاۃ ہوئی ہو وہ کوئی بھی ہو اسی کا نام ہو سکتا ہے،اس لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم کے ذکر کی کوئی فضیلت اور فوقیت نہیں ہے،بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اس ذکر سے بھی کوئی فائدہ نہیں ہے،اگر آپ صرف یوں ہی کہہ دیں اللَّهُمَّ صَلِّ علی مُحَمَّدٍ وعَلی آل مُحَمَّدٍ تو یہ بھی کافی ہے۔

(۲) ان حضرات نے جو مثالیں پیش کی ہیں وہ صلاۃ علی النبی ﷺ کے لیے نظیر اور مثال نہیں بن سکتیں،اس لیے کہ یہ سب مثالیں دو قسم پر ہیں خبر و طلب،ان میں جو بطور خبر ہے اس کی تشبیہ سے مقصود استدلال ہے، سمجھانا مقصود ہے، اور خبر دینا مقصود ہے،اور جس سے کوئی عاقل اور دانا انکار نہ کر سکے جیسے مشبہ بہ کا انکار نہیں کر سکتا،دیکھیں جب ایک شخص بدائت یعنی ابتدائے پیدائش کا انکار نہیں کر سکتا تو پھر مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کیونکر کر سکتا ہے،حالانکہ یہ اس کی نظیر ہے اور نظیر کا حکم نظیر کے موافق ہے۔اللہ تعالیٰ نے مبدأ(پیدائش کی ابتدا)پر معاد(مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے)کی بہت سے مثالیں بیان کی ہیں، جیسے فرمایا

{كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ} الاعراف ۲۹

جس طرح اس نے تمہیں پیدا کیا وہ تمہیں لوٹائے گا۔

اسی طرح ارشاد ربانی

{كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نعيده} الْأَنْبِيَاء ۱۰۴

جیسے ہم نے پہلی پیدائش کی اسی طرح لوٹائیں گے۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے،ارشاد فرمایا کہ

{وَضَرَبَ لَنَا مَثَلاً وَنَسِيَ خَلْقَهُ قَالَ مَنْ يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ} يٰس ۷۸،۷۹

وہ ہمارے لیے مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول ہی گیا، کہتا ہے کہ جب ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو انہیں کون زندہ کرے گا؟ فرماد یجیے !ان کو وہ ذات زندہ کرے گی جس نے پہلی بار انہیں پیدا کیا تھا اور وہ ہر پیدائش کو خوب جاننے والا ہے، اس طرح قرآن کریم میں بہت سے مثالیں موجود ہیں۔(جلاء الافہام)

اسی طرح سورۃ المزمل میں اللہ کا فرمان گرامی

{إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولاً شَاهِداً عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَى فِرْعَوْنَ رَسُولاً} المزمل

بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک عظیم الشان رسول بھیجا ہے وہ تم پر گواہ ہے، جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

یعنی تمہاری طرف سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے حالانکہ تم سے پہلے بھی تو میری طرف سے رسول آتے رہے جو جنت کی بشارتیں دیتے اور دوزخ کی آگ سے ڈراتے رہے اور جنہوں نے ان ہستیوں کا انکار کیا ان کی سزا اور ان پر آنے والے وبال کا بھی تم سن چکے ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

{إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ والنبيين} الاية النِّسَاء ۱۶۳

بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے جیسے ہم نے نوح اور دوسرے نبیوں کی طرف وحی کی تھی۔

اس کا مطلب تو یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کوئی نئے نبی نہیں ہیں بلکہ ان سے پہلے بھی تو رسول آتے رہے، ان کی طرف وحی کی جاتی رہی۔یہی بات تو اللہ تعالیٰ نے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے لوگوں کے سامنے کہلوائی کہ

{قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعاً مِنَ الرُّسُل} الاحقاف۹

آپ فرما دیجیے کہ میں کوئی نیا رسول تھوڑا ہی ہوں۔

یہاں بھی رسالت محمدیہ کے منکر پر رد ہے، کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی معجزات اور دلائل کے ساتھ تشریف لائے جو پہلے انبیاء کے معجزات اور دلائل کی طرح ہیں بلکہ ان سے اعلیٰ اور برتر دلائل اور معجزات کے ساتھ تشریف لائے ہیں تو پھر انکار کیونکر کیا جاسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی طرح رسول بن کر تمہارے پاس تشریف لائے ہیں جیسے پہلے انبیاء اور رسول آئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نئے نبی اور رسول نہیں ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

{وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْض كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قبلهم} النُّور۵۵

اللہ نے تم میں سے ایمان والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے، نیک اعمال کرنے والوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ انہیں زمین میں حکومت دے گا جیسے ان سے پہلے لوگوں کو دی تھی

یہاں اللہ تعالیٰ اپنی اس عادت کے بارے میں خبر دے رہے ہیں جو ان کی اپنی مخلوق کے ساتھ جاری ہے، اپنی اس حکمت کی خبر دے رہے ہیں جس میں کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر واقع نہیں ہوتا، خبر دے رہا ہے کہ جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے اسے زمین میں حکومت اور خلافت دی جاتی ہے، اس کے لیے خلف چھوڑا جاتا ہے، اس کے سلسلے اور جڑ کو کاٹا نہیں جاتا، جیسے رسولوں کا انکار کرنے والوں، ان کو جھٹلانے والوں کو ہلاک کیا جاتا ہے، ان کی جڑ کاٹ دی جاتی ہے، ان کا سلسلہ ختم کر دیا جاتا ہے، غرضیکہ اس میں تو اللہ نے اپنی حکمت کی خبر دی ہے، اور ایمان والوں

اور نبیوں کی تصدیق کرنے والوں کے ساتھ اللہ کی طرف سے جو معاملہ ہوتا رہا ہے اس کی خبر دی گئی ہے، کہ نبی کریم ﷺ کے تابع داروں کے ساتھ بھی یہی معاملہ کیا جائے گا۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی بھی ہے کہ

لَو أَنكُمْ تتوكلون على الله حق توكله لرزقكم كَمَا يرْزق الطير

اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں پرندوں کی طرح رزق دے گا۔(ابن ماجہ، باب التوکل والیقین)

یہاں یہ خبر دینا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر بھروسہ کرنے والوں کو کس طرح رزق دیتا ہے، انہیں وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے انہیں گمان بھی نہیں ہوتا، انہیں رزق سے محروم نہیں کرتا، جیسے تم پرندوں کو دیکھتے ہو کہ وہ جب صبح سویرے سویرے اپنے گھونسلوں سے نکلتے ہیں تو خالی پیٹ ہوتے ہیں اور جب وہ شام ہوتے ہی اپنے گھونسلوں کی جانب واپس لوٹتے ہیں تو پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں

اور تم انسان ہو، ساری مخلوقات سے اللہ کے ہاں زیادہ اکرام اور عزت والے ہو، اگر تم اللہ کی ذات پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح اس کی ذات عالی پر بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں بھی وہاں سے رزق دے جہاں سے تمہیں سان گمان بھی نہ ہو، اور کوئی شخص بھی تمہارے رزق کو روک نہیں سکتا، یہ فرمان بھی تو از قبیل اخبار ہے، یعنی خبر دینے سے متعلق ہے۔(جلاء الافہام)

رہی دوسری قسم طلب وامر اس سے مقصود علت کی خبر دینا ہے اور جزا کا جنس عمل سے ہونا بتلا دینا ہوتا ہے، مثال کے طور پر جب یہ کہیں

عَلِّم كَمَا عَلَّمَكَ الله

تو اس طرح تعلیم دے جیسے اللہ نے تجھے تعلیم دی ہے۔ اور جیسے ارشاد ربانی ہے

{وَأَحسِن كَمَا أَحسَنَ اللهُ إِلَيْكَ} الْقَصَص۷۷

تو اس طرح احسان کر جیسے اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے۔ جیسے

وَاعفُ كَمَا عَفَا اللهُ عَنْكَ

اس طرح معاف کر دو جیسے اللہ نے تم سے معاف کیا ہے۔ اسی طرح اور بھی اس جیسی اور بھی مثالیں ہیں۔

تو اس میں مامور نعمتوں کے شکریہ پر جو اللہ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہیں پر آگاہ کر دینا ہوتا ہے اور یہ بتلا دینا کہ اس نعمت کی جزا اور بدلہ اسی کی جنس ہے، لیکن ظاہر ہے کہ ان مذکورہ وجوہات میں سے کسی وجہ سے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف خطاب نہیں ہو سکتا اور اس ذات پاک پر کوئی وجہ بھی صحیح نہیں ہو سکتی، چونکہ کما صلیت علی ابراہیم واقع ہوا ہے، اس لیے ذکر تشبیہ لغو ہو جاتا ہے، جس کا کچھ فائدہ نہ ہو اور ظاہر ہے کہ الفاظ درود کا ایسا سمجھنا جائز نہیں ہے۔ (جلاء الافہام)

③ كَمَا صليت على آل إِبْرَاهِيم مصدر محذوف کی صفت ہے، تقدیر عبارت یوں ہے، صَلَاةٌ مِّثلُ صَلَاتِكَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ اور اس کلام کی حقیقت یہ ہے کہ مشبہ کی صلاۃ مشبہ بہ کی صلاۃ سے مماثل ہو، اس لیے حقیقت کلام سے رو گردانی کرنا مناسب نہیں ہے۔

ایک گروہ کا کہنا یہ ہے کہ یہ تشبیہ درود پڑھنے والوں کے ایک ایک درود کے ساتھ حاصل ہے، گویا ایک ایک درود پڑھنے والا جس نے نبی کریم ﷺ کی ذات عالی پر درود پڑھا ہے اس نے اللہ سے یہ چاہا ہے کہ اپنے رسول پر اس قدر صلاۃ بھیجے جس قدر آل ابراہیم کو حاصل ہے، جب ہر ایک درود پڑھنے والا صلاۃ آل ابراہیم کی صلاۃ

کے برابر کا سوال کر چکا نبی کریم ﷺ کو یوں لاتعداد درود حاصل ہو جائیں گے، جن کے مساوی کسی کو بھی نصیب نہیں ہیں، اس کی مثال یوں سمجھ لیجیے کہ بادشاہ نے ایک آدمی کو ایک ہزار روپیہ دیا، پھر عوام میں سے لوگوں نے ایک دوسرے آدمی کو ہزار روپے دینے کی الگ الگ درخواستیں کیں ،جب ہر ایک کی درخواست پر ہزار ہزار روپیہ اس شخص کو ملنے لگا تو ظاہر ہے کہ اس کے پاس ایک ایک ہزار روپیہ کر کے اس قدر جمع ہو جائیں گے جس قدر درخواست کرنے والوں کی تعداد ہے۔

اس تقریر کے بعد انہوں نے خود یہ اعتراض کیا کہ یہ تشبیہ تو صلاۃ کی اصل اور افراد میں سے ہر فرد پر واقع ہوئی ہے، اس لیے اشکال جوں کا توں رہا، اور جب اس استحقاق سے کم ہے تو اس کے منصب کے لائق ہی نہیں پھر اس کا جواب یہ ہے کہ اشکال تب وارد ہوتا ہے جب حکم تکرار نہ ہو، مطلوب امت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاۃ کے بعد صلاۃ کا سوال کیا جائے، جس میں سے ہر صلاۃ اس صلاۃ کے برابر ہو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے، اس صورت میں نبی کریم ﷺ کی صلاۃ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلاۃ کے مقابلے میں بے شمار ہوں گی۔ (جلاء الافہام)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ قول بھی کمزور ہے، اس لیے کہ یہاں تشبیہ اس درود میں ہے جو اللہ کی طرف سے نبی کریم ﷺ پر ہے، نہ کہ اس درود میں جو کہ درود پڑھنے والا پڑھتا ہے، الفاظ درود کے معنی تو یہ ہیں کہ الٰہی نبی کریم ﷺ کو وہی کچھ عطا فرما جو تو نے ابراہیم علیہ السلام کو عطا کیا ہے، گویا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود کے مساوی درود کا سوال ہے، اب یہ سوال جس قدر بار بار ہوتا جائے گا، اسی قدر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے نبی کریم ﷺ کے لیے ایسی صلاۃ کا سوال کیا جو نبی کریم ﷺ کے استحقاق سے کم ہے، اس صورت میں

یہ سوال اور اس کا تکرار تو جانب اشکال کو ہی مضبوط کرتے ہیں پھر یہ کہ تشبیہ اصل صلاۃ اور اس کے ہر فرد میں واقع ہے ،اور یہاں تکرار سے اس کا کوئی جواب قائل نہیں دے سکا، کیونکہ محض تکرار مشبہ بہ کو مشبہ سے مضبوط نہیں کر سکتا، اور تقاضائے تشبیہ کو نہیں پلٹ سکتا، ہاں اگر تکرار ایسا کر سکے تب تو یہ جواب نفع بخش ہو سکتا ہے ،اور اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ تکرار سے مشبہ کی قوت و فضل میں مضبوطی آجاتی ہے تو پھر مشبہ بہ اس سے کیونکر کم ہو سکتا ہے؟ نیز کم تر درجہ کی مشبہ بہ سے تشبیہ کیونکر درست ہو سکتی ہے؟ اس لیے مذکورہ جواب میں جو کمزوری تھی وہ ظاہر ہے۔

ایک گروہ کا کہنا یہ ہے کہ آل ابراہیم میں انبیاء ہیں اور آل محمد میں انبیاء نہیں ہیں ،جب نبی کریم ﷺ اور ان کی آل کے لیے اس صلاۃ کی طرح جو ابراہیم اور ان کی آل کو ملا ہے ، درخواست کی گئی تو ظاہر ہے کہ آل محمد کو تو اس میں سے اسی قدر ملے گا، جس کے وہ لائق ہے، تو اس صورت میں انبیاء کے حصے کی زیادتی نبی کریم ﷺ کو ہی ملے گی اور وہ مزیت اور فوقیت حاصل ہو جائے گی جو اور کسی کو حاصل نہیں

تقریر اس کی یوں ہے کہ سیدنا ابراہیم اور ان کی آل (جس میں انبیاء ہیں) کے صلاۃ حاصلہ کو محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر تقسیم کرنے لگے ،اب اس میں کچھ شک نہیں کہ آل محمد کو آل ابراہیم کے برابر کا حصہ نہیں مل سکتا، ان کو تو ان کے استحقاق کے موافق ہی ملے گا، پھر باقی رہ جائے گا نبی کریم ﷺ کا حصہ اور وہ حصہ جو آل پر تقسیم کرنے سے بچ رہا ہے ، اس لیے مجموعہ جو کچھ نبی ﷺ کے حصے میں رہا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حاصل شدہ سے افضل و اعظم ہے، یہ معنی اپنے سے پہلے تمام معانی سے پسندیدہ تر ہیں۔

اس سے بھی بہترین اور احسن یہ بات ہے کہ نبی کریم ﷺ بھی تو آل ابراہیم میں سے ہیں بلکہ بہترین آل ابراہیم میں سے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت مبارکہ

{إِنَّ اللّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ} آل عمران۳۳

کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ حضرت محمد ﷺ آل ابراہیم میں سے ہیں، اب جس وقت ہم

كَمَا صليت على آل إِبْرَاهِيم

کہیں گے تو نبی کریم ﷺ آل میں دوسرے انبیاء کی طرح شامل ہوں گے۔

اس کے بعد ہمیں حکم ملا کہ نبی ﷺ پر اور نبی ﷺ کی آل پر خصوصیت کے ساتھ اس صلاۃ کا سوال کریں جس کا سوال جملہ آل ابراہیم علیہ السلام کے لیے مع نبی کریم ﷺ کے عمومیت کے ساتھ کر چکے ہیں، کیونکہ آل محمد ﷺ کو وہی ملے گا جو ان کا حق ہے، اس لیے باقی سب کا سب نبی کریم ﷺ کے لیے رہ جائے گا۔

تقریر اس کی یہ ہے کہ جو صلاۃ مجموعہ آل ابراہیم کو حاصل ہے جس کے اندر نبی کریم ﷺ خود بھی ہیں وہ اس صلاۃ سے اکمل ہے جو نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے، لیکن نبی ﷺ کے لیے خصوصیت سے جو سوال کیا جاتا ہے، یہ اس صلاۃ کے برابر کا سوال ہے جو جملہ آل ابراہیم نبی ﷺ کو حاصل تھا اور ظاہر ہے کہ یہ امر عظیم ہے اور قطعاً اس سے زائد ہے جو آل ابراہیم کو حاصل تھا۔

اب فائدہ تشبیہ بھی ظاہر ہو گیا اور تشبیہ اپنی اصلیت پر بھی جاری ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ اس لفظ کے ساتھ جو صلاۃ نبی کے لیے مطلوب ہے، وہ غیر نبی کے مطلوب سے عظیم تر ہے، کیونکہ دعا سے مطلوب مشبہ بہ کی مثل ہے، اور اس مشبہ بہ کے

اندر نبی ﷺ کا وافر حصہ ہے، اس لیے مشبہ مطلوب بالضرور اس حصے سے جو صرف ابراہیم علیہ السلام کے لیے ہے اکثر ووافر ہوگا کیونکہ مشبہ بہ میں جو حصہ صرف نبی ﷺ کو بھی حاصل تھا وہ بھی شامل شدہ ہے، اس معنی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اوران کی آل پر جس میں انبیاء ہیں، نبی ﷺ کا فضل و شرف بھی ظاہر ہو گیا اور نبی ﷺ کے درجے اور منصب علیا کے لائق بھی بات بن گئی ،اور یہ درود اس تمام فضیلت اور اس کے اسباب و تقاضوں پر جو تابع فضیلت ہیں دلالت کرنے والا ثابت ہو گیا۔ (جلاء الافہام فی الصلاۃ والسلام علی محمد خیر الانام)

تشبیہ میں حضرت ابراہیم کو کیوں خاص کیا گیا؟

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع" میں اسی مسئلہ تشبیہ کے بارے میں بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں دو سوال ہیں

① ایک یہ کہ تشہد میں تشبیہ میں صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیوں خاص کیا گیا؟

② دوسرا یہ کہ درود شریف میں **کماصلیت علی ابراہیم** یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضور اقدس ﷺ پر فضیلت دینے کی کیا وجہ ہے؟

پہلے سوال کے امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جوابات دیے ہیں

① ایسا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اکرام کی وجہ سے کیا گیا ہے۔

② یا اس لیے ایسا کیا گیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی امت کے لیے دعا کی تھی اس کے صلہ میں ایسا کیا گیا۔

③ اس لیے کیا گیا کہ دوسرے انبیاء کرام اس دعا میں شامل نہیں تھے۔

④ یا ایسا اس لیے کیا گیا کہ آپ اللہ کے خلیل تھے اور نبی کریم ﷺ اللہ کے حبیب تھے

⑤ یا اس لیے ایسا کیا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کے اعلان کا حکم دیا گیا

(وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ (۲۷)الحج

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے، وہ تیرے پاس پیدل اور ہر لاغر سواری پر آئیں گے، جو ہر دور دراز راستے سے آئیں گی۔

اور نبی کریم ﷺ کو دین اور ایمان کی طرف دعوت دینے کے لیے منادی بنا کر بھیجا گیا۔

رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا(آل عمران ۱۹۳)

اے ہمارے پروردگار! بے شک ہم نے ایک آواز دینے والے کو سنا جو ایمان کی طرف آواز دے رہا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاو، سو ہم ایمان لے آئے۔

⑥ یا اس لیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ جنت کے درختوں پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ امت محمدیہ کی زبانوں پر میرا ذکر بھی جاری فرما دیجیے۔

⑦ یا اس وجہ سے تشبیہ دی گئی کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے

وَاجْعَلْ لِي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ (۸۴)الشعراء

اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ۔

⑧ یا اس لیے ایسا کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام باقی انبیاء سے افضل ہیں۔

⑨ یا اس لیے ایسا کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ابو المومنین ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ (الحج ۷۸)

تم اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر ہمیشہ قائم رہو۔

⑩ یا اس وجہ سے ایسا کیا کہ نبی کریم ﷺ کو حضرت ابراہیم کی اتباع کا حکم دیا، خصوصاً احکام حج میں۔

⑪ یا اس وجہ سے ایسا کیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی دعا کی تھی، اے اللہ! امت محمدیہ میں سے جو بوڑھا اس گھر کا حج کرے اس کو مجھ سے بناد یجیے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت کیوں دی گئی؟

دوسرا سوال یہاں یہ ہے کہ **کماصلیت علی ابراھیم** میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نبی کریم ﷺ پر تقدیم اور فضیلت دینے کی کیا وجہ ہے؟ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بھی کئی جوابات دیے ہیں

① نبی کریم ﷺ نے یہ تشبیہ اس وقت دی جب آپ ﷺ کو اپنے بارے میں یہ علم نہیں تھا کہ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔

② نبی کریم ﷺ نے یہاں تواضع اور عاجزی کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت دی ہے اور اپنی امت کو بھی اس کا حکم دیا ہے۔

③ اس تشبیہ میں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے بلکہ مثال اور پہچان کی نسبت سے ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ(النساء ۱۶۳)

بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے جیسے نوح کی طرف اوران کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی کی ہے۔

اور جیسے دوسرے مقام پر ارشاد ہے

{كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ}(البقرہ ۱۸۳)
تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے۔

اس سے مراد روزے کی اصل ہے ،اس کا وقت ،اس کا عین اور ذات مراد نہیں ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی نے کہا کہ اپنی اولاد پر ایسے احسان اور نیکی کرو جیسے تم نے فلاں آدمی پر احسان اور نیکی کی ہے،اس سے مراد احسان کی حقیقت ہے نہ کہ اس کی مقدار، پس یہاں درود شریف میں بھی **کما صلیت علی ابراھیم** کے یہی معنی ہوں گے ،امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المفہم" میں اسی جواب کو ترجیح دی ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ تیری طرف سے ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجا گیا ہے ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر بطریق اولیٰ درود بھیج دے، کیونکہ ابراہیم علیہ السلام فاضل تھے اور نبی کریم ﷺ افضل ہیں، جب فاضل پر درود ہے تو افضل پر بطریق اولیٰ درود ہونا چاہیے۔

اس جواب کا حاصل یہ ہے کہ یہاں کامل کو اکمل کے ساتھ ملانے کی بات ہی نہیں ہے بلکہ یہاں تو اس بات پر ابھارنا ہے کہ وہ جب کامل پر صلاۃ بھیج رہا ہے تو اکمل پر بھی بدرجہ اولیٰ بھیجے۔

④ کما صلیت میں کاف علت بیان کرنے کے لیے ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے
كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ(البقرہ ۱۵۱)
جیسے ہم نے بھیجا تم میں ایک عظیم الشان رسول تمہی میں سے۔اور جیسے فرمان ربانی ہے
{وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ}اسے یاد کرو کیونکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔
بعض نے کہا کہ کاف تشبیہ کے باب میں اعلان کے لیے ہے۔

⑤ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابرہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کو بھی خلیل بنادے ،اور جس طرح ابراہیم علیہ السلام کا تذکرۂ خیر بعد

والوں کی زبانوں پر جاری کیا ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کا تذکرۂ خیر بھی بعد والے لوگوں کی زبانوں پر جاری کردے۔

⑥ **اللھم صل علی محمد** مقطوع عن التشبیہ ہے، یعنی یہاں تشبیہ کا تعلق **اللھم صل علی محمد** کے ساتھ ہے ہی نہیں بلکہ اس کا تعلق و علیٰ آل محمد ﷺ کے ساتھ ہے، اس صورت میں اشکال ہی باقی نہیں رہتا ہے۔

⑦ تشبیہ مجموعہ کے لیے ہے، اس لیے کہ آل ابراہیم علیہ السلام میں انبیاء بہت زیادہ ہیں، جب ابراہیم اور آل ابراہیم کی ان ذوات کثیرہ کا موازنہ حضرت محمد ﷺ کو ملنے والی صفات سے کیا جائے تو تفاضل ممکن ہے، علامہ عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی آل میں انبیاء ہیں جب کہ رسول کریم ﷺ کی آل میں نبی نہیں ہیں، ایک طرف نبی ہیں اور دوسری طرف نبی نہیں ہیں، تو تشبیہ مجموعہ کے درمیان واقع ہے جو رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل کو حاصل ہے اور اس مجموعہ کے درمیان میں واقع ہے جو حضرت ابراہیم اور ان کی آل کے لیے حاصل ہے، تو اس لحاظ سے آل ابراہیم کو اس عطیہ میں سے اکثر حصہ ملا ہے جو نبی کریم ﷺ کی آل کو حاصل ہوا ہے۔

چونکہ نبی کریم ﷺ بھی تو آل ابراہیم علیہ السلام میں سے ہیں، اس لیے باقی آل کو عطیہ ملنے کے بعد جو فاضل ہے وہ نبی کریم ﷺ کے لیے ہے، جب اللہ کا عطیہ انہیں مل گیا تو وہ فاضل سے بڑھ کر ہے۔ اس صورت میں اشکال ختم ہو جاتا ہے۔

تو یہاں یہ بات طے ہے کہ نبی کریم ﷺ کی آل کو جو چیز ملے گی وہ ابراہیم علیہ السلام کی آل کو ملنے والی چیز کو نہیں پہنچ سکتی، اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں ان کے بیٹے ہیں جو نبی ہیں اور ان کی آل میں انبیاء کرام کی ایک بہت بڑی تعداد ہے، جن کے مرتبے تک آل محمد ﷺ کسی صورت نہیں پہنچ سکتی، لیکن جو رحمتیں، مہربانیاں اللہ کی طرف سے

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر ہیں وہ ابراہیم علیہ السلام کی باقی آل پر ہونے والی مہربانیوں سے کہیں زیادہ ہیں، اس لیے معلوم ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ کی شان ابراہیم علیہ السلام سے کہیں زیادہ ہے۔

⑧ حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل کے ہر فرد کو حاصل ہونے والی صلاۃ، تمام درود بھیجنے والوں کی صلاۃ کی ابتدا سے آخر الزمان تک حاصل ہونے والی صلاۃ کا مجموعہ کئی گناہ زیادہ ہے اس چیز سے جو آل ابراہیم کو حاصل ہے، جسے اللہ کے سوا کوئی بھی شمار نہیں کر سکتا۔

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تعبیریوں کرتے ہیں کہ اس سے مراد ہمیشگی اور استمرار ہے، علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ اپنے نبی ﷺ پر اس کیفیت سے درود شریف بھیجتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس بات کا سوال کرتا ہے کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر اس طرح درود شریف بھیجتا رہے جیسے حضرت ابراہیم اور ان کی آل پر بھیج رہا ہے، پھر جب اس کے بعد دوسرا بندہ یونہی کہتا ہے تو وہ دوسری صلاۃ طلب کرتا ہے، اس بندے کے علاوہ جس نے پہلی بار اللہ سے سوال کیا تھا۔

ایک چیز کا مطالبہ کرنے والے دو الگ الگ بندے ہیں، اور دعائیں دونوں ہی مستجاب ہیں، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے لیے دعا قبول کی جاتی ہے، پس ضروری ہے کہ جو کچھ اس نے مانگا وہ دوسرے سے بہتر ہو، اگر وہی چیز وہ بھی مانگے جو پہلے نے مانگی تو پھر یہ تو تحصیل حاصل ہے، یعنی جو چیز پہلے ہی سے موجود ہے اسے مانگنا، جیسے تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر وہ صلاۃ بھیجتا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر بھیجی جانے والی صلاۃ کے مماثل ہے۔

⑨ یہاں تشبیہ درود شریف پڑھنے والے کی طرف راجع ہے، گویا وہ یوں کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنے کی وجہ سے مجھے اس قدر ثواب ملے جس قدر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود شریف بھیجنے والے کو ملتا ہے۔

⑩ مشبہ بہ مشبہ سے ارفع اور بلند ہوتا ہے والا مقدمہ یوں ختم ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے بلکہ قاعدہ اکثریہ ہے، کیونکہ تشبیہ کبھی کبھار بالمثل ہوتی ہے بلکہ کم بھی ہوتی ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ

اس کے نور کی مثال طاق کی ہے۔

تو دیکھا جائے کہ اللہ کا نور طاق میں کہاں سما سکتا ہے؟ لیکن جب مشبہ سے مراد یہ ہے کہ کوئی چیز سننے والے کے لیے ظاہر اور واضح ہو، اسی طرح یہاں بھی ہے کہ جب ابراہیم اور آل ابراہیم کی تعظیم صلاۃ کی وجہ سے تمام طبقات کے نزدیک مشہور اور واضح ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل کے لیے بھی اسی طرح طلب کی جائے۔

اس کی تائید مطلب مذکور کے خاتمے سے ہوتی ہے، اللہ کے فرمان العالمین کے ساتھ، یعنی جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر صلاۃ کو جہان والوں پر واضح اور ظاہر کیا ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل پر بھیجے جانے والی صلاۃ کو جہان والوں پر ظاہر اور واضح کر دے، اس لیے یہاں جو تشبیہ ہے وہ باب الحاق ناقص بالکامل سے نہیں ہے، یعنی ناقص کو کامل کے ساتھ تشبیہ دینا مراد نہیں ہے، ہاں یہ تشبیہ یوں ہے کہ جو مشہور نہیں ہے اس کو مشہور کے ساتھ تشبیہ دینا ہے۔

پھر اس تشبیہ کا سبب یہ ہے کہ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں کہا تھا

أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ﴾هُود:٧٣

توفرشتوں کو معلوم تھا کہ حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے، گویا بندہ یوں کہتا ہے کہ فرشتوں کی وہ دعا قبول فرمالے جو انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے بارے میں مانگی تھی، جیسے تو نے اس وقت حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم کی موجودگی میں دعا قبول فرمائی تھی، اسی پر تو نے آیت کا خاتمہ کیا یعنی انک حمیدٌ مجیدٌ پھر آیت کو مکمل کیا۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ان جوابات میں سے بعض جوابات کو نقل کیا ہے، اس کے بعد فرمایا کہ ان جوابات میں سے سب سے اچھا جواب وہ ہے جو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے کہ تشبیہ اصل صلاۃ کو اصل صلاۃ میں دی گئی ہے، مجموعہ کو مجموعہ کے ساتھ دی گئی ہے، علامہ ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کئی جوابات نقل کیے اور ان میں سے بہت سے جوابات کو کمزور جواب قرار دیا ہے کہ مجموعہ کو مجموعہ کے ساتھ تشبیہ نہیں دی گئی ہے۔

یہاں سب سے بہترین بات یہ بتائی گئی ہے کہ حضرت محمد ﷺ ابراہیم علیہ السلام کی آل میں سے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں بھی یہ بات موجود ہے کہ اللہ نے آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، نوح علیہ السلام، آل ابراہیم اور آل عمران کو جہان والوں پر چن لیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ آل ابراہیم میں سے ہیں، گویا کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حضرت محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ پر صلاۃ بھیجیں، خصوصاً اس کے بقدر کہ جو ہم نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر عموماً صلاۃ بھیجی ہے، تو آل

محمد ﷺ کو ان کے حصے کی صلاۃ ملے گی جو باقی رہے گی وہ ساری کی ساری آپ ﷺ کو ملے گی، اور یقینی طور پر یہ زائد صلاۃ آل ابراہیم سے کہیں زیادہ ہو گی۔

اب یہاں تشبیہ کا فائدہ ظاہر ہو گا کہ یہاں آپ ﷺ کے لیے جو چیز مطلوب ہے وہ افضل درجے کی صلاۃ ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہمارے شیخ مجدالدین شیرازی لغوی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اہل کشف سے نقل کرتے ہوئے ایک جواب دیا ہے کہ تشبیہ مشبہ بہ کے غیر سے ہوتی ہے اس کے عین سے نہیں ہوتی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ کا مفہوم

اللھم صل علی محمد سے مراد یہ ہے کہ اے اللہ! آپ ﷺ کے پیروکاروں میں جو دین کے معاملات میں انتہاء تک پہنچ جائے اسے آپ ﷺ کی شریعت کو جاننے والوں کی طرح کر دے، انہیں شریعت کے معاملات میں جما دے، جیسے آپ نے ابراہیم پر صلاۃ بھیجی بایں طور کہ آپ نے ان میں انبیاء پیدا کیے جو انہیں بن دیکھی چیزوں کی اطلاع دیتے تھے، تو یہاں مطلوب آل محمد ﷺ کے لیے انبیاء کی صفات کا حصول ہے، اس سے مراد آپ ﷺ کے دین کے پیروکار ہیں

ایک مفہوم اس کا یہ ہے کہ اے اللہ! محمد ﷺ کی دعا ان کی امت کے حق میں قبول فرما لے جیسے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی ہے، مجدالدین شیرازی لغوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ درود شریف پڑھنے والا یوں کہے

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى محمَّدٍ بأَن تجعلَ مِن أُمَّتِهِ عُلَمَاءَ وَصُلَحَاءَ بَالِغِينَ نِهَايَاتِ المَرَاتِبِ عِندَكَ كَمَا صَليتَ عَلَى إِبرَاهِيمَ بِأَن جَعلتَ آلَه أَنبِيَاءَ وَرُسُلاً بَالِغِينَ نِهَايَاتِ المَرَاتِبِ عِندَكَ وَعَلى آلِ محمَّدٍ كَمَا صَليتَ على آلِ إبراهيم

بِمَا أَعطيتَهم مِنَ التَشرِيعِ والوَحي فأَعطَاهم التَحدِيث فمِنهم محدَّثُونَ وَشَرَعَ لهُمُ الإجتِهَادَ وَقَرَّرَه حُكماً شَرعِياً فَأَشبَهَتِ الأَنبِيَاء في ذلك (القول البديع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع)

اے اللہ ! حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں بھیجے ،اس طرح کہ آپ ﷺ کی امت کے علماء اور نیک لوگ ان اعلیٰ مراتب اور مقامات تک پہنچ جائیں جو تیرے پاس ہیں ، جیسے تو نے رحمتیں نازل کیں حضرت ابراہیم پر کہ تو نے ان کی آل کو نبی اور رسول بنایا جو تیرے پاس موجود اعلیٰ مراتب اور مقامات تک جا پہنچے ،اور آل محمد ﷺ پر رحمتیں بھیجے جیسے تو نے آل ابراہیم پر رحمتیں بھیجیں کہ تو نے ان کو شریعت بھی عطا کی اور ان کی طرف وحی بھی بھیجی کہ حضرت محمد ﷺ کی آل میں سے بعضوں کو محدثین رحمۃ اللہ علیہم بنایا اور ان علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے لیے اجتہاد کو جائز قرار دیا اور یہ لوگ دین کی مدد کرنے میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مشابہت اختیار کیے ہوئے تھے۔

ابوالفضل علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف کی شرح فتح الباری جلد گیارہ صفحہ ایک سو اکسٹھ میں باب الصلاۃ علی النبی ﷺ میں مسئلہ تشبیہ پر بحث کے دوران اس مشہور عالم سوال کے دس جوابات نقل کیے ہیں ،جو علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "جلاء الافہام فی الصلاۃ والسلام علی محمد خیر الانام "میں اور علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع "میں ذکر کیے ہیں۔

علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر خوب فلسفیانہ گفتگو کی ہے ،علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فاضلانہ گفتگو کی ہے ،جب کہ علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے عالمانہ گفتگو کرتے ہوئے اس مسئلہ کو واضح کیا ہے ،خوب توجہ سے دیکھا جائے تو علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر میں زیادہ تفاوت اور فرق دکھائی نہیں دیتا۔

شارحین حدیث میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں اور علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں، ابوداؤد کی شرح عون المعبود پر علامہ ابن القیم الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ لکھا ہے اس میں، موطاامام مالک کی شرح شرح الزرقانی میں علامہ زرقانی مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اور اوجزالمسالک شرح موطاامام مالک میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ نے، فتح العلیم میں شیخ محمد موسی روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ نے اور الجامع الترمذی کی شرح تحفۃ الاحوذی میں علامہ عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے، کہیں اختصار ہے، اجمال ہے اور کہیں تفصیل ہے، لب لباب اور خلاصہ سب کی تحریروں کا یہی ہے کہ اگرچہ مشبہ مشبہ بہ سے درجے میں کم ہوتا ہے، مگر یہاں وہ مسئلہ ہے ہی نہیں جس کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتبے اور مقام کو کم دیکھا جائے کہ ان سے بھی کوئی اونچی شان ومقام والا ہے، بلکہ ہر تفصیل اور تقریر یہاں آکر رک جاتی ہے کہ بعداز خدا بزرگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہی ہے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فضائل درود شریف میں لکھتے ہیں "حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں دس جواب دیے ہیں، کوئی عالم ہو تو خود دیکھ لے، غیر عالم ہو تو کسی عالم سے دل چاہے تو دریافت کرلے، سب سے آسان جواب یہ ہے کہ قاعدہ اکثریہ تو وہی ہے جو اوپر گزرا لیکن بسااوقات بعض مصالح سے اس کا الٹا ہوتا ہے، جیسے قرآن پاک کے درمیان میں اللہ جل شانہ کے نور کے متعلق ارشاد ہے مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ (النور ۳۵) اس کے نور کی مثال اس طاق کی سی ہے جس میں چراغ ہو۔ حالانکہ اللہ جل شانہ کے نور کو چراغوں کے نور کے ساتھ کیا مناسبت؟

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

یہ بھی مشہور اشکال ہے کہ سارے انبیاء کرام میں حضرت ابراہیم ہی کے درود کو کیوں ذکر کیا؟ اس کے بھی اوجز (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک) میں کئی جواب دیے گئے ہیں، حضرت اقدس تھانوی نور اللہ مرقدہ نے بھی زاد السعید میں کئی جواب ارشاد فرمائے ہیں، بندے کے نزدیک تو زیادہ پسندیدہ جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو اللہ جل شانہ نے اپنا خلیل قرار دیا، چنانچہ ارشاد ہے

واتخذالله ابراهيم خليلا

لہذا جو درود اللہ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوگا وہ محبت کی لائن کا ہوگا اور محبت کی لائن کی ساری چیزیں سب سے اونچی ہوتی ہیں، لہذا جو درود محبت کی لائن کا ہوگا وہ یقیناً سب سے زیادہ لذیز اور اونچا ہوگا، چنانچہ ہمارے حضور اقدس ﷺ کو اللہ جل شانہ نے اپنا حبیب قرار دیا اور حبیب اللہ بنایا اور اسی لیے دونوں کا درود ایک دوسرے کے مشابہ ہوا۔ (فضائل درود شریف)

آپ ﷺ تو حبیب اللہ ہیں

جامع الترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے، جس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک قصہ نقل کیا گیا ہے کہ

جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُونَهُ قَالَ: فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ فَسَمِعَ حَدِيثَهُمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَجَبًا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيلًا، اتَّخَذَ مِنْ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، وَقَالَ آخَرُ: مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوسَى كَلَّمَهُ تَكْلِيمًا، وَقَالَ آخَرُ: فَعِيسَى كَلِمَةُ اللَّهِ وَرُوحُهُ، وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ. فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ: «قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ

اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَمُوسَى نَجِيُّ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ، وَعِيسَى رُوحُهُ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ، أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الحَمْدِ يَوْمَ القِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ القِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ المُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ وَلَا فَخْرَ(ترمذی)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے ، راوی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو جونہی ان لوگوں کے قریب ہوئے تو یہ لوگ آپس میں مذاکرہ کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے ان کی بات سنی، ان میں سے بعض یہ کہہ رہے تھے بڑی عجیب بات ہے کہ اللہ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو خلیل بنایا، ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا،دوسرے نے کہا موسیٰ علیہ السلام کی بات سے زیادہ تعجب والی بات کس کی ہے کہ اللہ نے انہیں کلیم بنایا،ایک اور نے کہا: عیسی علیہ السلام اللہ کے کلمہ اوراس کی روح ہیں، ایک اور نے کہا:آدم علیہ السلام کو تواللہ نے چن لیا ہے ،اتنا کہنا ہی تھا کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے،آپ ﷺ نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو السلام علیکم کہا اور فرمایا: میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سن لیاہے،بے شک ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں،اور وہ اسی طرح ہے،اسی طرح موسی علیہ السلام نجی اللہ (اللہ کے ساتھ کلام کرنے والے، سرگوشی کرنے والے) ہیں اور وہ اسی طرح ہے۔

اور عیسی علیہ السلام اللہ کی روح اوراس کا کلمہ ہیں اور وہ اسی طرح ہے، لیکن تم لوگ میری بات دھیان سے توجہ کے ساتھ سنو! میں اللہ کا حبیب ہوں اوراس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے، میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں گا،اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے،میں سب سے پہلے سفارش کرنے والا ہوں گا، قیامت کے دن سب

سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے، سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا پس اللہ میرے لیے جنت کھولے گا اس کے بعد وہ مجھے جنت میں داخل کرے گا، میرے ساتھ فقرا ایمان والے ہوں گے اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے، میں پہلوں اور بعد والوں میں عزت و شرافت والا ہوں اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے۔

سنن الدارمی میں حضرت عمرو بن قیس، معجم الاوسط طبرانی کی ایک روایت کے مطابق حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو حبیب اللہ فرمایا، اسی طرح اور بھی بے شمار روایات سے آپ ﷺ کا حبیب اللہ ہونا معلوم ہوتا ہے، محبت اور خلت میں جو مناسبت ہے وہ ظاہر ہے، اسی لیے ایک کے درود کو دوسرے کے درود کے ساتھ تشبیہ دی اور چونکہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام حضور اقدس ﷺ کے آباء میں ہیں اس لیے بھی من اشبہ اباہ فما ظلم، آباء واجداد کے ساتھ مشابہت بہت ممدوح ہے۔ (فضائل)

حبیب اللہ کا درجہ سب سے اونچا

حبیب اللہ کا لقب نبی کریم ﷺ کے لیے ہے، اور یہ سب القابات سے اونچا لقب ہے، کیونکہ یہ لقب جامع ہے، یہ خلت، کلیم اللہ، نجی اللہ، صفی اللہ اور روح اللہ ہونے کو بھی شامل ہے، بلکہ جو دوسری چیزیں دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے ثابت نہیں ہیں وہ اس لقب میں پائی جاتی ہیں، نبی کریم ﷺ اللہ کے محبوب ہیں ایک خاص محبت کے ساتھ جو صرف آپ ﷺ ہی کے لیے ہے۔

حضرات محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے تشبیہ کے باب میں جو تاویلات کی ہیں ان کی روشنی میں بھی اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں

کیونکہ آپ ﷺ تو اس سے پہلے بھی اللہ کے حبیب تھے، آپ ﷺ نے پھر اپنے لیے اللہ تعالیٰ سے اپنا خلیل بنانے کا سوال کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی اس درخواست کو قبول کیا تو انہیں خلیل اللہ ہونے کا شرف بھی عطا فرمایا، اب یہ دو القابات آپ ﷺ میں جمع ہو گئے، ایک آپ ﷺ کا حبیب ہونا اور دوسرا آپ ﷺ کا خلیل اللہ ہونا، جب کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو لقب ملا وہ صرف خلیل اللہ کا ہے

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری کی شرح فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ سے عرض کیا کہ انہیں جس طرح حبیب بنایا ہے اسی طرح خلیل بھی بنائیں، جس طرح ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ بعد والوں میں جاری فرمایا میرا بھی جاری وساری رکھیں، چنانچہ یہ القابات اور شان آپ ﷺ کو مل گئی۔

خلت اور محبت دو ایسے مرتبے ہیں جو دونوں ہی مختلف ہیں، ان دونوں میں محبت کا مرتبہ خلت کے مرتبے سے اعلیٰ درجے کا ہے، آپ ﷺ کو درجہ محبت تو حاصل تھا مگر مرتبہ خلت حاصل نہیں تھا، اس کا آپ ﷺ نے اللہ سے سوال کیا تا کہ یہ دونوں مرتبے حاصل ہو جائیں، یعنی محبت کا ادنی اور اعلیٰ دونوں مراتب حاصل ہو جائیں، جو کہ حاصل ہو گئے۔

خلیل اور حبیب میں فرق

خلیل فعیل کے وزن پر ہے، فاعل کے معنی میں ہے، بعض کے نزدیک یہ مفاعل کے وزن پر ہے، خلۃ (بضم الخاء) سے مشتق ہے، خلال (بکسر الخاء) سے مشتق ہے، ایسی محبت کو کہا جاتا ہے جو دل کے اندر داخل ہو جاتی ہے، یا اس لیے کہ ہر خلیل اپنے خلیل کو اپنی منزل کے اندر داخل کر دیتا ہے، گویا کہ خلیل خلیل کا محرم ہوتا ہے

جیسے ایک شاعر کا شعر ہے

قَدْ تَخَلَّلْتَ مَسْلَكَ الرُّوحِ مِنِّي ... وَبِذَا سُمِّيَ الْخَلِيلُ خَلِيلَا
فَإِذَا مَا نَطَقْتُ كُنْتَ حَدِيثِي ... وَإِذَا مَا سَكَتُّ كُنْتَ الْغَلِيلَا

تو روح کے راستے سے مجھ میں داخل ہو گیا، اسی لیے تو خلیل کو خلیل کہا جاتا ہے، پس جب میں بولتا ہوں تو تو میری گفتگو بن جاتا ہے اور جب میں خاموشی اختیار کرتا ہوں تو تو میری پیاس بن جاتا ہے۔

اگر یہ خلۃ (بالضم) ہو تو یہ خلل سے ہے، خلل دو چیزوں کے درمیان شگاف کو کہا جاتا ہے، تو خلیل کو خلیل اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے خلیل کے پھٹن اور شگاف کو بند کرتا ہے اور اسے ٹھیک کرتا ہے۔ اسی طرح الخلۃ (بالضم) سے ہو تو اس کا معنی ہے ہر وہ گھاس، پودا یا بوٹی جس میں مٹھاس ہو۔ اگر یہ خل (بالفتح) سے ہو تو اس کا معنی ہے وہ راستہ جو ریگستان میں ہو، اس لیے کہ وہ راستہ تجھے سیدھا چلاتا جائے گا۔

اسی طرح الخلۃ (بالفتح) سے ہو تو اس کا معنی ہے حاجت اور ضرورت، محتاجی اور مفلسی، اس لیے کہ دونوں خلیل ایک دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں، یہ ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہو سکتے، جیسے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منجنیق میں ڈال کر آگ میں پھینکنے لگے تو جبریل علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے تھے کہ میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں تو ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا تھا کہ اگر تم اپنی طرف سے آئے ہو تو مجھے تمہاری مدد کی ضرورت اور حاجت نہیں ہے۔ الخلۃ (بالفتح) سے ہو تو اس کا معنی ہے خصلت، عادت، تو خلیل اپنے خلیل کی خصلت اور عادت کے موافق ہوتا ہے، اسی لیے کسی شاعر نے اس معنی کی خوب ترجمانی کی ہے

عَنِ المَرءِ لَاتَسئَل وَسَل خَلِیلَہٗ فَکُلُّ خَلِیلٍ بِالخَلِیلِ یُقَاسُ

کسی آدمی سے مت پوچھ ،پوچھنا ہے تو اس کے دوست سے پوچھ ،ہر دوست دوست پر قیاس کیا جاتا ہے۔یعنی ایک دوست کی خصلتیں اور عادتیں دوسرے میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث شریف بھی ہے ترمذی اور ابوداؤد شریف میں ارشاد ہے

الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ (ابوداؤد)

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، پس تم میں سے کوئی شخص دیکھے کہ وہ کس آدمی سے دوستی کر رہا ہے۔

الخلۃ (بکسر الخاء) سے ہو تو اس کا معنی ہے دانتوں میں پھنسے ہوئے کھانے کے ریزے۔

ان ماخذوں میں سے بعض پر اشکالات بھی ہیں ،واحدی کہتے ہیں کہ اللہ محمد ﷺ کے خلیل ہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے خلیل ہیں ،اوپر جو خلۃ با لفتح کا ایک معنی محتاجی اور حاجت کیا گیا ہے اس معنی کا اطلاق اللہ پر نہیں ہو سکتا، کیونکہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے محتاج ہیں مگر اللہ حضرت محمد ﷺ کے محتاج نہیں ہیں۔

حبیب اور خلیل کے درمیان کیا فرق ہے ؟

اس سلسلے میں اختلاف ہے، تین مسلک ہیں

① بعض کہتے ہیں کہ حبیب اعلی ،افضل اور ارفع ہے،

② بعض کہتے ہیں کہ خلیل اعلیٰ ،ارفع اور افضل ہے،

③ اور بعض کہتے ہیں کہ ان دونوں ناموں کو ایک دوسرے پر کسی طرح کی فضیلت

حاصل نہیں ہے بلکہ دونوں ہی برابر ہیں۔

جو حضرات کہتے ہیں کہ حبیب اللہ اعلیٰ اور افضل ہے وہ کہتے ہیں چونکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک زبان سے اپنے کو حبیب اللہ فرمایا ہے، احادیث شریفہ میں آپ ﷺ کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے کلمات موجود ہیں اس لیے یہ نام افضل اور ارفع ہے، جیسے ترمذی کی تفصیلی روایت میں حضرات صحابہ کرام کی گفتگو سننے کے بعد آپ ﷺ نے انہیں فرمایا

وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ،(ترمذی)

حکیم ترمذی نے اپنی کتاب " نوادر الاصول "میں ،امام بیہقی نے اپنی کتاب "شعب الایمان "میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی نقل فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِتَّخَذَاللّٰه تَعَالٰی اِبرَاہِیمَ خَلِیلاً وَّمُوسیٰ نَجِیاً وَاتَّخذَنِی حَبِیباً ثُمَّ قَالَ وَعِزَّتِی لَأُوثِرَنَّ عَلیٰ خَلِیلِی وَنَجِیِ(نوادرالاصول فی الاحادیث الرسول حکیم ترمذی،شعب الایمان)

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اور موسیٰ کو نجی بنایا اور مجھے حبیب بنایا، پھر فرمایا: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے خلیل اور اپنے نجی پر ضرور ترجیح دوں گا۔

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ تحقیق کاروں کے کلام سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ خلۃ محبت کے مراتب میں سے ایک مرتبے کا نام ہے، محبت کا دائرہ خلۃ کے دائرے سے وسیع ہے، محبت ایسا مرتبہ ہے جہاں تک خلیل کی امیدیں بھی نہیں پہنچ سکتیں اور یہ وہ مرتبہ ہے جو آپ کے لیے ثابت ہے، اور ہمارے نبی ﷺ کو خلۃ کے مرتبے میں سے وہ چیز حاصل ہے جو ان کے جدامجد ابراہیم علیہ السلام کو حاصل نہیں ہے، نہ اصول میں اور نہ فروع میں۔

خواص کے ہاں اللہ کے اخلاق کو اختیار کرنا خلۃ کے آثار میں سے ہے ،جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بہ نسبت ہمارے نبی کریم ﷺ میں زیادہ ظاہر اور نمایاں ہیں ،اس لیے کہ آپ ﷺ کے اخلاق تو گویا قرآن ہی ہے ،اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں ،اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں آپ ﷺ کی شان یہ بیان کی ہے کہ انک لعلیٰ خلق عظیم آپ ﷺ تو اخلاق کے اعلیٰ پیمانے پر فائز ہیں۔

محبت اور خلۃ کے درمیان فرق نقل کیا گیا ہے؟ان آیات کی تلاوت سے اندازہ ہوگا کہ خلیل وہ ہے جس کی رسائی براہ راست نہ ہو بلکہ بالواسطہ ہو جیسے اللہ کا فرمان ہے

وَكَذَلِكَ نري إِبْرَاهِيم ملكوت السَّموَات وَالْأَرْض} (الْأَنْعَام: ۷۵

اور حبیب وہ ہوتا ہے جس کی رسائی اپنے محب تک براہ راست ہو، جیسے فرمان ربانی ہے

{فَكَانَ قاب قوسين أَو أدنى} (النَّجْم: ۹)

خلیل وہ ہوتا ہے جسے قیامت کے دن مغفرت کی امید ہو۔

{وَالَّذِي أطمع أَن يغْفر لي خطيئتي يَوْم الدّين} (الشُّعَرَاء: ۸۲)

حبیب وہ ہوتا ہے جسے اپنی مغفرت کا یقین ہو۔

{ليغفر لَك الله مَا تقدم من ذَنْبك وَمَا تَأَخّر} (الْفَتْح: ۲)

خلیل قیامت کے دن پریشانی سے چھٹکارے کا متمنی ہوتا ہے،

{وَلَا تخزني يَوْم يبعثون} (الشُّعَرَاء: ۸۷)

حبیب وہ ہوتا ہے جسے اللہ کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اسے کسی قسم کی پریشانی نہ ہو گی۔

يَوْم لَا يخزي الله النَّبِي، خلیل مصائب ومشکلات میں پکارتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے لیے اللہ کافی ہے۔حسبي الله، حبیب کو کہا گیا کہ اللہ تیرے لیے کافی ہے

{يَا أَيهَا النَّبِي حَسبك الله} (الْأَنْفَال: ۶۴)

خلیل کہتا ہے کہ میرا تذکرہ سدا بہار بنایا جائے

{وَاجعَل لي لِسَان صدق} (الشُّعَرَاء: ۸۴)

حبیب کو بلا سوال کہا جاتا ہے کہ تیرے چرچے بلند رہیں گے

{ورفعنا لَك ذكرك} (الشَّرْح: ۴)

خلیل اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے بت پرستی سے بچائے جانے کی التجا کرتا ہے

{واجنبني وبنِيَّ أَن نعْبد الْأَصْنَام} (إِبْرَاهِيم: ۳۵)

حبیب اور حبیب کے گھر والوں کو بتوں کی گندگی سے بچائے جانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

{إِنَّمَا يُرِيد الله ليذْهب عَنْكُم الرجس أهل الْبَيْت} (الْأَحْزَاب: ۳۳)

ابطال التأویلات لأخبار الصفات میں ابن الفراء قاضی ابو یعلیٰ نے حضرت ابو ہریرہ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ جب رسول کریم ﷺ سے آیت مبارکہ

{عَسى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا}

کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا نَعَمْ، ہاں۔ فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ: أَيْنَ حَبِيبُ اللَّهِ؟ فَأَتَخَطَّى صُفُوفَ الْمَلائِكَةِ حَتَّى أَصِيرَ إِلَى جَانِبِ الْعَرْشِ، ثُمَّ يَمُدُّ يَدَهُ فَيَأْخُذُ بِيَدِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى الْعَرْشِ (ج ا ص ۴۹۴)

جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا، اللہ کے حبیب کہاں ہیں؟ تو میں فرشتوں کی صفوں کو پھلانگتا ہوا آگے بڑھو گا یہاں تک کہ میں عرش کے ایک طرف ہو جاؤں گا، پھر وہ اپنا ہاتھ بڑھائے گا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے عرش پر بٹھا دے گا۔

یہاں ایک فرق یہ بھی پتا چلا کہ حبیب اللہ وہ ہے جو روز محشر عرش پر اعزاز اور اکرام سے بٹھایا جائے، جس کا نام ساری خلقت کے سامنے پکارا جائے، پھر حبیب اللہ فرط مسرت میں فرشتوں جیسی نورانی مخلوق کی صفوں کو چیرتا ہوا آگے بڑھے، جب کہ خلیل کے لیے یہ ندا قیامت کے دن سننے کو نہ ملے گی۔

ابوالحسن دارالقطنی نے اسی حدیث کی تائید میں کہا تھا

أَمَّا حَدِيثٌ بِإِقعَادِهِ ... عَلَى العَرشِ أَيْضًا فَلَا نَجحَدُهُ وَلَا تُنكِروا أَنَّه قاعِدٌ وَلَا تَجحَدُوا أَنَّهُ يُقعَدُهُ

جس حدیث میں آپ ﷺ کو عرش پر بٹھانے کی بات کی گئی ہے ہم اس کا انکار نہیں کرتے اور نہ تم انکار کرو اس بات کا کہ آپ ﷺ عرش پر بیٹھنے والے ہیں اور نہ ہی اس بات کا نکار کرو کہ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھایا جائے گا۔

پھر حبیب اللہ کی شان یہ ہے کہ انہیں رب العالمین قیامت کے دن اعزاز کے طور پر کرسی پر بٹھائیں گے، جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جِيءَ بِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُقْعِدَ بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ تَعالَى عَلَى كُرْسِيِّهِ قَالَ: فَقُلْتُ: يَا أَبَا مَسْعُودٍ إِذَا كَانَ عَلَى كُرْسِيِّهِ أَلَيْسَ هُوَ مَعَهُ؟ قَالَ: وَيْلَكُمْ هَذَا أَقَرُّ حَدِيثٍ فِي الدُّنْيَا لِعَيْنِي قَالَ حَجَّاجٌ فِي حَدِيثِهِ: إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَزَلَ الْجَبَّارُ جَلَّ اسْمُهُ عَلَى عَرْشِهِ، وَقَدَمَاهُ عَلَى الْكُرْسِيِّ، وَيُؤْتِي بِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقْعُدُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَى الْكُرْسِيِّ فَقَالُوا لِلْحَسَنِ: إِذَا كَانَ عَلَى الْكُرْسِيِّ هُوَ مَعَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَيْلَكُمْ هُوَ مَعَهُ هُوَ مَعَهُ (إبطال التأويلات لأخبار الصفات)

جب قیامت کا دن ہو گا تو تمہارے نبی کریم ﷺ کو لایا جائے گا، پھر انہیں اللہ کے سامنے اس کی کرسی پر بٹھایا جائے گا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے پوچھا اے ابو مسعود! کیا جب آپ ﷺ کو کرسی پر بٹھایا جائے گا تو کیا اللہ بھی ان کے ساتھ ہو گا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے لیے خرابی، یہ حدیث اس دنیا میں سب سے زیادہ میری آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے والی ہے، حجاج نے اپنی روایت میں ذکر کیا کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو جبار جل جلالہ اپنے عرش پر جلوہ افروز ہو گا،

اس کے دونوں قدم کرسی پر ہوں گے، تمہارے نبی کو لایا جائے گا پھر وہ کرسی پر اس کے سامنے بیٹھیں گے، صحابہ نے حسن کو کہا کہ کیا جب آپ ﷺ کرسی پر بیٹھیں گے تو اللہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہو گا تو انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ بھی ان کے ساتھ ہو گا، ہاں اللہ بھی ان کے ساتھ ہو گا۔

دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ مقام اس دن میں حبیب اللہ کو ملے گا، کسی اور کو یہ اعزاز نہیں ملے گا۔

ان تمام دلائل و براہین سے پتا چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہی کو تمام کائنات پر فضیلت حاصل ہے۔

خاتمۃ الکتاب

الحمدللہ ثم الحمدللہ، نبی کریم ﷺ، رؤف الرحیم، شفیع المذنبین، گنبد خضریٰ کے مکین، عرش نشیں، صاحب لولاک، نبیٔ پاک ﷺ کی ذات بابرکات پر ہدیہ درودوسلام پیش کرنے سے متعلق مضمون گزشتہ سال دسمبر کے مہینے کے اوائل میں شروع کیا تھا، بلکہ نومبر کے آخری عشرے سے ہی اس موضوع پر کام شروع کیا گیا تھا، اب قریباً چار ماہ کا عرصہ ہورہاہے اس مضمون کے ضروری ضروری مباحث یہاں آچکے ہیں، تین حصوں میں اس مضموں کو اپنی زیرادارت شائع ہونے والے قومی ایوارڈ یافتہ میگزین میں شائع کیاگیاہے، پھراسے بعد میں کتابی شکل بھی دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں صورتوں کو قبول فرمالے۔

دینی رسائل اور جرائد کی اہمیت سے انکار نہیں کیاجاسکتا، لیکن پھر بھی جب ان پر کسی مہینے کی تاریخ کااندراج ہوتاہے تووہ ماضی کی ایک چیز دکھائی دینے لگتی ہے، جب کہ کتاب ایک ایسا تحفہ ہے جوہر دور میں تازہ ہی رہتاہے، اس میں کبھی بوسیدگی اور پراناپن نہیں آیاکرتا، اس لیے کتابی شکل وصورت سدابہار رہے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے نبی ﷺ کے ساتھ سچی اور سُچی محبت نصیب فرمائے۔ اس خدمت ناچیز کو ناچیز کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔

خادم اسلام

محمودالرشیدحدوٹی عباسی

مدینہ ہاؤس، مسلم ٹاؤن لاہور

۱۱فروری ۲۰۱۵، بروزبدھ، رات پونے ایک بجے

ماخذ اور مراجع

عربی تفاسیر

جامع البیان فی تأویل القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ

احکام القرآن للجصاص۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ احمد بن علی ابو بکر الرازی الجصاص الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

الکشف والبیان عن تفسیر القرآن۔۔۔ ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی رحمۃ اللہ علیہ

احکام القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابو بکر البیہقی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

لطائف الاشارات۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عبد الکریم بن ہوازن بن عبد الملک قشیری رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر القرآن۔۔۔ ابو المظفر منصور بن محمد بن عبد الجبار المروزی، السمعانی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر الراغب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابو القاسم حسین بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

معالم التنزیل فی تفسیر القرآن۔۔۔۔۔ ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ

الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل۔۔۔ محمود بن عمرو بن احمد جار اللہ الزمخشری

زاد المسیر فی علم التفسیر۔۔۔ جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی بن محمد الجوزی رحمۃ اللہ علیہ

مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر۔۔ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی رحمۃ اللہ علیہ

الجامع لاحکام القرآن۔۔۔۔۔۔۔ محمد بن احمد بن ابو بکر شمس الدین قرطبی رحمۃ اللہ علیہ

انوار التنزیل واسرار التأویل۔۔۔۔۔ عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازی البیضاوی رحمۃ اللہ علیہ

البحر المحیط فی التفسیر۔۔۔۔۔۔ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر القرآن الکریم۔ محمد بن ابو بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر القرآن العظیم۔۔۔۔۔ اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر جلالین۔۔۔۔۔ جلال الدین محمد بن احمد محلی۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

غرائب القرآن ورغائب الفرقان۔ نظام الدین الحسن بن محمد بن نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر درمنثور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبدالرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
الفواتح الالٰہیہ والمفاتح الغیبیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نعمت اللہ بن محمود رحمۃ اللہ علیہ
روح البیان۔۔۔۔۔۔ابوالفداء اسماعیل حقی بن مصطفے الاستانبولی الحنفی الخلوتی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر مظہری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر فتح القدیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ
روح المعانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر المنار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ رشید بن علی رضا بن محمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر المراغی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شیخ احمد بن مصطفے مراغی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر الوسیط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شیخ محمد سید طنطاوی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر جواہر الحسان فی تفسیر القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔محمد بن مخلوف الثعالبی رحمۃ اللہ علیہ

اردو تفاسیر

تفسیر معارف القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر معارف القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر بیان القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر قرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ قرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ قرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر تیسیر القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر مدنی صغیر و کبیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد اسحاق خان المدنی رحمۃ اللہ علیہ

كنز الايمان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر مکی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا یوسف صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ
تفسیر تفہیم القرآن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مولانا سید ابوالا علی مودودی رحمۃ اللہ علیہ

کتب حدیث

بخاری شریف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ
مسلم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوالحسن مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ
ترمذی۔۔۔۔۔۔ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن ضحاک الترمذی رحمۃ اللہ علیہ
ابوداؤد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوداود سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمۃ اللہ علیہ
نسائی۔۔۔۔۔۔۔۔ابو عبدالرحمن أحمد بن شعیب بن علي الخراسانی، النسائی رحمۃ اللہ علیہ
ابن ماجہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔أبو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی رحمۃ اللہ علیہ
موطا امام مالک۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مالک بن أنس بن مالک بن عامر الأصبحی المدنی رحمۃ اللہ علیہ
مسند احمد۔۔۔۔۔أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ھلال بن أسد الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف عبدالرزاق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ أبو بکر عبدالرزاق بن ھمام الصنعانی رحمۃ اللہ علیہ
مصنف ابن ابی شیبہ۔۔۔ أبو بکر بن ابی شیبہ، عبداللہ بن محمد بن إبراھیم رحمۃ اللہ علیہ
مسند ابی داؤد طیالسی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ أبوداود سلیمان بن داود الطیالسی رحمۃ اللہ علیہ
مسند الفردوس بمأثور الخطاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شیرویہ بن شھردار، الدیلمیّ رحمۃ اللہ علیہ
سنن الدارمی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ أبو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن الدارمی رحمۃ اللہ علیہ
الادب المفرد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ أبو عبداللہ محمد بن إسماعیل البخاري رحمۃ اللہ علیہ
مسند البزار۔۔۔۔۔۔۔۔ أبو بکر أحمد بن عمرو بن عبدالخالق المعروف بالبزار رحمۃ اللہ علیہ
سنن کبریٰ۔۔۔۔ أبو عبدالرحمن أحمد بن شعیب بن علي الخراسانی، النسائی رحمۃ اللہ علیہ

صحیح ابن خزیمہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محمد بن إسحاق بن خزيمہ النيسابوري رحمۃ اللہ علیہ
معجم طبرانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سلیمان بن أحمد بن أيوب بن مطير لخمی، شامی رحمۃ اللہ علیہ
بحر الفوائد کلا باذی۔۔۔ محمد بن ابی إسحاق بن إبراهيم الكلاباذي البخاري الحنفي رحمۃ اللہ علیہ
سنن دار قطنی۔ علی بن عمر بن أحمد بن مهدی بن مسعود بن النعمان الدار قطنی رحمۃ اللہ علیہ
مستدرک حاکم۔۔۔۔۔۔ أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدویہ رحمۃ اللہ علیہ
الترغیب والترهیب۔۔ ابو محمد عبد العظيم بن عبد القوي، زکی الدین المنذري رحمۃ اللہ علیہ
کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔۔۔۔۔۔ حضرت مولانا علامہ متقی ہندی رحمۃ اللہ علیہ
مشکوۃ المصابیح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت الشیخ ولی الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ
مجمع الزوائد۔۔۔۔۔۔ أبو الحسن نور الدين علی بن ابی بکر بن سليمان الهيثمي رحمۃ اللہ علیہ
شعب الایمان۔۔۔ أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخراسانی، أبو بكر بيهقی رحمۃ اللہ علیہ
عمل اليوم والليلہ۔۔ أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراسانی، النسائی رحمۃ اللہ علیہ
جامع الاحادیث۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
سنن الکبریٰ۔۔۔ حمد بن الحسين بن علي بن موسى الخراسانی، أبو بكر البيهقی رحمۃ اللہ علیہ
معجم ابن عساکر۔۔۔ ثقۃ الدين، أبو القاسم علی بن الحسن المعروف بابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ
شمائل ترمذی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سَوْرة، الترمذي رحمۃ اللہ علیہ

شروحات حدیث

فتح الباری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ
عمدۃ القاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محمود بن أحمد بن موسى الحنفی بدر الدين العينی رحمۃ اللہ علیہ
الفتح الکبیر فی الضم الزیادہ الی جامع الصغیر۔ عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ
مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح۔۔ علی بن محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروی القاری رحمۃ اللہ علیہ

حاشیہ سنن النسائی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
التیسیر بشرح الجامع الصغیر۔۔۔۔۔۔۔ عبد الرؤوف بن تاج العارفین المناوی رحمۃ اللہ علیہ
فیض القدیر۔۔عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین المناوی رحمۃ اللہ علیہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عیون الاثر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت مولانا علامہ ابن سید الناس رحمۃ اللہ علیہ
کتاب الشفاء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت مولانا علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
المستوفی فی اسماع المصطفے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حافظ ابن الدحیہ رحمۃ اللہ علیہ
البہجۃ السویہ فی الاسماء النبویہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق الرسول الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔۔۔ لجنۃ العلماء العرب رحمۃ اللہ علیہ
شرف المصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔۔۔ ابو سعد عبد الملک بن محمد بن ابراہیم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ
بشریٰ الکئیب بلقاء الحبیب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
الخصائص الکبری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع۔۔۔۔ عبد الرحمٰن بن محمد السخاوی رحمۃ اللہ علیہ
فضل الصلاۃ علی النبی وبیان معناھا۔۔۔۔۔ عبد المحسن بن حمد بن عبد المحسن رحمۃ اللہ علیہ
جلاء الافہام فی الصلاۃ علی محمد خیر الانام۔۔۔۔۔۔ شمس الدین بن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ
الدر المنضود فی الصلاۃ علی صاحب المقام المحمود۔۔۔۔ علی بن حجر ہیتمی انصاری رحمۃ اللہ علیہ
فضل الصلاہ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔۔۔۔ شیخ اسماعیل بن اسحاق الازدی الجہضمی رحمۃ اللہ علیہ
الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابو بکر بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ
فضائل درود شریف۔۔۔۔۔۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
فتح العلیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضرت الاستاذ شیخ موسی روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ---------- الشیخ علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ
حیات الانبیاء ---------------------------- حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
الشفاء بتعریف حقوق المصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ----------- ابوالفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
امتاع الاسماع ------------------------- تقی الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ
شرح الزرقانی علی مواہب اللدنیہ ---------- شہاب الدین قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

عام کتب

الاحکام ------------------------------- ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ
القبس --------------------------------- ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ
صحیفۃ المنار --------------------------- علامہ رشید رضا مصری رحمۃ اللہ علیہ
محاضرات الادباء والمحاضرات والشعراء ----------- امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ
طبقات الشافعیہ ------------------------ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ
میزان الاعتدال ------------------------ علامہ شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ
الدعا --------------------------------- علامہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ
الدعوات الکبیر ------------------------- امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ
العظمت -- ابو محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حبان الانصاری، ابوالشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ
الحبائک فی اخبار الملائک ---------------- علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور۔ عبدالرحمٰن بن ابی بکر جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
غایۃ الامانی فی الرد علی النبہانی ------------- ابوالمعالی محمود شکری رحمۃ اللہ علیہ
الدرۃ الشمسیہ فی اخبار المدینہ -------------- الشیخ محب الدین نجار رحمۃ اللہ علیہ
نہایۃ المحتاج فی شرح المنہاج ---------------- شہاب الدین الرملی رحمۃ اللہ علیہ

اعانۃ الطالبین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابو بکر الدمیاطی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ

تاریخ بغداد۔ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی المعروف خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ دمشق۔ابو القاسم علی بن حسن بن ھبۃ اللہ بن عبد اللہ الشافعی ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ

خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ

وفاء الوفاء باخبار دار المصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ

کتب ِفقہ

در مختار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

بدائع والصنائع۔۔۔۔۔ علاء الدین، أبو بکر بن مسعود بن أحمد الکاسانی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

بحر الرائق شرح کنز الدقائق۔زین الدین بن ابراھیم، (بابن نجیم المصری) رحمۃ اللہ علیہ

حاشیہ طحطاوی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ احمد بن محمد بن اسماعیل الطحاوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

مراقی الفلاح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی المصری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ

الفتاویٰ الحدیثیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ

فتاویٰ اسلامیہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شیخ عبد العزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ

کتب اللغہ

مفردات امام راغب اصفہانی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابو القاسم حسین اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

لسان العرب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جمال الدین منظور الافریقی رحمۃ اللہ علیہ

کتاب التعریفات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حمد بن علی الزین الشریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ

مجمل اللغہ لابن الفارس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابو الحسین احمد بن فارس زکریا قزوینی رحمۃ اللہ علیہ

مختار الصحاح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابو بکر بن عبد القادر حنفی رازی رحمۃ اللہ علیہ

کمال الاعلام بتثلیث الکلام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابو عبداللہ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ

المصباح المنیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوالعباس محمد بن علی حموی رحمۃ اللہ علیہ

تاج العروس من جواہر القاموس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ مرتضیٰ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ

الکلیات معجم فی المصطلحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ

المحیط فی اللغہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابوالقاسم عباد بن العباس طالقانی رحمۃ اللہ علیہ

صلاۃ وسلام علی سید الانام پر حضرات علمائے کرام نے، اہل فکر و نظر نے، اہل رسائل و جرائد و صحائف نے، اصحاب منبر و مسند نے، صحافیوں اور باذوق قارئین نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار مکتوبات، مراسلات اور صوتی پیغامات میں دیا، جسے ماہ نامہ آب حیات میں شائع کیا گیا، اب اسے باذوق لوگوں کے لیے یہاں پیش کیا جارہا ہے۔(العبد الضعیف محمود الرشید حدوٹی کان اللہ لہ)

صلاۃ وسلام علی سید الانام

پر علمائے کرام کی آرا

حضرت مولانا محمد احمد حافظ صاحب

روزنامہ "اسلام" کراچی

مولانا محمد احمد حافظ صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں "مولانا محمود الرشید حدوٹی مایہ ناز لکھاری ہیں، ماہ نامہ آب حیات کے وقتاً فوقتاً خصوصی نمبر شائع کرتے رہتے ہیں، جوان کی محنت، محبت و عشق رسول کے آئینہ دار ہوتے ہیں، ابھی حال ہی میں انہوں نے "صلوٰۃ وسلام" کے حوالے سے اہم نمبر شائع کیا ہے، اس اشاعت خاص میں صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت، صلوٰۃ وسلام کا معنٰی ومفہوم، فضائل ومسائل اور مقامات صلوٰۃ وسلام، طریقہ صلوٰۃ وسلام، الفاظ اور صیغے۔ غرض ہر پہلو سے ایک اچھی کاوش کر کے پیش کی ہے، ہماری نظر میں ایک دیوبندی رسالے کی صلوٰۃ وسلام کے حوالے سے خصوصی اشاعت اس لیے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ اکثر وبیشتر اس موضوع پر ایک خاص طبقے کی بالادستی تسلیم کرلی گئی ہے، جوکہ نادرست بات ہے، ماہ ربیع الاول میں جہاں اس اشاعت کو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی سعی ہونی چاہیے وہیں اہل دیوبند کے دیگر رسائل کے لیے بھی یہ خاص اشاعت پیغام فکر ہے

حضرت مولانا عبدالرؤف فاروقی صاحب

سیکرٹری جنرل جمعیت علماء اسلام پاکستان

الحمدللہ، ماہ نامہ آب حیات لاہور کا تازہ شمارہ ملا، آب حیات پی کر جی رہے ہیں، آپ کو اللہ نے لکھنے کی صلاحیت سے مالا مال کر رکھا ہے، ماہ نامہ آب حیات کا ہر شمارہ آپ کے خیالات وافکار کا ترجمان ہوتا ہے، مگر اس دفعہ تو "صلاۃ وسلام" نمبر شائع کر کے آپ نے دل ہی خوش کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ یہ عظیم الشان نمبر نکالنے پر اپنی بارگاہ سے اجر عظیم عطا فرمائے۔

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب

رئیس جامعہ ابوہریرہؓ، نوشہرہ}

ماہ نامہ "آب حیات" لاہور کی خصوصی اشاعت "صلاۃ وسلام" نمبر ملک بھر کے دینی جرائد ورسائل میں خصوصی امتیازاور فضل وتفوق سے شائع ہوا ہے ، مدیر اعلیٰ مولانا محمود الرشید حدوٹی کی جدت پسندی ، علمی ذوق ، عاشقانہ مزاج ، اور والہانہ انداز محبت نے اس میں علم کا نور بھر دیا ہے ، حدوٹی صاحب کا تعلق اگرچہ ایک نظریاتی جماعت سے بھی ہے، مگر ان کا علمی افق، حزبی اور گروہی حدبندیوں سے بہت بلند ہے ، ان کی یہ تازہ علمی کاوش پڑھ کر اس کے اگلے حصے کی اشاعت کا انتظار بڑھ گیا ہے۔

مولانا حدوٹی اندر سے روشن ہیں، باہر بھی روشنی پھیلانے کی سعی کر رہے ہیں، اُجالے کی طرح اُجلے ہیں، ان کی طبع افتاد میں گرمی زیادہ ہے، ان کی نرماہٹ میں بھی گرماہٹ کی لذت ہے ، مجھے تو ان کی خفگی میں بھی خنکی محسوس ہوتی ہے، خصوصی اشاعت کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ مدیر دین کو دنیا کے ساتھ جوڑنے کے راز سے بھی خوب واقف ہیں ، اپنے زمانے کو رسول اللہ ﷺ کے زمانے کے ساتھ مربوط کرنے کی خواہش ان کے اندر لبالب بھری ہوتی ہے، بے قراری کو سرشاری کرنا انہیں خوب آتا ہے ، میں سمجھتا ہوں کہ موصوف بڑے خوش نصیب ہیں ، اس لیے کہ اپنے نصیب پر خوش ہیں، کہ ان کے نصیب میں "صلاۃ وسلام "نمبر آیا ہے ، اس قدر جامع خوبصورت نمبر کی اشاعت کا اعزاز انہیں اس لیے بھی حاصل ہو رہا ہے کہ وہ اپنی لگن میں مگن رہتے ہیں ، اس لیے قضاوقدر نے انہیں سربلند، سرخرو اور سرفراز کر دیا۔

حضرت مولانا محمد بلال اشرف صاحب

مدیر "آسان سیرت النبی ﷺ"

حضرت مولانا محمد بلال اشرف صاحب مد ظلہ العالی لکھتے ہیں

استاذ محترم حضرت مولانا مفتی محمود الرشید حدوٹی صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ،ماہ نامہ "آب حیات" کا صلاۃ وسلام نمبر موصول ہوا، پڑھ کر خوشی بھی ہوئی اور ایمان بھی تازہ ہوا اور اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ ہم لوگ سکون وعزت کے متلاشی تو ہیں لیکن اس کے اصل طریقہ اور اصل راستہ سے بے خبر ہیں، آنجناب نے تمام مشکلات اور پریشانیوں کے اصل حل کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے کہ اگر آج ہم لوگ درود وسلام کو اپنا وظیفہ اور ہتھیار بنالیں تو آج ہم لوگ مشکلات سے باہر نکل آئیں گے ،"صلاۃ وسلام نمبر" نام بھی خوب ہے اورآپ کے کام کی تعریف کرنا مجھ جیسے ناکارہ کے لیے نہایت نامناسب ہے ،بہر کیف ماہ نامہ "آب حیات" اسم با مسمّٰی ہے اور باطل کے اندھیروں اور ظلمتوں میں جس بے باکی اور بہادری کے ساتھ آپ علم وامن کی شمع روشن کرنے میں کوشاں ہیں وہ قابل صد ستائش وتعریف ہے ،میری اور میرے تمام احباب کی دعائیں اور تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں ،اللہ جل شانہ سے دعاہے کہ وہ آپ کی حفاظت فرمائے ،ایک بار پھر صلاۃ وسلام نمبر شائع کرنے پر دلی مبارکباد قبول فرمائیں۔

حضرت مولانا صوفی محمد مشتاق صاحب

مدیر اعلی ماہ نامہ "الھادی" کراچی

ماشاءاللہ آپ کا رسالہ خوب ہے، آپ لکھنے کا حق ادا کرتے ہیں، ہمیں بہت خوشی ہوتی ہے، آپ حق گوئی کا حق ادا کرتے ہیں، آپ کی تحریر بہت اچھی ہے، اللہ نے لکھنے کا ملکہ عطا فرمایا ہے، اس دفعہ کا "صلاۃ وسلام" نمبر بھی بہت خوب ہے، اللہ نے آپ کو ذہن اور حافظہ عطا فرمایا ہے، دلائل سے لکھتے ہیں، آپ کا مطالعہ قابل رشک ہے، اللہ نے آپ کو ہر لحاظ سے نوازا ہوا ہے، آپ کے لیے دل سے دعا نکلتی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو روز افزوں ترقی نصیب فرمائے۔

{پروفیسر زاہد نعمانی صاحب لیکچرر ڈگری کالج نارووال}

استاذ مکرم آپ کا رسالہ مل گیا ہے، آپ کو میں نے فون کرنا تھا مگر آپ نے پہل کر دی ہے، ماشاءاللہ آپ نے اس بار صلاۃ وسلام نمبر شائع کرکے نہ صرف یہ کہ ہماری دل جیت لیے ہیں بلکہ حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ ہمارے استاذ جی کا زور قلم اور زیادہ کرے، ہماری نیک دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں، چند دنوں تک لاہور زیارت کے لیے حاضری دوں گا۔

{حضرت مولانا خلیل الرحمن راشدی صاحب رئیس جامعہ ابوہریرہؓ سیالکوٹ}

حضرت ماشاءاللہ ماہ نامہ "آب حیات" کا صلاۃ وسلام نمبر دیکھا ہے، بہت ہی کمال کا رسالہ ہے، اسے دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا ہے، میں کچھ تاثرات لکھنے کا موڈ بنا رہا

تھا مگر میری والدہ سعودی عرب روانہ ہو رہی ہیں جس کے باعث مصروفیت نے ایسا نہیں کرنے دیا، سوالحمد للہ آپ نے بہت اچھا میگزین تیار کیا ہے، پڑھ کر بہت مزہ آیا ہے، جس وقت رسالہ آیا اس وقت میرے پاس سیالکوٹ کے کچھ علماء کرام تشریف فرما تھے، ماہ نامہ آب حیات دیکھتے ہی انہوں نے رسالے سنبھالے اور وعدہ کیا کہ اس جمعہ پر ہم اپنے اپنے خطبات صرف صلاۃ و سلام پر ہی دیں گے، یہ نقدی فائدہ ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آپ کو صحت اور عافیت کے ساتھ اس سفر کو جاری رکھنے کی توفیق دیے رکھے۔

{حضرت مولانا عبد القادر لونی صاحب امیر جے یو ئی (ن) بلوچستان}

حدوٹی صاحب! ماشاءاللہ ماہ نامہ "آب حیات" پابندی سے مل رہا ہے، اس بار آپ نے صلاۃ وسلام نمبر شائع کیا ہے اور کمال کر دیا ہے، اس میں آپ نے خوب مواد پیش کیا ہے، بلکہ مواد پیش کرنے کا حق ادا کر دیا ہے، ہم تو پہلے ہی آپ کی خوبیوں اور صلاحیتوں کے معترف ہیں، ہم آپ کے مداح ہیں، آپ کو اللہ نے بے پناہ صلاحیتوں سے مالا مال کر رکھا ہے، آپ کی تحریریں ماہ نامہ آب حیات کی جان ہوتی ہیں، آپ کا اداریہ ایک خاصے کی چیز ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی کاوشوں کو اپنی عالی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے، اللہ آپ کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔

{حضرت مولانا عطاء اللہ بخاری صاحب رئیس دارالعلوم الخلیل خانیوال}

حدوٹی صاحب! ماشاءاللہ ماہ نامہ آب حیات لاہور مسلسل ملتا ہے، دیکھ کر نہ صرف یہ کہ دل خوش ہوتا ہے بلکہ دل سے دعائیں نکلتی ہیں، اس بار آپ نے ربیع الاول میں

صلاۃ وسلام نمبر شائع کر کے بڑا اچھا کیا ہے،آپ نے بہت ہی خوبصورت مواد دلائل وبراہین کے ساتھ پیش کیا ہے،آپ لکھنے کے بادشاہ ہیں،آپ کی صلاحیتیں تحریر کے کام میں لگ رہی ہیں،اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت عطا فرمائے،میری عرض یہ ہے کہ اپنے میگزین میں اکابر واسلاف کی تحریریں پیش کیا کریں،حضرت امام غزالی جیسے نابغۂ روزگار لوگوں کی تحریروں میں بڑی ہی جامعیت ہے ،بڑی گہرائی ہے اس لیے کوشش کر کے ہر ماہ انہیں بھی رسالے کی زینت بنایا کریں۔

{حضرت مولانا زبیر البازی صاحب رئیس جامعہ محمد موسیٰ البازیؒ لاہور}

ماشاء اللہ بہت خوب،آپ کا رسالہ ہر ماہ پابندی سے ملتا ہے،اللہ نے آپ کو لکھنے اور تحریر پیش کرنے کا ایک خاص ملکہ عطا فرمایا ہوا ہے،بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ماہ نامہ آب حیات نہ صرف پابندی سے شائع ہو رہا ہے بلکہ اہل علم و قلم کو کچھ کر گزرنے کی دعوت دیتا ہے،اس بار آپ نے صلاۃ وسلام نمبر پیش کر کے اہل علم و قلم کے نہ صرف دل جیت لیے ہیں بلکہ ان کی طرف سے فرض کفایہ بھی ادا کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت ارزانی نصیب فرمائے،ہماری دعائیں ہمہ وقت آپ کے ساتھ ہیں،اللہ تعالیٰ ترقی نصیب فرمائے۔

{حضرت مولانا عبدالرحیم چاریاری صاحب رئیس جامعہ حنفیہ فیصل آباد}

حضرت ماشاء اللہ،ماہ نامہ آب حیات کا شمارہ مل گیا ہے،الحمدللہ اس بار تو دل ہی خوش ہو گیا کہ آپ نے بہت ہی خوبصورت،جاذب دل ودماغ صلاۃ وسلام نمبر شائع کیا ہے اس میں موجود مواد دل ودماغ کو اپنی طرف نہ صرف کھینچتا ہے بلکہ پڑھنے اور عمل

کرنے کے جذبات بھی ابھارتا ہے ،میرے خیال میں اس میں آپ کی شبانہ روز کاوشیں اورآپ کی مخلصانہ کوششیں شامل ہیں ،آپ ایک عرصے سے قلمی جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے اس جہاد کو قبول و منظور فرمائے ،ہماری دعاہے کہ اللہ تعالیٰ ماہ نامہ آب حیات کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی عطافرمائے۔

{عطا محمد جنجوعہ صاحب رکن مجلس شوریٰ ماہ نامہ آب حیات لاہور}

یوں تو مجموعی لحاظ سے ماہ نامہ آب حیات لاہور کا تازہ شمارہ جو صلاۃ وسلام نمبر پر مشتمل ہے بہت ہی خوب ہے ، مسلم امہ کی پریشانیوں کا حل درود شریف میں بتایا گیا ہے ،دلائل اور براہین سے اسے مزین کیا گیا ہے ،میں عالم تو ہوں نہیں مگر اہل علم سے استفادہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہوں ،میں جہاں یہ خوبصورت نمبر شائع کرنے پر آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں وہاں مجھے صلاۃ وسلام کے حوالے سے لکھے گئے کچھ واقعات پر اشکالات بھی ہیں ،مجھے معلوم نہیں کہ میرے اشکالات درست ہیں بھی کہ نہیں لیکن بہر حال مجھے ان واقعات سے تشویش ضرور لاحق ہوئی ہے

{مولانا قاری محمد الیاس فاروقی صاحب ،رئیس جامعہ اشرفیہ سرگودھا}

ماشاء اللہ ،ماہ نامہ آب حیات لاہور کا تازہ شمارہ جو صلاۃ وسلام پر مشتمل ہے مجھے مل گیا ہے ، بہت خوب ہے ،اس میں درود شریف کے فضائل ،درود شریف پڑھنے کے مقاصد اور فوائد بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں ،یہ نہ صرف دنیوی خوش نصیبی ہے بلکہ آخرت کی کامیابی کی بھی ضمانت ہے ،آب حیات پڑھنے سے کتنے لوگ اس عظیم کام میں مشغول ہوجائیں ،ان سب کا اجر اللہ آپ کو عطا فرمائیں گے ،آپ نے ایمانی جذبات سے سرشار ہو کر یہ خاص نمبر مرتب کیا ہے ،اللہ تعالیٰ جزائے

خیر عطافرمائے ،آپ کی کاوشوں کو قبول فرمائے ،آپ کی تحریری اور قلمی صلاحیتوں کا اعتراف نہ کرنا انتہائی درجے کا بخل ہوگا، اللہ آپ کو مزید استقامت عطافرمائے ، مزید علمی سوغات امت مسلمہ کے سامنے پیش کرنے کی توفیق عطافرمائے رکھے۔

{مولاناحافظ غلام جیلانی صاحب، عربی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول گورینی ضلع ایبٹ آباد}

ماشاء اللہ حضرت اس دفعہ بہت ہی خوبصورت رسالہ شائع ہوا ہے ،دل خوش ہوگیا ہے ،پڑھنے میں بہت مزہ آرہا ہے، جس جس کی خدمت میں رسالہ پیش کیا ہے اس نے بہت ہی خوشی سے رسالہ خریدا ہے ،الحمد اللہ سارے رسالے ہاتھوں ہاتھ نکل گئے ہیں، کمال مضمون تھا،آپ کی تحریر بہت ہی لاجواب ہے ، بہت ہی مزیدار ہے ،پڑھتے جائیں تو مزہ دو بالا ہوتا جاتا ہے ،جی چاہتا ہے کہ اس رسالے کو بار بار پڑھوں اور بار بار دیکھوں ،ساتھیوں نے بہت پسند کیا ہے ،مولانا مفتی نادر خان صاحب کی خدمت میں بھی رسالہ ہدیۃً پیش کر دیتا ہوں ،انہوں نے بھی رسالہ بہت پسند کیا ہے

{حضرت مولانا قاری غفران صاحب خطیب الفتح مسجد گلبرک ،لاہور}

ماشاء اللہ "آب حیات "لاہور کی اشاعت خاص "صلاۃ وسلام "نمبر نورٌ علی نور ہے ، آپ کی شخصیت بھی ماشاء اللہ نور علی نور ہے ، بہت بڑی سعادت ہے کہ مجھے رسالہ آپ نے بنفس نفیس خود پیش کیا، میں اس کو دیکھ کر بہت ہی محظوظ ہوا ہوں ،اللہ تعالیٰ اسے پڑھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطافرمائے ، بہت بڑی سعادت ہے ، ایسے رسائل اور جرائد امت کی راہبری کا حق ادا کر رہے ہیں ،اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے اور آپ کی جانفشانیوں اور کاوشوں کو اپنی عالی بارگاہ میں مقبول ومنظور فرمائے۔

{حافظ عثمان ریاست صاحب نمائندہ خاص برائے بورے والا}

حدوٹی صاحب ماشاء اللہ ،اس بار تو کمال ہی کر دیا ہے ،رسالہ بہت ہی لاجواب اور باکمال تھا، جن جن دوست احباب کو پیش کیا ہے انہوں نے ہاتھوں ہاتھ اسے لیا ہے ،میں پڑھے لکھے لوگوں کی خدمت میں یہ رسالہ پیش کرتا ہوں،ان سب نے پسند کیا ہے اور تعریف کی ہے،اس میں موجود مضمون ہر شخص کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ اس کے ایمان ویقین کو بڑھا وا دینے والا بھی ہے ،مجھے امید ہے کہ آئندہ اسی طرح کی تحریریں پیش کی جاتی رہیں گی اللہ آپ کی کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

{حضرت مولانا مفتی نادر خان صاحب رئیس جامعہ اسلامیہ لورہ،ایبٹ آباد}

یوں تو آپ کے پاک قلم سے مرقوم ہر لفظ ایمان افروز،آپ کی ہر تحریر مردہ دلوں کے لیے حیات افزا،خوابیدہ جذبات کو بیدار کرنے کے لیے تریاق،لیکن آب حیات کا تازہ شمارہ "صلاۃ وسلام "نمبر بلا مبالغہ بیماران عشق کے لیے اکسیر اعظم ہے،عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی یہ تحریر اپنے قاری کو بار بار پڑھنے پر مجبور کر دیتی ہے،روایات اور واقعات کا باحوالہ اندراج آپ کے تحقیقی ذوق اور علمی دیانت کا عکاس ہے،اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ آپ کی تمام تحریری اور تقریری کاوشیں اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے۔

{حضرت مولانا قاری منسوب احمد رحیمی صاحب،رئیس مدرسہ حلیمہ سعدیہ،لاہور}

جناب ماہ نامہ آب حیات لاہور کی تازہ اشاعت مسمیٰ بہ "صلاۃ وسلام "نمبر مردہ دلوں کے لیے زندگی کا پیام ہے،عشاقان رسول کے لیے سرمہ بصیرت ہے،متلاشیان حق کے لیے مشعل راہ ہے،جویان حق کی علمی تشنگی بجھانے کا سامان ہے،ماہ نامہ آب حیات لاہور نے گزشتہ چودہ سالوں میں انمٹ تحریری نقوش ثبت کیے ہیں،میرے

خیال میں یہ جناب کی مخلصانہ مساعی کا نتیجہ ہے ،آپ ایک مشن سمجھ کر لکھتے ہیں اوراسے قلمی جہاد سمجھتے ہیں،اس لیے اللہ تعالیٰ اس میدان میں آپ کی مسلسل دستگیری فرمارہے ہیں ،آپ کی کاوشیں قابل تقلیداوراتباع ہیں ،آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

{حضرت مولانامفتی خالد حسین عباسی صاحب رئیس دارالعلوم مری}

ماشاءاللہ میں نے ماہ نامہ آب حیات لاہور کا"صلاۃ وسلام "نمبر سرسری لحاظ سے دیکھاہے، بہت ہی عمدہ اور تحقیقی میگزین ہے،اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلاۃ وسلام پیش کرنے کے آداب سے لے فضائل تک تمام مضمون تحقیقی انداز میں پیش کیا گیاہے،اس کے باعث اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا حق داربنائے ،ماہ نامہ "آب حیات "افراط و تفریط سے ہٹ کراکابر علماء حق کے مشن کواجاگر کررہاہے۔

اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عمدہ تحریر پیش کرتے ہوئے مسلک حق کوواضح بھی کیاگیاہے ،اللہ تعالیٰ سے دعاہے کہ وہ مولانا محمودالرشید حدوٹی صاحب کی علمی، تحقیقی اور تحریری کاوشوں کواپنی بارگاہ عالیہ میں قبول ومنظور فرمائے۔

{محترمہ ساجدہ عمرفاروق صاحبہ پرنسپل جامعہ مفتوحہ لاہور}

ماشاءاللہ ،ماہ نامہ آب حیات لاہور کاتازہ شمارہ آپ نے روانہ کیاہے ،مجھے مل گیاہے ، اس دیکھ کردل بہت خوش ہواہے ،اس دفعہ ماہ نامہ تحفہ خواتین کا شمارہ بھی بہت ہی خوبصورت تھااور ماہ نامہ آب حیات تواس سے بھی کئی درجہ زیادہ خوبصورت ہے ، اللہ تعالیٰ آپ کی کاوشوں کو اپنی عالی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے ،حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے۔

{جناب ملک احمد سرور صاحب مدیر ماہ نامہ "چشم بیدار" لاہور}

ماہ نامہ آب حیات لاہور کا صلاۃ وسلام نمبر ملا، فہرست پر ایک نظر ڈالی اور پھر بعض حصوں کا مطالعہ کیا، رحمۃ للعالمین سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ وسلام کے حوالے سے اس سے قبل اس قدر معلوماتی اور جامع کتاب، جریدہ میری نظر سے نہیں گزرا، بلاشبہ مجھ جیسے ایک فرد کے لیے ماہ نامہ آب حیات کا یہ شمارہ صلاۃ وسلام پر کسی انسائیکلوپیڈیا سے کم نہیں

ہے، جریدے کے مدیر محترم ومکرم حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب نے جس محنت اور عرق ریزی کے سے اسے مرتب کیا ہے وہ قابل تحسین ہے، ہر شخص کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے، تاکہ وہ صلاۃ وسلام کی برکتوں اور اس کے اجر وثواب سے آگاہ ہو سکے، یہ آگاہی اس کی دنیا اور آخرت کے لیے سود مند ہو گی، ان فرقہ پرست مولویوں اور مفتیوں کو بھی اس شمارے کا مطالعہ کرنا چاہیے جو موحدین پر منکرین صلاۃ وسلام ہونے کا الزام لگاتے ہیں، ماہ نامہ آب حیات کا شمارہ فروری بھی صلاۃ وسلام نمبر ہو گا، اس کی اشاعت کے بعد انشاء اللہ پورے میگزین کا تنقیدی جائزہ لیا جائے گا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب کو دینی کام بطریق احسن کرنے کی توفیق عطا فرمائے رکھے، اوران کے اس کام کو ان کے لیے آخرت میں جنت کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

{حضرت مولانا ظفر الاسلام سیفی صاحب ناظم جامعہ فاروق اعظم مری}

ماہ نامہ آب حیات نے مقصود حیات بلکہ محبوب حیات جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مطہرہ پر جو قلمی کارنامہ سر انجام دیا ہے وہ علمی دنیا کا قابل قدر و قابل ستائش قدم ہے، مولانا محمود الرشید حدوٹی نے اپنی اس قلمی جدوجہد سے احقر کے نزدیک کوہسار کے

ذرے ذرے کو اپنا علمی مقروض اور احسان مند کر دیا، یقیناً آپ کوہسار کے ایک ایسے علمی فرزند ہیں جو ہم کوتاہ نظروں کے لیے امید کی ایسی کرن ہیں جو اپنی ذات میں ہمہ گیریت سموئے ہوئے مجاہد، محقق، غمگسار امت غرض ہر رنگ میں ہمیں نظر آتے ہیں، احقر آپ سے بہت سی آراء میں اختلاف کرنے کے باوجود آپ کی اس عظیم کاوش پر آپ کے بلند علمی مرتبت کا نہ صرف معترف ہے بلکہ آپ پر فخر کرتا ہے، اللہ آپ کو ان جلیل القدر علمی خدمات کا بہت ہی بہتر اجر وبدلہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ والسلام، آپ کا معتقد، ظفر الاسلام سیفی۔

{حضرت مولانا محمود الحسن محمود صاحب نائب رئیس جامعہ ام القریٰ اسلام آباد}

حضرت! میں نے آپ کو اس لیے فون کیا ہے کہ ماشاء اللہ ابھی ابھی ماہ نامہ آب حیات لاہور کا صلاۃ وسلام نمبر ملا ہے، ماشاء اللہ رسالہ دیکھ کر دل خوشی سے جھوم اٹھا ہے، آپ نے بہت محنت ومشقت سے اس میں مواد کو سمویا نہیں بلکہ پرویا ہے، آپ نے صلاۃ وسلام پر میگزین پیش کرنے کا حق ادا کر دیا ہے، ماشاء اللہ میری نظر سے آج تک اتنا مواد کسی میگزین وکتاب میں نہیں گزرا، اللہ تعالیٰ اس کاوش پر آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ حضرت مجھے آپ سے ایک گلا وشکوہ بھی ہے کہ میں ماہ نامہ آب حیات لاہور کے بانی مدیران میں سے ایک ہوں مگر آپ نے اس عظیم الشان نمبر میں کسی جگہ اس کا تذکرہ تک نہیں کیا۔ یہ سراسر زیادتی ہے۔

{حضرت مولانا راحیل انار عباسی صاحب مدرس جامعہ فاطمہ تلوٹ، مری}

ماہ نامہ آب حیات کا "صلاۃ وسلام نمبر" اپنے گزشتہ شماروں کی طرح بہت عمدہ ہے، درود وسلام کے فضائل ومناقب کو نہایت احسن انداز میں ایک ہی لڑی میں پرویا گیا ہے، بہت عمدگی سے اور تحقیقی انداز میں تمام مواد یکجا کیا گیا ہے، جو کہ قارئین

کے لیے کسی غنیمت سے کم نہیں، اللہ حضرت اقدس محمود الرشید حدوٹی صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے، جنہوں نے اس پر فتن دور میں بھی اسلامی صحافت کا علم پوری دلیری سے بلند کیا ہوا ہے۔

{حضرت مولانا شفیق الحسینی صاحب خطیب جامع مسجد جنڈ، اٹک}

محترم المقام، مدیر اعلیٰ ماہ نامہ آب حیات لاہور، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

دعا ہے کہ بارگاہ رب قدوس میں کہ ذات حق آپ کو دین و دنیا کی بھلائیاں اور ترقیاں نصیب فرمائے، ماہ نامہ آب حیات کا خصوصی شمارہ کے بارے میں اشتہار پڑھا، عنوان دیکھ کر طلبِ شدت نے خط لکھنے پر مجبور کر دیا، اس خصوصی شمارہ کا ایک نسخہ بندہ کے نام ارسال کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

حضرت مولانا محمد ازہر صاحب مدظلہ مدیر ماہ نامہ الخیر ملتان}

ماہ نامہ آب حیات کا شمار ملک کے مقبول دینی جرائد میں ہوتا ہے، انٹرنیٹ اور فیس بک کے اس دور میں دینی رسائل کا وجود اور ان کے قارئین کا حلقہ برقرار رکھنا جان جوکھوں کا کام ہے، مگر جن حضرات کو اللہ تعالیٰ نے ہمت مردانہ عطا فرمائی ہے ان کی مدد بھی خود فرماتے ہیں، برادر عزیز مولانا محمود الرشید حدوٹی مدیر اعلیٰ ماہ نامہ آب حیات قارئین کی دینی رہنمائی اور اصلاح وارشاد کی نیت سے وقتاً فوقتاً خاص نمبر شائع کرتے رہتے ہیں، جنوری ۲۰۱۵ کا شمارہ ربیع الاول کی مناسبت سے صلاۃ وسلام نمبر ہے، جس میں امام الانبیاء والمرسلین حضرت نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس پر درود وسلام بھیجنے کے آداب، فضائل و ثمرات و برکات کا خوب تذکرہ ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس سے سچی محبت اور جذبۂ اطاعت نصیب فرمائیں۔ الخیر فروری 2015۔

{مولانا قاری محمد حنیف جالندھری صاحب ناظم اعلیٰ وفاق المدارس

برادر مکرم مولانا محمود الرشید حدوٹی حفظہ اللہ کی زیر ادارت شائع ہو کر منصہ شہود پر آنے والا قومی ایوارڈ یافتہ میگزین ماہ نامہ آب حیات لاہور کبھی کبھار باصرہ نواز ہوتا ہے، ماشاء اللہ ماہ نامہ آب حیات مولانا محمود الرشید حدوٹی کے ایمانی جذبات کا ترجمان ہے، جس میں کسی بھی مسلک اور مشرب کی ترجمانی کی بجائے خالص اسلام کی اشاعت وترویج کے لیے عرصہ دراز سے تحریریں پیش کی جارہی ہیں، حال ہی میں مولانا حدوٹی نے صلاۃ وسلام پر خصوصی اشاعتیں پیش کی ہیں، اس پر مولانا کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں، انہوں نے بعض لوگوں کی طرف سے اٹھنے والے اس شر انگیز الزام کا بھی دندان شکن جواب دے دیا ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ درود شریف کے منکر ہیں، آب حیات کی حالیہ اشاعتیں ایک سند کی حیثیت سے ہر اس شخص کا منہ بند کرنے کے لیے کافی اور شافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ماہ نامہ آب حیات کو دن دونی رات چوگنی ترقی دے۔

{مولانا تنویر الحسن احرار صاحب، ایڈیٹر الاحرار نیوز تلہ گنگ}

استاذ المکرم حضرت اقدس مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب دامت برکاتہم

امید قوی ہے کہ بہترین صحت کے ساتھ ماہ نامہ آب حیات کی آب یاری میں مصروف ہوں گے، اللہ عزوجل آپ کا سایہ تادیر ہم طالبان علوم نبوت کے سروں پر قائم ودائم رکھے، ماہ نامہ آب حیات ربیع الاول کا شمارہ چمکتے دمکتے ہوئے صلاۃ وسلام نمبر کی صورت میں موصول ہوا، جسے دیکھ کر ایمان کو تازگی ملی، ہر صفحہ اپنے اندر عجیب محبت وچاشنی اور نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے منور ہو کر خاص کیفیت کیے ہوئے تھا، شیخ محمد زکریاؒ اور شیخ موسیٰ روحانی بازی نے اپنے اپنے ادوار میں جو اس عنوان پر کام کیا ہے، حضرت جی! آپ نے اس کا تتمہ کردیا ہے، آپ نے اس شمارے میں صلاۃ

وسلام کا نام تجویز کر کے کئی بیماروں شفاء ملنے کی امید پیدا کر دی ہے،استاذ جی ! یوں تو ماہ نامہ آب حیات نے ہر دور میں کلمۂ حق کہا ہے اور آپ کے قلم حق نے ہر دور میں حق لکھا ہے۔

{عبد العزیز مینڈرو صاحب، سجاول، ٹھٹھہ سندھ}

مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب مدیر ماہ نامہ "آب حیات "لاہور، برادرم سجاول ٹھٹھہ میں ایک تاریخی،اسلامی، علمی ،ادبی پبلک لائبریری قائم ہے ،اس لائبریری کے ذریعے یہاں کے شہریوں وطلبہ کو ہر سہولت بلا معاوضہ پیش کی جاتی ہے،تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ استفادہ کر سکیں،آپ کی مہربانی ہو گی کہ ہمارے ریفرنس سیکشن شعبۂ قرآن اور فری ریڈنگ روم کے لیے کتابیں ، میگزین اور دیگر لٹریچر کا عطیہ کریں گے تو احسان ہو گا۔آپ کے دیئے ہوئے عطیے سے لائبریری کی رونقوں میں اضافہ ہو گا۔

{مولانا محمد عمر عثمانی صاحب امیر جمعیت علماء اہل سنت والجماعت گجرات}

ماشاء اللہ !ماہ نامہ "آب حیات "لاہور پابندی سے باصرہ نواز ہو رہا ہے ،ایمان وایقان کو جلادے رہا ہے،آب حیات کی تحریریں چنیدہ اور دل کو موہ لینے والی ہوتی ہیں لیکن جنوری اور فروری کے میگزین جن میں "صلاۃ وسلام "پر آپ نے خصوصی تحریر پیش کی ہے ،یقین جانیے کہ علم و عمل کے جذبات کو ابھارنے کا سامان ہے ،میں نے کسی لائبریری میں ،کسی میگزین میں اس طرح کا معلومات افزا مواد نہیں دیکھا ہے ، میرے خیال میں یہ آپ کے جذبہ ، لگن ،شوق اور اپنے مشن کے ساتھ مخلصانہ لگاؤ کا نتیجہ ہے،اللہ تعالیٰ آپ کی ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمالے۔

{مولانا محمد توصیف عباسی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور}

حضرت الاستاذ! ماشاء اللہ پابندی سے ماہ نامہ آب حیات کو دیکھتا ہوں، بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے، آب حیات تو ہمارا محسن میگزین ہے ،آپ کی اسلامی صحافت کے لیے فروغ کے لیے بہت سی خدمات ہیں ،حالیہ دو میگزین بعنوان صلاۃ وسلام پڑھ کر ایمان کو تازگی ملی ،یقیناًیہ ایسا میگزین ہے جس میں بہت ہی ایمانی مواد سمویا گیا ہے ،تمام اہل علم کی لائبریری کی اہم ترین ضرورت ہے۔

{مولانا قاری محمد سعید عباسی صاحب رئیس جامعہ اسلامیہ سنی بنک مری}

برادر مکرم و محترم حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی دامت برکاتہ العالیہ

ماہ نامہ "آب حیات" لاہور کے صلاۃ وسلام کے دو نمبر یکے بعد دیگرے ملے ، اس گراں قدر عطیہ پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں،اللہ آپ کو جزائے خیر عطافرمائے، مطالعہ شروع کیا تو مسلسل مطالعہ کرتا ہی چلا گیا،بہت ہی محظوظ ہوا،اس میں الحمد للہ نکات بھی ہیں اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ جات بھی ، فضائل بھی ہیں اور مقامات بھی،اس میگزین کے مطالعہ سے بہت سے لوگوں کو محبت رسول ملے گی ،بلکہ اس میں اضافہ ہوگا، محترم حدوٹی صاحب! ماہ نامہ "آب حیات" میں اس عظیم ہستی کا تذکرہ ہے جس کے بارے میں ایک شاعر نے چالیس ہزار اشعار لکھے ،اس کے بعد اسے اعتراف کرنا پڑا کہ تھکی ہے فکر رسا مدح باقی ہے، قلم ہے آبلہ پا مدح باقی ہے ، ورق تمام ہوا مدح باقی ہے ،تمام عمر لکھا مدح باقی ہے، جامع مسجد علی المرتضیٰ میں روزانہ درود شریف کی محفل ہوتی ہے، انشاء اللہ ماہ نامہ "آب حیات" لاہور کو آئندہ چھوٹے طالب علموں میں پڑا جائے گا۔

{مولانا محمد طاہر عباسی صاحب رئیس جامعہ عثمانیہ اوسیاہ مری}

محترم مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب، الحمدللہ آپ کی طرف سے ارسال کردہ ماہ نامہ آب حیات مشتمل بر دو قسط ملا، کئی مقامات سے اسے جستہ جستہ دیکھا ہے، ماشاء اللہ صلاۃ وسلام کے حوالے سے آپ نے بہت خوبصورت، دیدہ زیب، جاذب دل مواد پیش کیا ہے، اس میں امہات الکتب کے حوالہ جات ہیں، اصل ماخذ تک رسائی کو آپ نے آسان بنادیا ہے، میرے مطالعہ میں آج تک ایسا مواد نہیں آیا، کسی کتاب میں شاید اس قدر مواد یکجا ہے ہی نہیں اگر ہے تو اس تک رسائی ممکن نہیں ہے، آپ نے دریا بکوزہ سپرد احباب کیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی کاوشہائے قلمیہ کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول و منظور فرمائے۔

{مولانا قاری ذکاء الرحمن اختر قادری صاحب رئیس جامعہ نور الہدیٰ، لاہور}

مولانا! ہم دلی طور پر آپ کے ساتھ ہیں، ماہ نامہ "آب حیات" پابندی سے مل رہا ہے، آپ کی علمی کاوشیں نہ صرف یہ کہ قابل ستائش ہیں بلکہ قابل داد و تحسین بھی ہیں، جنوری اور فروری کے آب حیات میں آپ نے صلاۃ وسلام کے حوالے سے بہت ہی قیمتی مواد پیش کیا ہے، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اکابرین واسلاف کی کتابوں کے جابجا حوالے دیے ہیں، جن سے ماہ نامہ آب حیات کی استنادی حیثیت نہ صرف یہ کہ واضح ہوتی ہے بلکہ اس پر بھرپور اعتماد کیا جاسکتا ہے، صلاۃ وسلام نمبر پیش کرنے کا بہت ہی فائدہ ہوگا، اس سے ان لوگوں کے پروپیگنڈے اپنی موت آپ مرجائیں گے جو ہمارے بارے میں خیال کرتے ہیں کہ یہ شاید درود کو نہیں مانتے، حالانکہ ہر عاقل اور بالغ آدمی کو اتنی بات تو سمجھ لینا چاہیے کہ جو درود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو سکھایا وہی افضل اور اعلیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان علمی کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔

{مولانا قاری منسوب احمد رحیمی صاحب رئیس مدرسہ حلیمہ سعدیہ لاہور}

الحمدللہ میں نے جنوری کا ماہ نامہ آب حیات دیکھا ہے، کئی مقامات سے مطالعہ کیا ہے، بہت اچھا لگا ہے، بہت خوبصورت حوالہ جاتی مضمون ہے، نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آپ نے اپنے گلہائے عقیدت پیش کر کے اپنی نجات کا سامان کر لیا ہے، ہماری دعائیں ہمہ وقت آپ کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی ان گرانقدر علمی خدمات کو اپنی جناب میں قبول فرمائے۔

{مولانا قاری داؤد احمد نقشبندی صاحب ناظم اعلیٰ مدرسہ حلیمہ سعدیہ لاہور}

حضرت! ماشاءاللہ ماہ نامہ آب حیات لاہور کبھی کبھار دستیاب ہو جاتا ہے، جس پرچے کو بھی اٹھائیں الحمدللہ اسے دیکھنے سے ایک سکون اور راحت قلبی ملتی ہے، اس بار جنوری کے میگزین میں آپ نے صلاۃ وسلام نمبر پیش کیا ہے، الحمدللہ بہت ہی قیمتی مضمون اپنے اندر بہت ہی دلائل لیے ہوئے ہے، مریضان ضد و عناد کے لیے آب حیات آب شفا بن گیا ہے، معترضین کے اعتراضات کا قلع قمع کیا گیا ہے، معاندین کے بغض و عناد کے خاتمے کا ذریعہ ہے، اللہ سے دعا ہے کہ وہ ماہ نامہ آب حیات اور آپ کو دن دونی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔

{مولانا محمد بلال اشرف صاحب امیر تحریک سیرت النبی ﷺ پاکستان}

حضرت جس دن ہماری فون پر بات ہوئی تھی اس کے اگلے روز ہی ماہ نامہ آب حیات لاہور مل گیا تھا، ماشاءاللہ صلاۃ وسلام کا حصہ دوم پہلے سے بھی زیادہ جاذب دل ونگاہ ہے، رسالہ دیکھ کر بہت ہی خوشی ہوئی کہ آپ نے ان لوگوں کے ہاتھ سے وہ نعرہ چھین لیا ہے جس کے بل بوتے پر وہ ہمیں اور ہمارے اکابر کو منکر درود سمجھتے تھے آپ نے اس دور پر فتن میں اس موضوع پر لکھ کر یہ بات ثابت کر دی کہ صلاۃ وسلام پر کسی

اجارہ داراور پتھاریدار کی اجارہ داری قبول نہیں کی جاسکتی ، شہروں سے زیادہ اس مضمون کی افادیت اوراہمیت دیہاتی علاقوں میں سمجھ میں آتی ہے،آپ نے ہمارے ہاتھوں میں ایک ایساچراغ تھمادیاہے جس سے ہم گلی گلی نگر نگرروشنی پھیلا سکتے ہیں۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چارسوسے زائد نام یکجاکرکے اپنی نجات کاسامان کردیاہے،میں انشاءاللہ ان ناموں کوشائع کرنے کاارادہ کررہاہوں۔

{مولاناالطاف اللہ صاحب ناظم اعلی جامعۃ العلوم تعلیم القرآن کوئٹہ}

الحمدللہ ماہ نامہ "آب حیات "لاہور ہر ماہ پابندی سے ملتاہے ،پابندی سے اس کامطالعہ کرتاہوں ،پڑھ کرخوشی ہوتی ہے کہ قحط الرجال کے اس دور میں حضرت مولانا محمودالرشید حدوٹی قلم کے میدان کے شاہسوارہیں،بلکہ روشنی کامینارہیں،آپ حق وصداقت کی آوازبلند کررہے ہیں بلکہ قلمی جہادمیں مصروف ہیں،پرفتن دورمیں علماء حق اوراسلام کی ترجمانی کرناکوئی معمولی کام نہیں ہے،ملک عزیزمیں جس طرح فتنوں کوہوامل رہی ہے اس سے بڑھ کراہل حق کودفاع اسلام اوردفاع مراکزاسلامیہ کے لیے اپنے آپ کوکھپاناچاہیے ،الحمدللہ مولاناحدوٹی نے ہردورمیں حق لکھاہے اورحق کاساتھ دیاہے،اللہ تعالٰی سے دعاہے کہ وہ انہیں سلامت رکھے اوران کی قلمی کاوشوں کواپنی بارگاہ میں قبول فرمائے،آب حیات کودن دونی رات چوگنی ترقی سے مالامال کرے۔

{عبدالحمید خان صاحب جاغی،دالبندین،بلوچستان}

السلام علیکم،حضرت مولانا محمودالرشید حدوٹی صاحب،مجھے ماہ نامہ آب حیات کے صلاۃ وسلام نمبر کے بارے میں اطلاع ملی ہے،میرادل چاہتاہے کہ اس عظیم نمبرسے میں بھی خاطر خواہ استفادہ کروں،میں نے آپ کے نام پر کل رقم منی

آرڈر کردی ہے ،اس لیے جو نہی رقم ملے فوری طور پر مجھے رسالہ بھجوادیں ،نوازش ہو گی۔

{حمزہ طور صاحب ناظم اعلی ادارہ نصرۃ الائمہ پاکستان}

دعاہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور آپ کی دینی، ملی، سیاسی خدمات کو شرف قبولیت سے نوازے ،آمین ثم آمین ،آپ کے میگزین ماہ نامہ آب حیات کا ایک شمارہ نظر سے گزرا الحمدللہ اس میں بہت اچھی تحریریں تھیں ، بہت پسند آئیں ،یقیناً بلاشبہ اس قسم کے علمی رسائل اور جرائد بہت ہی کم دیکھے جاتے ہیں ،محترم ہم نے یہاں ایک لائبریری قائم کرر کھی ہے، جس میں بڑی تعداد میں لوگ اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے آتے ہیں ،میری آپ سے گزارش ہے کہ اپنا قیمتی ،معلومات افزا رسالہ "ماہ نامہ آب حیات" ہماری لائبریری کے لیے جاری کر دیں، نوازش ہو گی۔

{مولانا قاری سیف اللہ سیفی صاحب رئیس جامعہ فاروق اعظم مری}

محترم االمقام مولانا حدوٹی صاحب ، سلام مسنون ،ماہنامہ آب حیات کا صلوۃ وسلام نمبر بارگاہ نبوی ﷺ میں یقیناً ایسا خوبصورت گلدستہ ہے جس کہ مہک جہاں جہاں پہنچے گی وہاں وہاں عشق رسول کی فضا قائم ہو گی، آپ کی اس کاوش سے علمائے دیوبند کی نبی مہرباں سے محبت نمایاں نظر آتی ہے، عشق رسول ﷺ کسی پیر یا مولانا کی میراث نہیں بلکہ تمام مسلمانون کی مشترکہ میراث ہے، علماء دیوبند کے خلاف ہرزہ سرائی اور گستاخی کا طعنہ دینے والوں کو آپ نے اچھا پیغام دیا ہے کیونکہ حضرت محمد عربی ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرط اول ہے، اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے، خطہ کوھسار کے باسی ہونے کے ناطے آپ کی جواں سال قلم کی جولانی

ایک گرجدار آواز ہے، "آبِ حیات" اہلِ ایمان کو وہ پانی فراہم کر رہا ہے جس سے ایمانی حیات وابستہ ہے آپ کی صحافتی خدمات کو نظریاتی اور جماعتی احباب قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر کبھی کبھی آپ کے قلم کی طغیانی کا رخ اپنوں کی طرف بھی ہو جاتا ہے اس میں خصوصی رعایت فرمائیں۔

صلوۃ وسلام نمبر کے ساتھ آب حیات کا چودہ سالہ صحافتی سفر آپ کو مبارک ہو، صلوۃ وسلام نمبر کے قارئین کو ایک خوبصورت پیغام۔ سارے صنم مسمار کر خیر البشر سے پیار کر۔ رکھ کر نبی کو سامنے ارائش کردار کر۔ والسلام آپ کا اپنا، قاری سیف اللہ سیفی، امیر جمعیت علمائے اسلام مری۔

{اللہ دتہ مجاہد صاحب امیر جمعیت تحفظ اسلام پاکستان ضلع قصور}

ماشاء اللہ ماہ نامہ آب حیات لاہور کے وہ رسالے جو صلاۃ وسلام نمبر کے عنوان سے معنون ہیں بہت خوب ہیں، مولانا محمود الرشید حدوٹی کی زیر نگرانی شائع ہونے والے تمام ہی رسالے بہت خوبصورت، دیدہ زیب، دلکش اور دل موہ لیتے ہیں، پرویز مشرف کے دور میں انہوں نے قلمی حق ادا کر دیا تھا، ایک ڈکٹیٹر کے خلاف مولانا حدوٹی کی تحریری خدمات کو کبھی نہیں بھلایا جائے گا، اب جن لوگوں نے اسلام آباد میں دھرنے اور بھنگڑے ڈال کر ملکی معیشت کو تباہ وبرباد کیا تھا ان کے خلاف بھی مولانا نے حق ادا کر دیا، مجھے اس سلسلے میں ہر ماہ دس رسالے روانہ کر دیا کریں، پچھلے رسالے فری تقسیم کے لیے ارسال کر دیں، نوازش ہوگی۔

مولانا قاری عبد السلام عباسی حدوٹی صاحب

رئیس جامعہ دار القرآن، علیوٹ، مری

الحمد للہ ماہ نامہ آب حیات لاہور کو صلاۃ وسلام نمبر شائع کرنے کی توفیق دی ہے ، اسے جس محنت سے تیار کیا گیا ہے اس سے بڑھ کر شائقین نے اسے پسند کیا ہے ، میں نے جامع مسجد فریدیہ حنفیہ کے اجتماع میں احباب سے عرض کیا تو تمام میگزین ہاتھوں ہاتھ نکل گئے ،اللہ تعالیٰ ادارے کی اس کاوش کو قبول فرمائے ، اللہ اس عظیم کاوش کو قبول فرمائے۔میری خواہش ہے کہ آئندہ سیرت سے متعلقہ مضامین کو شرح وبسط کے ساتھ یکجا کیا جائے ،ملک بھر کے تمام احباب سے عرض ہے کہ وہ ماہ نامہ آب حیات لاہور کی مکمل سرپرستی فرمائیں تاکہ اسلامی صحافت کا نقیب اور ترجمان ماہ نامہ "آب حیات" اپنا سفر جاری وساری رکھے۔

مولانا عبد القیوم حقانی صاحب

رئیس جامعہ ابوہریرہؓ، نوشہرہ کے پی کے

مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب علم اور علومِ نبوت بالخصوص سیرتِ نبوی کے سچے عاشق ہیں، انہیں تحصیل اور فروغِ علم میں مشقت آمیز وصبر آزما، سفر دراز میں بے پناہ لذت ملتی ہے، مولانا حدوٹی بھی سلفِ صالحین اور اپنے اکابر کی طرح علم و تحقیق اور اس کی اشاعت وترویج میں مکارِہ (ناپسندیدہ مصائب، تکالیف) کو برداشت کرتے بلکہ انہیں شیریں سمجھنے کے عادی ہیں۔

علم ،علومِ نبوت اور سیرتِ نبویہ کے ساتھ موصوف کے عشق وخلوص کی ایک دلیل ان کے اپنے جریدے ماہ نامہ "آب حیات" کے صلاۃ وسلام نمبر کی تاریخی اشاعت بھی ہے ،جس کا دوسرا حصہ کل ہی پہنچا،آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل

ہوا "آب حیات" کی طرح اس کی خصوصی اشاعت صلاۃ وسلام نمبر حصہ دوم بھی مولانا حدوٹی کا ایک مستقل کارنامہ ہے ،اس کے ذریعے انہوں نے جس طرح ٹھوس بنیادوں پر محبت و عشقِ رسول ﷺ کی دعوت دی اور عاشقانِ رسول ﷺ کی راہنمائی کی ، قلب وذہن کے سلجھے ہوئے اسلوب میں جو عاشقانہ، محبانہ، روحانی خوراک پہنچائی متردد ذہنوں کو تشفی بخشی ، عقل مندوں کو مطمئن کیا، بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم آنے کا راستہ ہموار کیا، یہ سب کچھ موصوف کے تڑپتے اور دھڑکتے دل کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

{مولانا صوفی مشتاق احمد عباسی صاحب رئیس ادارہ صدیقیہ کراچی}

عزیز المکرم جناب حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی ثم عباسی مدافکارھم وظلالھم ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ، بعد سلام المسنون ، گزارشِ احوال یہ کہ "آب حیات" کا صلاۃ و سلام دوم ملا، ماشاء اللہ خوب سے خوب تر ہے ، حضور ، قائد الخیر ، امام الرحمۃ ، خاتم النبیین ﷺ سے عقیدت و محبت ، وابستگی بہت بڑی سعادت ہے ، اور اس وابستگی اور فیض حاصل کرنے کا اعلیٰ درجہ وذریعہ صلاۃ وسلام ہے ، خوش قسمت وسعادت مند وہ شخص ہے جس کو یہ نعمت عظمیٰ مل گئی، آپ انہی سعادت مندوں میں سے ایک ہیں، جن کو یہ نعمت ملتی ہے، انشاء اللہ آپ کا رسالہ بارگاہ الٰہی اور بارگاہ رسالت میں قبول و منظور ہو گیا ہے اور آپ مظفر و منصور ہو گئے، خوش نصیب ہے وہ

قلم جو شان رسالت لکھے ، مبارک ہے وہ زبان جس پر صلاۃ وسلام جاری ہو، خوش نصیب ہے وہ دل جس میں محبوب رب العالمین ﷺ کی محبت ہو۔ قیمتی ہے وہ وقت جو صلاۃ وسلام میں گزرے، مبارک ہیں وہ لمحات جن میں صلاۃ وسلام کی سعادت نصیب ہو۔ محترم حدوٹی صاحب آپ جیت گئے ، آپ سعادت پا گئے ، آپ قسمت کے دھنی ہو گئے کہ کائنات کی عظیم ترین نعمت ، سعادت آپ کے حصے میں آئی

،آپ شکرادا کریں اور بار بارادا کریں کہ آپ مقبول ہوگئے ،آپ کی نسبت آقا مدنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگئ ہے ،صلاۃ وسلام رحمت ہی رحمت، خیر ہی خیر، برکت ہی برکت، سعادت ہی سعادت ہے ،جس ولی کو جو مقام عالی، مرتبہ علیا ملاہے وہ صلاۃ وسلام ہی کی وجہ سے، حضرت امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ ملاہے وہ صلاۃ وسلام ہی کی وجہ سے ملاہے ،وہ لب جو صلاۃ وسلام میں ہل رہے ہیں، جو وظیفہ فرشتوں کا ہو، نبیوں کا ہو، ولیوں کا ہو، بادشاہوں کا ہو،اس کے پانے میں حاصل کرنے میں اگر صدیاں بھی بیت جائیں تو کم ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی اس عظیم خدمت کو قبول فرمائیں اور دونوں جہاں میں اپنی شایانِ شان اجرِ عظیم عطا فرمائیں ،آمین یاربَّ العالمین، ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرمالیں، شکریہ

مولانا عبدالمالک بھٹو صاحب

خطیب مسجد کریم داد خاصخیلی ٹنڈو جام ،سندھ }

مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی محبت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے علماء دیو بند کی سچی ترجمانی کی ہے اللہ تعالیٰ برادر حدوٹی صاحب کی محنت کو قبول فرمائے اور اس صلاۃ سلام نمبر کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے نجات کا ذریعہ بنائے اور یقیناً صدق دل سے محبت رسول کا ثبوت برادر حدوٹی نے بطور سند پیش کیا ہے امید ہے تیسرا شمارہ بھی پہلے دو شماروں کی طرح مقبول ہو گا رسالہ پڑھنے والوں سے گذارش ہے اللہ پاک سے دعا کرنا کہ رب ذوالجلال ماہ نامہ آب حیات رسالہ کو ترقی دے! امین

مولانا مفتی نادر خان صاحب

رئیس جامعۃ العلوم الاسلامیہ، لورہ، ایبٹ آباد

ماشاء اللہ ماہ نامہ آب حیات کا تازہ شمارہ ملا، پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا، بہت ہی مضبوط اور محکم دلائل کے ساتھ آپ نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیے جانے والے صلاۃ وسلام کو واضح کیا، بڑے بڑے علماء کرام نے اپنے خوبصورت تاثرات بیان کیے ،مولانا قاری سیف اللہ سیفی صاحب کے صاحبزادے مولانا ظفر الاسلام سیفی صاحب کے تاثرات پڑھ کر دل بہت ہی خوش ہوا، انہوں نے بہت خوب اظہار مافی الضمیر کیا ہے۔ ملک بھر سے اکابرین علماء کرام نے صلاۃ وسلام نمبر پر خوب تاثرات دیے ہیں جن سے میرے افکار اور خیالات کو تقویت ملی ہے، میں شروع ہی سے آپ کا مداح اور معترف ہوں، آپ حق وصداقت کے نمائندے اور داعی ہیں، زبان و قلم سے حق بیان کرتے ہیں، آپ کی صداقت اور حق گوئی کا ایک زمانہ معترف ہے۔

مولانا مفتی محسن حیات عباسی حدوٹی صاحب

مدرس تعلیم القرآن اکیڈمی راولپنڈی}

جس سفاکیت کے ساتھ مذہبی فکر کو کچلا جا رہا ہے، اس ظلم و ستم کے دور میں ماہ نامہ "آب حیات" کی شکل میں انسانوں میں حیات نو کی لہروں کا دوڑانا ایک نعمتِ خداداد سے کم نہیں ہے، ماہ نامہ "آبِ حیات" لاہور ہر دور میں حق وصداقت کا ایک نمائندہ میگزین رہا ہے، جب بھی مسلمانوں پر افتاد پڑی "آب حیات" نے بلا خوف لومۃ لائم راہنمائی کا حق ادا کیا، مولانا محمود الرشید حدوٹی دامت برکاتہم العالیہ اس دور میں حق وصداقت کا پھریرا لہرا رہے ہیں، میں حضرت مولانا حدوٹی کی ادارتی ٹیم میں شامل ہونا اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں، میں تمام مسلم امہ سے عرض گزار ہوں کہ وہ ماہ "نامہ آب حیات" لاہور کی سرپرستی فرمائیں۔

{وقاص احمد صاحب، امیدوار آزاد کشمیر اسمبلی، اسلام آباد}

میں نے فیس بک پر ماہ نامہ آب حیات کے ٹائٹل دیکھے ،پڑھنے کا شوق پیدا ہوا اور یہ شوق حسرت بنے جا رہا تھا کہ ایک دن آب پارہ (اسلام آباد) سے گزرتے ہوئے اسٹال والے سے طلب کیا اور سفر میں ساتھ رکھا، تھوڑا تھوڑا کر کے مطالعہ کیا، بہت ہی مدلل انداز میں صلاۃ وسلام پر روشنی ڈالی گئی ہے، رسالہ کو دیکھ کر حضرت مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب کی محنت کا اندازہ ہوتا ہے ، حضرت نے کتنی محنت اور لگن سے رسالے کا خصوصی نمبر تیار کیا ہے ،رسالہ پہلے بھی قومی ایوارڈ حاصل کر چکا ہے اور بندہ بہت عرصہ سے اس کا قاری ہے ، مگر اب مصروفیات کی وجہ سے کبھی کبھار ہی پڑھنے کا موقع ملتا ہے، اللہ تعالیٰ مولانا محمود الرشید حدوٹی صاحب کی اس کاوش کو قبول عام عطا کرے

مولانا غلام رسول بروہی صاحب

{خطیب جامع مسجد محمد علی لغاری ٹنڈو جام، سندھ}

ماشاء اللہ حضرت مولانا عبدالمالک بھٹو صاحب کے دست مبارک سے مجھے ماہ نامہ آب حیات نوش جان کرنے کا اتفاق ہوا، اس رسالے کا کافی نام سنا تھا مگر صلاۃ وسلام کی برکت اور نسبت سے اسے دیکھنے کا بھی اتفاق ہو گیا ہے، بہت ہی خوبصورت اور شاندار رسالہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی عالی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے، اس کے لکھنے والوں کو صحت وعافیت کے ساتھ دین کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔